مجموعہ

فتاوی عزیزی

از امام العلماء قدوۃ الفضلاء اوحد محدثین عرب و عجم قطب سماء الشرف
والکرم ہادی الخلق الی سواء السبیل مصداق علماء ہم کانبیائے
بنی اسرائیل زبدۃ الارباب التمییز حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ

بتصحیح تام و تنقیح مالا کلام از اہتمام حقیر الانام محمد عبدالصمد عفا اللہ عنہ الصمد بماہ شوال سنہ ۱۳۱۱ھ

مطبع مجتبائی دہلی

اشتہار

تفسیر بیضاوی شریف مصحح مطبع احمدی دہلی

قدر شناسان مضامین علیہ اللہ گوہر سنجان لالی نکیہ کی خدمت مین گذارش ہے کہ تفسیر بیضاوی مصنفہ قاضی ناصرالدین ابوالخیر عبداللہ بن محمد بن شیرازی بیضاوی جیسی کہ یہ کتاب معتبر و مستند ہے اس کے اظہار کی اصلا حاجت نہین اُس کی توصیف اسی قدر کافی ہے کہ یہ کتاب برجہ تحقیقات حقہ اور بتجویز علماء محققین سلسلہ درس مین داخل ہے بلکہ تفسیر دانی کا دار مدار اسی پر ٹھیرا ہوا ہے کیونکہ مصنف علیہ الرحمہ نے بعبارت وجیز مضامین بے انتہا درج فرمائے ہین۔ چنانچہ اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اقوال تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالی و تحقیقات علماء محققین اعلے اللہ درجاتہم اپنے اپنے موقع پر بطرز انیق لائے ہین علاوہ برین اختلاف قرارۃ قرا سبعہ کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان فرمایا اور قرءہ شاذہ کو کمال خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

ایک عرصہ ہوا کہ یہ تفسیر مطبع احمدی مین مولوی احمد علی صاحب نے طبع کی تھی یا دوبارہ لکھنؤ مین اُسکی نقل چھپی تھی احمدی تو پہلے ہی دست بدست لوگ لے چکے تھے یہی مطبوعہ لکھنؤ سو کچھ دنون کے بعد وہ بھی کمیاب ہوگئی اور علماء اور طلباء کی تعلیم و تعلم مین حرج ہونے لگا تو احقر نے طلباء کی دفع خواہش سے اس کتاب کی تصحیح اور تحشیہ کے لیے ذخیرہ شروح نایاب و حواشی معتبر و مثل شہاب خفاجی و تعلیقات شیخ زادہ و حاشیہ قاضی القضات مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی و ملا عصام و منیات مصنفہ علام و حل ابیات مولانا فیض الحسن صاحب وغیرہ فراہم کیے اور فاضل لبیب عالم ادیب بارع علوم نقلیہ و عقلیہ وحید الاقران مولوی محمد عبدالرحمن صاحب خلف مولوی عنایت اللہ صاحب مرحوم کے حوالے کردیا مولانا ممدوح نے ترتیب حواشی مین وہ کام کیا کہ ہر شخص کا کام نہین اور ایسی لطافت سے کتاب موصوف کو حل کیا کہ نہ آج تک آنکھون سے دیکھا نہ کانون سے سنا پھر تصحیح اور صفائی طبع مین بھی ایسی عرق ریزی ہوئی کہ جسکی نسبت ارباب بصیرت بیساختہ بول اُٹھے کہ یہ کتاب طبع اول سے بھی کئی حصہ سبقت لیگئی۔

بغرض سہولت شائقین اسکی تین جلدین کی گئی ہین پہلی جلد سورۂ بقر تک بہت جہت تیار ہے جسکی قیمت دو روپیہ رکھی گئی ہے شائقین منگائین اور لطف اٹھائین باقی زیر طبع ہے۔ دوسری جلد ذیقعدہ مین تیار ہوجائیگی اور تیسری اس سے چھ ماہ بعد

محمد عبدالاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی

ISLAMIC RESEARCH INSTITUTE RAJASTHAN
Ref. Library
TONK

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدائی جل علاو نعت حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم بر ضمائر طالبان ہدایت و بصائر مشتریان درایت مخفی مباد کہ در ہر یاز چنین آرزوئی بود کہ فتاوائے امام المتقین رئیس الکاملین قدوۂ ارباب تمیز حضرۃ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی کہ حضرۃ ایشان وقتاً فوقتاً بہ جواب سائلین نوشتہ اند و در ان مسائل و نکات عجیبہ و غریبہ بیان فرمودہ اند اگر میسر شوند آن را در یکجا جمع کردہ شائع کردہ شود تا خلقے کہ از فیضان ظاہری و باطنی ایشان مستفیض است ازین نیز بہرہ وافی بردارد و شائقین از اجوبۂ مسائل بالاجمال کہ علمائے عصر و دیگر طالبین استفسار نمودہ اند اطلاع یابند و محظوظ شوند فالحمد للہ علی ذلک کہ بتوجہات عالم اکمل فاضل اجل محبوبۂ خوبیہائے بیکران مولانا خلیل الرحمن صاحب برہان پوری حال وارد بلدۂ حیدر آباد دکن حفظہ اللہ عن شرور الزمن و الفتن حسب تمنائے دلی حاصل گردید پس بموجب آنکہ السعی منی و الاتمام من اللہ تعالی آن مجموعہ را باسرع اوقت بتصحیح حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب مدظلہ العالی و بہ حسن سعی کارپردازان مطبع ارجمند طبع محلی ساختہ پیشکش ناظرین و شائقین کردہ آمد و در اوائل این مجموعہ برائی تزئین ناظرین مختصر حالات النساب و کمالات ایشان کہ حضرۃ میرزا محمد بیگ صاحب دہلوی نوشتہ اند ملحق کردہ شدہ است باید دید

محمد عبد الاحد عفا اللہ الصمد مالک مطبع مجتبائی دہلی

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۱۱ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برخی از احوال افضل العلماء اکمل الکملاء خاتم المحدثین و المفسرین

قدوۃ اہل صفا و تیز خصر مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

بدانکہ مولانا شاہ عبد العزیز بن شیخ اجل ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف خاتم المفسرین امام المحدثین جامع علوم ظاہری و باطنی بود در علم و عمل و زہد و ورع و تقوی و تدریس و تصنیف رتبہ بلند و مقامی ارجمند داشت خلقی بے شمار از تلامذہ و شاگردی آن بحر العلوم بہرہ یاب شدہ بمقام فضیلت و تکمیل رسید شاگردان وی در اقالیم دور و نزدیک بباب علوم دین پرداختہ خلق کثیر از فیوضات ساختہ **ولادت** شریف ایشان ۱۱۵۹ ہجری مقدسہ است و ہم شریف تا یکی از علام یمن بست تمامی علوم از نسبت ماجدی بروالد ماجد خویش حاصل نمود و اجازہ کاملی بود کہ نظیر ایشان علاوہ بندرت دیگر بلاد ہم بود چنانچہ صاحب سبحۃ المرجان گوید کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی والد مولانا مرحوم رفحول علمای عصر جامع منقول و معقول و حقایق و معارف آگاہ بود ماشاء اللہ مریدان بسیار پرداخت و تدریس علوم عقلی و نقلی استمال داشت محدثے بود بہجت سال سنہ ہدایت مکہ معظمہ مسکون و سال ۱۱۷۴ شرفا و تعظیما نمودہ بود بعد ازان بہند آمدہ در دہلی کہ مسکن داشت شہرہ آفاق بود و بجمع معمای روزگار و زبدہ اشتہار آمدہ مسند حدیث میگرفت مثل وی محدثے و مفسری و فقیہی بعد شیخ عبد الحق کم بوجود آمدہ مصالح ستہ از بر داشت و باسانید صحیح حدیث را نقل میکرد و بسیارے از صحاح ستہ و مسند بہتاد و پنج عزی بعالم آخرت شتافت انتہی **بالجملہ** آنست کہ طریقہ سلوک ایشان موسوم بنی اللہی است کہ آن اقرب طرق وصول الی اللہ ست چنانچہ والد ماجد ایشان در تفہیمات الہیہ میفرماید قد من اللہ سبحانہ علی و علی اہل زمانی بان منحنی طریقا من السلوک ہی اقرب الطرق و ہی ترکیبۃ من خمس اقتباسات لعنی الایمان الحقیقی و قرب النوافل و قرب الوجوب و قرب الفرائض و قرب الملکوت و حصل من ہذہ الطریقۃ غایۃ من اراد ما اتاہ اللہ تعالی و فتح بہ جل جلالہ انا جملنا امام ہذہ الطریقۃ و اوصلنا ذروۃ منامہا و سمیناہا طرق الوصول

الی حقیقۃ القرب کلها الیوم علی طریقۃ واحدۃ وهو متابعتک والانقیاد لک فالسماء لیس علی من فاق السماء
بماء ولیست الارض علیه بارض فاهل المغرب واهل المشرق کلهم عترتک وانت سلطانهم علموا او لم یعلموا فان علموا

ترجمہ بستہ احسان کرد اللہ سبحانہ بر من و بر مردمان عہد من کہ عطا نمود مرا طریقہ سلوک کہ قریب تر است از طرق و گروہ آن قرب
از پنج است **اول** ایمان حقیقی **دوم** قرب نوافل **سوم** قرب وجوب **چہارم** قرب فرائض **پنجم** قرب ملکوت و گروہ
است این طریقہ را غایۃ طرق ہر کہ بیں حصول طریقہ ارادہ کند حق تعالی او را خواہد داد و رب من جل جلالہ علم داد مرا کہ بیشک
مقرر گردانیدیم ترا امام این طریقہ و رسانیدیم ترا بر بلندی کہ بان بلند ساختیم از امروز جملہ طرق وصول قرب حقیقت بجز این
طریقہ و آن محبت و اتباع سنت پس بر آن کسی کہ عناد دارد تو آسمان آسمان نیست و زمین زمین نہ و کسی نیست کہ برکات
و ہا او را (یعنی دشمنی کنندگان تو از برکات محروم اند) اگر دانند بمرا و رسند و اگر ندانند در خسران ماندند انتہی **نسب**
ایشان از واسطہ سی و چہارم بحضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ بدین سند میرسد کہ عبد العزیز بن
ولی اللہ بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قوام الدین بن قاضی
قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بہا بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین المفتی عرف قاضی پران
بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابو الفتح ملک بن عمر والحاکم مالک بن عادل ملک بن فاروق بن جنبیس بن احمد بن محمد شہریار
بن عثمان بن ہامان بن ہمایون بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہم اجمعین بگذاری قرۃ العیون مولانا مرحوم مرجع علماء و مشائخ بود و بتمامی علوم متداولہ و غیر متداولہ و فنون عقلیہ و نقلیہ دستگاہ
فوق التمامی داشت بکثرت حفظ و علم تعبیر رویا و سلیقہ وعظ و انشا و نجوم و تحقیقات نفائس علوم و مذاکرہ و مباحثہ خصوص
ممتاز بین الاقران و معتقد فیہ موافق و مخالف بود چنانچہ تمامی علماء و فضلاء و فقراء و سلاطین و امرائے شیعہ و سنی در ہیچ وقت
زبان تردد ندا صاحب دلائل و براہین بود ہر حجتی کہ می کرد قاطع بود و ہر دلیلی کہ پیش می آورد محکم تفسیر عزیزی کہ در تفسیر سورہ
بقرہ و دو جزو آخرین قرآن است بغایت محبوب و مقبول خلائق است و احدی از علمائے سلف بہ این چنین بیان در تفسیر
نپرداختہ و کتاب تحفہ اثنا عشریہ در عقائد اہل تشیع باین خوبی و تحقیقی تصنیف فرمودہ کہ علماء شیعہ از جواب آن لاجواب ماندند
و بغایت معتقد و مرید اند تمامی عمر خود را در تدریس و افتاء و فصل خصومات و وعظ و تربیت و تکمیل تلمیذان بسر برده و جاہ و عزت
ظاہری بکمال باطنی حاصل نمود در ملک ہندوستان ریاست علم و عمل بر ایشان و برادران ختم است در ہند و در ولایت
دیگر ہم کسی بہ نظر نمی آید کہ سند تلمذی یا استفادہ ظاہری و باطنی نسبت این خاندان نہ داشتہ باشد و یا نسبت شاگردی

این خاندان دولت افتخار فهمیده الله صاحب تحائف میگوید خاندان ایشان خاندان علوم و حدیث و فقه شد اسم بهمه
این علم شریف چنانکه ازین بال بیت برجسته آمده دین کشور از خاندان دیگر معلوم و مشهود نیست تحصیل بالحدیث و فقیهت
پدر ایشان در دین سرزمین کاشته اند ایشان آنرا برگ و بار بخشیده اند از مشهور از تلامیذ ایشان حضرت مولانا شاه
رفیع الدین برادر آنحضرت شاه عبد القادر محدث دهلوی غیره آنحضرت مفتی صدر الدین خان صاحب دهلوی و مولانا شاه عبد الحی
خان دهلوی و حضرت شاه غلام علیشاه صاحب و مولانا فضل حق خیر آبادی و مولوی مخصوص الله صاحب پسر مولانا شاه
رفیع الدین صاحب و مولوی عبد الحی صاحب و امام آنحضرت و مولوی کریم الله صاحب و مولوی محمد اسمعیل صاحب شهید
برادر زاده آنحضرت مولانا امیر محبوب علی صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی عبد الخالق صاحب اکابران دهلی و
مفتی الهی بخش صاحب کاندهلوی و مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی و مولانا احسن علی الکهنوی و مولانا حسین احمد صاحب
بیرسی آبادی و بزرگان دیگر که اسامی ایشان یاد نمی آید رحمهم الله تعالی اجمعین چنان گزشته اند که هر یکے آفتاب و ماهتاب
جهان انوار علم ایشان منور بود و جهانیان از برکات ایشان مستفیض ازین بیان که علماء و فضلاء محدث و فقیه که منتظر
می آیند تگی ندارد برائے ما مژده ایشان هست +

بدانکه حضرت مولانا بسیار حالات و کرامات بوده اند و اکثر کرامات ایشان هم بسلک تحریر آمده اند و کتاب
کمالات عزیزی بزبان اردو در کمالات ایشان نیز شهرت تمام دارد و برخی ازان و از دیگر کتب تبرکا قدیما بزبان فارسی
هم نبشته می آید واضح باد که حضرت هفده ساله بود که الله ایشان این ارقائی بملک جاودانی رحلت فرمود نه چند علماء از تعصب
بملت شاگردان این خاندان قصد دهلی نمودند در اثنائی راه مباحثه علمی پیش آمد گاه دیبان که از قوم هنود بود او هم سوال کرد
و خواست که جواب شافی داده شود تمامی علماء از جواب آن ساکت ماندند چرا که نزد ایشان جواب او موافق فهم او نبود گفتند
که ما دهلی میرویم از مولوی صاحب پرسیده جواب خواهیم داد و قتیکه دهلی رسیدند مولانا صاحب او را طلبیده گفت که چه سوال
داری گفت میپرسم که خدا بندوست یا مسلمان گفت اگر خدا بندو بودی سلسله گاو کشی نبودے آواز این جواب شانے
مسلمان گردید از انجمله آنکه یک پادری برائے مباحثه دهلی آمد مشرستکف بهادر بخبث از پادری بگفت که شرط آنست
هر که مغلوب شود دو هزار روپیه نقد دهد اگر مولوی صاحب مغلوب شوند من از طرف ایشان او را خواهم ساخت چرا که او فقیر
آمد پادری صاحب بعد ایجاب شرط نزد مولانا صاحب آمد گفت که من سوالے دارم و جواب آن از معقول میخواهم نه از
منقول زیرا که آن دینست که پیغمبر شما جیب خدا است هنگام شهادت امام حسین چرا به جناب الهی فریاد نکرد حالانکه حبیب محبوب

محبوب تر بشود و نه بر اثر دعا با جابت تر بپیوندد تعالی توجه فرمود بے جواب داد کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و قتیکہ برائے فریاد
بحضرت جانہ تعالی بسیند از پرده غیب ندا رسید کہ البتہ از جانب قوم بر تو ظلم و ستم شد و او را شہید ساخت اما چنیم
کہ درین زمان حمزہ مصلوبیت فرزند عیسی یاد آمده است ازین جہت پیغمبر خاموش ماند پادری ازین جواب الزامی لاجواب
شد و دو ہزار روپیہ با پنج شتر بروے بخشید بنہاد **از انجملہ** آنکہ مولانائے ممدوح با وجود تو غل علم حدیث و قرآن در علم معقول ہم
یکتائی روزگار بود چنانچہ یکروز مولوی مدن معقولی از وطن مالوفہ خود بقصد مباحثہ اندرون مدرسہ مدنہ آنحضرت اشارت
بفرش نمودند گفت کہ من ہرگز بفرش نخواہم نشست خدام حسب الارشاد مولانائے ممدوح برائے مولوی مدن پلنگ نواڑی
آوردند و از سوزنے و تکیہ کہ ہمراہ داشتند ایشان نشاندند مولوی مدن بعد اظہار اشتیاق ملاقات قصد گفتگو بعلم معقول نمودند مولانا
ممدوح فرمود کہ این پیش مولوی رفیع الدین برید و مرا معذور دارید کہ فقیر سوائے قال اللہ قال الرسول دیگر گفتگو کردن
اول نمی پنداد سوئے مدن قبول نکرد و سوالی چند مالا ینحل پیش کرد آنحضرت باین خوبی و خوش اسلوبی چنین جواب معقول داد
کہ مولوی مدن از پلنگ برخاسته بفرش نشستند و گفت کہ "عاقبت مدن خراب گشت" ہر چند مولانائے ممدوح برائے
نشستن پلنگ اصرار نمود امانہ نشستند و بسیار سفارش کردند و گفتند کہ لیاقت مدن در جائے پا انداز شما ہم نیست ہیچ قصور
معاف فرمائید کہ در سخت بی ادبی گرفتار شدم بعد عفو تقصیر بفرش نشستند **از انجملہ** آنکہ در مجلس عشرہ محرم کہ مولانا ممدوح
درس میفرمودند ہزار ہا کس جمع میشدند و اہل تشیع نیز می آمدند شخصی سوال کرد کہ ہنگام سبز زید با حضرت امام حسین علیہ السلام
حقتعالی کجا بود حضرت فرمود کہ بمیزان عدل کہ صبر امام بر ظلم آن نافرجام غالب آمد **از انجملہ** آنکہ روزے صاحب زادہ
دہلی برائے ملاقات آنحضرت آمد عند التذکرہ سوالی پیش نہاد گفت کہ کسی جواب این ندہد و آن اینست کہ شخصی مسافر راہ
گم کردہ دیدکہ یکی خسپیدہ است و دیگر بسته نشسته و این میخواہد کہ راہ از کہ پرسد مولانا جواب داد کہ راہ برائے رہروان است
نہ برائے نشستن و این نشستہ ہم باین انتظار است کہ کسے از خواب بیدار شود تا راہ معلوم کردہ بمنزل مقصود رسم پس آن
شخصے سوئے را لایق است کہ او ہم نشیند و ہمراہ شخص نشستہ رود **از انجملہ** آنکہ شخصے از اہل تشیع ملازم انگریزی پیش آنحضرت
آمد و گفت قبلہ بندگی مولانا پرسیدند کہ جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ریش میداشتند یا نہ او گفت بلی میداشتند باز پرسید
نام توحیست گفت شیعہ علی مولانا گفت کہ ریش شما نیست فقیر سیار داد گفت کہ ما دنیا داریم باز گفت کہ آنحضرت گردہ
و بیری ہم بر سر میداشتند و بدندان مسی و بدست پاخامی مالیدند و بدستان مبارک چہلہ و انگشتری ہم میداشتند او عذر
کرد کہ خطا وارم و میخواہم کہ مسلمان شوم اما در چہار شک است فرمود کہ فرشتگان مقربین حضرت رب العلمین چہار اند

اصحاب خلیل الله آن حضرت صلی الله علیه وسلم هم چهار دوست پانهم چهار دعیر انسان تم چهار که خاک و آب آتش و باد اند
را اعنا صرار بلیه گویند عرض کرد بهین طور بنیاد مثال فرمود او تتوجهات ایشان توبه و استغفار کرد و از اهل سنت گشت
روزی تمثی محمود خان رئیس شاه جهان آباد رقه شادی بخدمت حضرت فرستاد مولانا بجواب آن پشت رقعه این
شعر نویسانیده رد و پس کرد جمله حضار مجلس از خواندن آن محظوظ گشتند آن این است ۵ در محفل خود داه مده مجنونی را
افسرده دل است دکنه انجمنی را **روزی** شخصی عرض نمود که انسان در محفل رقص سرود و تمام شب بخلاف عبادت
بیداری نامد و قبلا خواب و غنودگی سرو غلبه نمی کند مولانا ممدوح چه شال نایاب گفت که رقص و سرود مثل بستر خار و راست
که از کلفت آن خواب گرد او نمی گردد و عبادت مانند بستر کلباست که از لطافتش روح او تازگی می پذیرد و دماغش معطری
گردد و طبیعت او سکون می پذیرد و استراحت می ورزد **ازانجمله** آنکه شخصی لازم بادشاهی روبروی حضرت مولانا آمد و عرض کرد
که تنخواه والد مرحوم یک صد روپی بود و من فقط سی یابم و آن خرچ اخراجات خانگی را کفایت نمیشود چکنم سخت حیرانم فرمودند که جانب
جنوب رو بعد از چهار ده منزل شهر مسلمانان خواهد آمد در آن قیام کنی و اگر وظیفه شود هم بران صبر کنی انشاء الله تعالی بوطن
خود بامراد آئی آن شخص موجب ارشاد همراهی رو کس بر اسپ سوار شده رخ بجانب جنوب کرد بعد چهار ده منزل بشهر ٹونک
دار الریاست نواب امیر خان رسید و در آن اقامت ورزید روز دیگر بصاحب هم ملاقی شد لیکن از کیفیت احوال
او هیچ پرسیده این را نوبت وفا قه رسید روزی نواب بارکان دولت مشوره میکرد که آیا با فرنگیان چگونه معامله کنیم همدرین
اصلاح جنگ و دمامه ای نواب چنین شد که شخصی سوار تعیم سجد الطلبید و از و هم مشوره کنید عرض کرد او اطلبید ای صائب
او را از همه پسند تر افتاد و او را باعزاز و اکرام بمشاهره یانصد روپیه تعین نموده فیل و شتر و غیره سامان جلوس داده بحضور
خود اختر الزمان مقام و بلی رائی معالمت صلح فرستاد و آن شخص اولا بحضور مولانا آمد و بنهایت معتقد گشت و چند اشرفی بطور نذر
گذرانید و گفت چنانکه آن جناب از کشف فرموده بودند همان طور بوقوع آمد فرمودند از کشف نه گفته بودم بلکه از سیاق کلام مجید
ازانجمله آنکه شخصی آمد و خواب خود بیان نمود که چره رونن می نوشد چونکه مولانا مدتی تعبیر رویا بهارتی کامل داشت فرمود که بی بی شما در
حقیقت
والده شماست تحقیق نمائید او سخت تعجب نمود و آمده برخاست لعد تفحص بسیار معلوم شد که فی الحقیقت مولانا ممدوح راست
فرموده اند حبس این بود که اظهار حالت شیر خوارگی از مادر خود مفارقت افتاد او جوان شد بعد مدتی مدید عقد مناکحت با او
بست **ازانجمله** آنکه شخصی آمد و عرض کرد که شب چنین خوابی دیده ام که دو سگ از روزنه من مباشرت می کنند سخت حیرانم
بنهایت مستحکم فرمودند جای اندیشه و فکر نیست شاید که زنده تو سوئی ندارد از استعراض میگیر دا متناع نماید که آن شخص نجا آمد

وحسب ارشاد یافت **ازانجمله** آنکه شخصے پر ملال آزردہ حال کہ از شدت او آثار غم ہویدا بود نزد مولانا آمد و خواب عرض نمود کہ شبہا بیم کہ از والدۂ خود بسترے میکنم ازان وقت زندہ در گورم و ہر چند غور و فکر می کنم ماجرائی این خواب بفہم من نمی آید فرمودند کہ از بے بی خود پرسید شود شاید از و حرکتی بوقوع آمدہ باشد کہ کلام مجید را نزد ہما جن گرو کردہ است۔ از انفکاک کرد توبہ و استغفار باید کرد و از چنین حرکات احتراز **ازانجمله** آنکہ شخصے آمد و ماجرائے خواب بیان کرد کہ آفتاب بے مثل ہلال از مشرق نمود ار گشتہ تا وسط آسمان بدکمال میشود و از درمیان دو پارہ شدہ مثل دو ہلال با دو سمت مشرق بسرعت تمام میروند و بمغرب میشود امید کہ از تعبیر این خواب آگاہ سازند آنجناب فرمودند کہ زوجۂ تو احمل سہ ماہہ بود امروز آخر شب ساقط گردید چونکہ زن او با تفاق رائے اطبا عقر بود او سخت متعجب و پریشان بخانہ آمد و استفسار نمود کیفیت ماجرائے خواب چنانکہ فرمودہ بودند عیان افتاد **ازانجمله** آنکہ مولانا در عالم رویا خاص از حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ مشرف بہ بیعت شدہ اند و از نکات و اسرار غریبہ بہرہ وافی برداشتہ اند چنانچہ خود مولانا ممدوح شرح رویائے خویش بہ مکتوبے نوشتہ اند و آن مکتوب بست سال میگزرد کہ بست و ہفتم ماہ رجب شب معراج علی اکثر الروات فقیر در خواب دید کہ میدانیست در ان فرش سفید براق گستردہ اند و بران فرش مردم بسیار با شکال نورانی و لباسہائی فاخرہ منتظر قدوم برکت لزوم جناب حضرت امیر نشستہ اند فقیر ہم بدیافت این معنی در ان مقام بر فرش مذکور جا گرفتہ ناگاہ جناب امیر علیہ السلام از جانب قبلہ نمایان شدند و سمت آن فرش توجہ فرمودند و مردم ہمہ برائے تعظیم برخاستند و بر لب فرش منتظر ایستادند فقیر در وسط فرش منتظر ایستادہ بسبب ہجوم اشخاص با عظمت تا لب فرش نتوانست رسید ایشان تشریف آوردہ تفریق صفوف نمودہ نزد فقیر آمدہ چار زانو نشستند فقیر بادب تمام دو زانو مقابل نشستہ الطاف بسیار فرمودہ و با ہیچکس کلام نفرمودہ محض با فقیر ہمکلام شدند فقیر آن وقت را غنیمت دانستہ چند چیز در ان وقت کہ در ذہن حاضر شدہ عرض نمود جواب باصواب یافت **اول** آنچہ فرمودند این بود کہ شنیدہ ام شخصے بزبان پشتو کتابی تصنیف کردہ است در ان کتاب چیزہا بتحقیر من نوشتہ شمارا اطلاع این معنی ہست یا نہ فقیر عرض نمود کہ بندہ زبان پشتو نمیداند تا از حال کتابہای این لغت آگاہ باشد موافق فرمودۂ حضور تحقیق خواہم کرد باز عرض نمودم کہ از مذاہب فقہا کدام یک مختار و پسند جناب است فرمودند کہ ہیچ مذہب پسند ما نیست یا بطور ما نیست افراط و تفریط بعمل آوردہ اند باز عرض نمودم کہ از طرق اولیا اللہ کدام یک طور پسند جناب عالی است فرمودند در اینجا ہم ہمان جواب است و در ہر طریقہ چیزہائے نامرضی باختلاف طور با احداث نمودہ اند و با اینہمہ از طور با تصور دارند زیرا کہ در عہد ما سہ طریق شغلے کہ در تقرب الی اللہ مفید باشد معمول و مروج بود ذکر و تلاوت قرآن و نماز آنہا فقط ذکر را شغل مقرر کردہ اند و تلاوت قرآن

ونماز را مشغل نمیدانند بعد ازین عرض نمودم که تلاوت قرآن نماز را چگونه مشغل باشد و از جناب ایشان طریق استعمال تلاوت
قرآن نماز را التماس نمودم و پنجه بزبان هم فرموده اند لیکن بسبب عدم تاثیر باطنی معلوم کرده ام و حالت باطن من تغیر شده پیدا
آورده که وصف نمی آید ان وقت آن را در باطن خود مستقری یابم عرض کردم که هر چند مرا توسل بجناب عالی از راه طریق
و سابق بسیار بجا و لائق است لیکن میخواهم که بلا واسطه بیعت نمایم آنجناب دست خود را دراز کرده دست مرا گرفته
بیعت فرمودند در آن وقت اثر عظیم در باطن من تغیر شود بعد ازان عرض نمودم که اکثر صحابه خصوصا قریشیان با جنابعالی
مشاجرات نموده اند و من آنها را حکم بیعت چگونه بوده است این حقیقت فرمودند که ما و ایشان شکایت برادرانه داشتیم یا
نمودند شکایت پادری و پسری شکر رنجیها درمیان بود مردم نافهم این را دور کرده اند و بسیار افزوده باز عرض نمودم که
فلان صحابه خود را سید لنژاد و از خاندان عالی نسب میگفتند فرمودند آن جماعه نژاد و اولاد من نیستند دروغ میگویند بعد ازان یکایک
و بیان بست بست کنان قشریف بردند و مردم دیگر که منتظر بودند در میرت ایستادند که گنجایش این صحبت قدسی استعداد
می پذیرفت **ازانجمله** آنکه روزی دو سه حدیث بود که شخصی آمد و او را از انگشت شهادت اشاره پس پشت کرد آن شخص بعد
و خلاص دست حضرت عرض نمود که در خواب دیده ام که جناب سرور کائنات علیه الصلوة والتسلیمات رونق افروز شدند و جناب بروی
حضور و خطه حدیث شریف میفرمایند ناگاه این کمترین هم حاضر شد آنجناب همین طور اشاره کرد چنانکه هنوز در وقت وعظ
کرده بودند این سبب چیست مرا ای خدا آگاه سازید فرمود سبب آنست که از دست شما بوی حقه می آید آن رو حضور باعث
ناپسندیدگی است ازین جهت اشاره به پس پشت کرده شد **ازانجمله** آنکه سال اول بود که مولانا ختم قرآن شریف در
تراویح کرده بودند ناگاه شخصی از ره کمتر آهسته دلم بدست گرفته بعد تراویح آمد و گفت که حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه
وسلم کدام جای تشریف میدارند جمله یاران بجوه بخدمت او آمدند و سخت متحیر شدند که معامله چیست نامش چیست گفت ابو هریره
و گفت که آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرموده بودند که امروز ختم قرآن عبد العزیز است خواهیم رفت مراد ما بای دیگر بجز سه
فرستاده بودند ازین جهت تاخیر سه واقع شد این گفته غائب شد **ازانجمله** آنکه چون مولانا برای نماز جمعه بمسجد جامع
اتی عمارة تاشیم میرسید شخصی مضیع الدین نامی که اکثر بخدمت حاضر بودی روزی ازین سبب استفسار نمود مولانا کلاه خود را
بر سر نهاده او دفعة بیهوش شد و بدیر افاقه یافت پرسیده چه شد گفت اندرون مسجد جامع زیاده از سه کس نمی یابم که بصورت
انسان باشند باقی کسی را بصورت خرس و کسی را بصورت خنزیر و کسی را بهیئت بوزنه دیدم ازین واقعه لرزه بر اندامم افتاد و
بیهوش گشتم فرمودند ازین سبب است که پرسیده بودی **ازانجمله** آنکه مولانا در یک هفته دو بار وعظ فرمودی و مردان

از صلحا و علما بسیار آمدی و از برکات و فیوض حضرت ایشان عوام هم کیفیت و لذت مثل علما یافتی و صوت ایشان در گوش هر قریب و بعید مکیان رسیدی **زورے** حضرت بیمار بودند و از چند روز طعام هم نخورده بودند و شدت مرض بسیار بود که یوم وعظ آمد فرمودند که مراد و کس گرفته باشند و در اثنای بیان علیحده بشوند آنحضرت بدستور وعظ فرمودند بعد ازان وعظ آیه شریفه ذوی القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل فرمودند و خصص جمله اسباب نقدی خود را بموجب آیه شریفه کردند ازان بعد چند اشعار عربی و فارسی خواندند و بجای این شعر مشهور "من نیز حاضر میشوم تصویر جانان و بغل" "من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن و بغل" و چند مصراع چنین که یکے از مصنف و دیگرے خود را خواندند باز گفتند که کفن من مثل پوشش حیات من باشد چنانچه همیشه پیراهن ایشان از او هوتر بود و پائجامه ایشان از گاڑها باز فرمودند که نماز جنازه بیرون شهر او کنند و بادشاه را از حضوری جنازه منع سازند چنانچه مردمان بعد انتقال ایشان همان طور کردند چنانکه فرموده بودند نوبت نماز جنازه ایشان به پنجاه و پنج بار رسید مردمان جوق جوق می آمدند و نماز میخواندند صدمه وفات ایشان بر اهل عالم طاری بود کسی نه بود که وے از وفات آنحضرت غمگین نه بود مزار پر انوار ایشان دهلی بیرون ترکمان دروازه متصل مزار دالد ماجد ایشان است نور الله مرقده و تاریخ وفات آن جامع الکمالات باقوال صحیح

در سنه یکهزار و دو صد و سی هجریست

تاریخ سن وفات ایشان و اقف اسرار سبحانی فخر اولاد حضرت مجدد الف ثانی

حضرت مولانا شاه ابو سعید احمد صاحب قدس سره مجددی احمدی بفارسی چنان نوشته اند

شاه عبد العزیز فخر جهان		عالم علم آیت قرآن	
صبح یکشنبه هفتمین شوال		از بدن گشته روح او پران	
سن هجری چو جستم از هاتف		گفت ای نکته سنج قاعده دان	
سال فوتش ز هر عدد پیداست		از احد تا الوف زین عنوان	
خواهی از هر عدد که تاریخش		اولا چار چند کن پس ازان	
یک بیفزا و ضرب کن در ده		پس بکن طرح بست ایجان	

در صد و بست و چار باقی را	ضرب فرما تو سے فہیم زمان
پس بنقصان یک صد و دو باب	فوت آن منحرف زمین و زمان

ونیز از حکیم مومن خان دہلوی بزبان اردو تاریخی عجیب ست ملاحظہ باید نمود

انتخاب منشی دین مولوے عبد العزیز	بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل
جانب ملک عدم تشریف فرما کیون ہوئے	آگیا تھا کیا کہین مُردون کے ایمان مین خلل
ہے ستم اے چرخ تو کیسکو کہان سے لیگیا	کیا کیا یہ ظلم تو نے بیکسون پر اے اجل ؟
جب اُٹھائی نعش ایک عالم تہ و بالا ہوا	لوٹتا تھا خاک پر ہر قدسی گردون محل
کیا کس و ناکس پہ تھا صدمہ کیا جسوقت دفن	بٹالتا تھا خاک سر پر ہر عزیز و مبتذل
مجلس وردا فرمن تعزیت مین میں بھی تھا	جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ کہ بے بدل
دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے	فقر و دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

۱۲ ۳۹

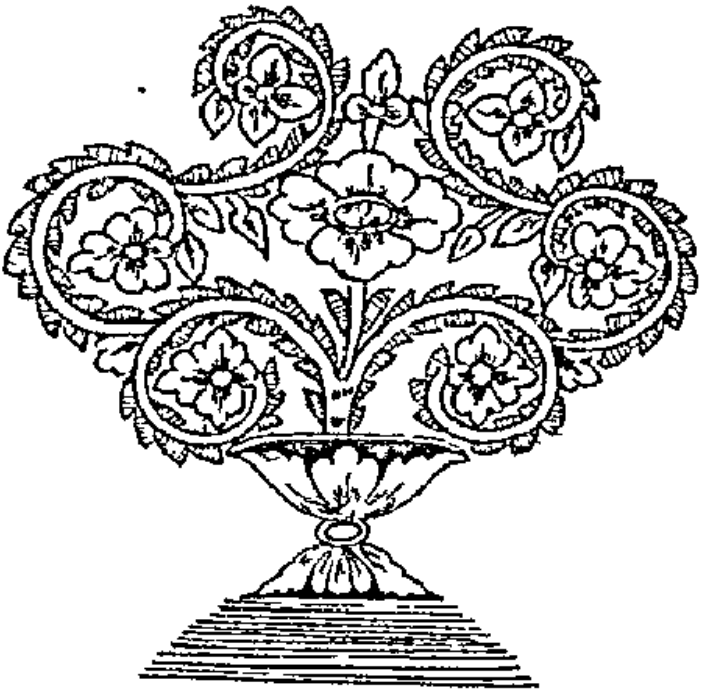

برخی احوال دختران و برادران و نبیرگان شاه صاحب

از اولاد حضرت سوای سه دختران پسرے پیدا نه شده آن همه بحیات ایشان انتقال فرمودند سلسلهٔ ایشان همین طور است که صاحبزادهٔ کلان بعقد نکاح مولوی عیسیٰ صاحب (فرزند کلان حضرت مولانا شاه رفیع الدین صاحب) بود و صاحبزادی دوئمی بعقد نکاح شیخ محمد افضل صاحب ابن شیخ احمد ابن شاه اسمٰعیل ابن شیخ منصور ابن احمد ابن محمود بود (که نسب نامهٔ ایشان بنسب نامهٔ حضرت شاه ولی الله میرسد) از ایشان مولانا محمد اسحٰق و مولوی محمد یعقوب پیدا شدند و صاحبزادی سوئمی به مولوی عبد الحی صاحب منسوب بود بعد حضرت مولانا هر سه برادران ایشان قائم مقام ایشان شدند و به درس و تدریس مشغول گشتند اسامی مبارکش همنیست مولانا شاه رفیع الدین صاحب و مولانا شاه عبد القادر صاحب و مولانا شاه عبد الغنی صاحب جای مزار ایشان نزد مزار حضرت مولانا شاه ولی الله صاحب رحمة الله علیه است نور الله مرقدهم و تربتهم اوصاف و کمالات این حضرات خارج از حد بیان است هر یکی فرید دهر و وحید عصر صاحب علم و حلم و عمل و تقویٰ و فهم و ذکاء و فراست و دیانت و امانت و مراتب ولایت بود و همچنین اولاد اولاد آن حضرت

	این سلسله از طلائی ناب است این خانه تمام آفتاب است	

از اولاد ایشان مولوی موسیٰ صاحب و مولوی مخصوص الله صاحب و مولوی عیسیٰ صاحب و مولوی حسن جان صاحب و یک صاحبزادی وفات آنحضرت ۵ شوال المکرم سنه ۱۲۳۳ھ از اولاد ایشان صرف یک دختر بود که بمولوی مصطفیٰ برادرزاده خویش منسوب کرده بودند از ایشان یک دختر پیدا شد و او بزوجیت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شهید داده شد ازایشان مولوی محمد عمر پیدا شدند و بست و دوم جمادی الثانی سنه ۱۲۶۸ھ انتقال فرمودند چنانچه تاریخ وفات آن از مرگ شیخ زمان پیدا است سلسلهٔ ظاهری حضرت مولانا شاه عبد القادر صاحب منقطع گردید الا الله باقی من کل فانی عمر شریف حضرت شصت و هشت سال بود که بتاریخ نوزده رجب المرجب سنه ۱۲۳۰ھ سفر آخرت پیش آمد حال آن جناب بکماهی معلوم نشد همین قدر بدست رسید که از اولاد صاحبزادی ایشان دختران بحیات اند

محمد بیگ عفی عنه

بعد ایشان سلسلۂ درس و تدریس بنام حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب مہاجر رحمۃ اللہ علیہ است ایشان
بعد چندی مع قبائل بہمراہی برادر خورد مولوی محمد یعقوب صاحب بہ نیت ہجرت قصد مکہ معظمہ فرمودند
چنانچہ تمامی علماء و رؤسا نیز حضرت ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ تا درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی رحمۃ اللہ بمعیت آنحضرت رفتند و مرخص گردانیدند از صدمۂ مفارقت آن مجمع البرکات
تمامی اہل این دیار مغموم بودند و ہر صغیر و کبیر از در فراق آن یگانۂ آفاق گگیر و ملول۔
آنحضرت بمکہ معظمہ کمر تا شش سال کامل بہ درس و تدریس پرداختند و بہ بست و پنجم ماہ رجب المرجب شب
قریب طلوع صبح صادق ۱۲۶۲ھ از این دار فانی بملک جاودانی رحلت فرمودند انا للہ و انا الیہ راجعون
صاحب اتحاف بحوالہ **قول جلی** حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ می گوید کہ ایشان فرمودند آگاہی آمد این
فرزندان کہ لطف الٰہی ایشان را عطا کردہ است ہمہ سعادتمند نوعی از ملکیت بہ ایشان ظہور خواہد کرد لیکن تدبیر
غیب تقاضای کند کہ دو شخص دیگر پیدا شوند کہ در مکہ و مدینہ سالہا اجیار علوم دین نمایند و ہمان جا وطن
اختیار کنند از طرف مادر نسب ایشان با تمکن باشد زیرا کہ آدمی زاده بوطن مادر میلان طبع دارد انتقال جا
کہ والدۂ ایشان تمکن باشند بسیار می مستحیل است مگر بتسخیر قاسر قہری بلفظہ محرر سطور گوید کہ مصداق این
آگاہی سوائے ہر دو نواسۂ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کہ مولانا محمد اسحٰق و محمد یعقوب اند بظاہر
معلوم نمی شوند کہ ایشان از دہلی وطن خود ہجرت نموده در مکہ اقامت فرمودند سالہا سال باحیائی روایت
حدیث باہل عرب و عجم پرداختند واللہ اعلم بالصواب
بعد از ہجرت حضرت مولانا اسحٰق صاحب مولوی موسیٰ صاحب مولوی مخصوص اللہ صاحب فرزندان حضرت شاہ
رفیع الدین صاحب بمدرسۂ شاہ صاحب بدرس و تدریس مشغول شدند الحال نجولوی مغیث الدین صاحب
از نبیرگان حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ دیگری یافتہ نمی شود حق تعالیٰ در عمرش برکت دہاد

محمد بیگ عفی عنہ

---

۱ تاریخ وفات ۱۲ رجب سنہ ۱۲۹۶ھ ۲ تاریخ وفات ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۷ھ

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

الحمد للہ علی احسانہ کہ کتاب مستطاب مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ

فتاوی عزیزی

از اہتمام احقر الانام محمد عبدالاحد عفا اللہ الصمد بماہ شوال ۱۳۱۱ھ

در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع شد

297.73
A81

رسالہ در بیان استحباب رفع سبابہ در تشہد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد للہ والمنۃ والصلوٰۃ والسلام علی صاحب الشرع والسنۃ وعلی آلہ واصحابہ ازمۃ الحق والامہ
انکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است حلال نبود کسے راکہ بقول ما تمسک کند تا آنکہ نداند ماخذ آنرا
کتاب وسنت واجماع وقیاس جلی ودرین رسالہ ودر اصول امام اعظم آمدہ کہ فقہ را از چہار اصل گیرند اول
کتاب اللہ تعالیٰ دوم سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوم اجماع امت مجتہدان عصر واحد چہارم قیاس
طری کہ دران نص نباشد بر نظریکہ دران نص باشد وہر حکم کہ بہ کتاب وسنت ثابت گردد خبر بکتاب وسنت
سوخ نشود واجماع وقیاس مخالف کتاب وسنت باطل بود وبعد از زمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
رانبود مجتہد گاہ خطا کند وگاہ بحق رسد وچون خطای او ظاہر گردد تقلید او در خطا حرام بود اینست اصول
م اعظم رحمۃ اللہ علیہ اکنون بشنو کہ ثابت شد باحادیث صحیحہ نزد امام اعظم وصاحبیہ وامام مالک وامام
شافعی وامام احمد وغیرہم رحمہم اللہ کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم در تشہد نماز برائے توحید
ای تعالیٰ اشارت بانگشت کردی وتصریح کردہ اند محققان وتبعان آثار واخبار نبویہ علیہ افضل الصلوٰۃ
التحیہ کہ وارد نشدہ در منع اشارت ہیچ آیتے وحدیثے وچون نرسید بعضے راسنت در اقوال ائمہ منع کردند
راقیاس نہ بکتاب وسنت وقیاس واجماع مخالف نص باطل باشد پس خطا کردن وتقلید او در خطا حرام بود
ترتیب دادم این رسالہ را بر یک مقدمہ وسہ فصل **مقدمہ** در بیان تمسک بسنت وقت اختلاف
ت **فصل اول** در احادیث صحیحہ **فصل دوم** در روایات فقہیہ قویہ **فصل سوم** در ادلہ مانعان

واجوبہ آن مبنی بر مقدمہ مہمہ در بیان تمسک بسنت وقت اختلاف امت قال اللہ تعالی وما اتکم الرسول
فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب فرمود حق تعالی ہر چیز کہ بدہد شمارا پیغمبر
یعنے از اوامر و نواہی پس بگیرید آنرا یعنے عمل کنید بر آن و ہر چیز کہ منع کند شمارا ازان پس باز مانید و بترسید
از خدای تعالی بدرستیکہ خدای تعالی سخت عقاب کنندہ است یعنے عذاب سخت میکند کسے راکہ خلاف فرمان
رسول اللہ کند وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی
تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ رواہ احمد والترمذی یعنے فرمود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسیکہ زندہ خواہد ماند از شما
بعد من پس خواہد دید اختلاف بسیار پس لازم ست بر شما کہ چنگ زنید بسنت من و بگزید بران بدندانہا
یعنے محکم گیرید وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی
فی الجنۃ رواہ الترمذی یعنی فرمود پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کسیکہ دوست دارد سنت مرا پس تحقیق دوست
داشت مرا و کسیکہ دوست داشت مرا باشد با من در جنت **فصل اول** در احادیث صحیحہ روایت کرد امام
ربانی محمد بن الحسن الشیبانی در موطا خود از امام مالک و او از معلم بن ابی میرم و او از علی بن عبد الرحمن
المعاوی کہ گفت دید مرا عبد اللہ بن عمر رض کہ بازہی میکردم بسنگریزہ ہا در نماز چون از نماز فارغ شدم
نہی کرد مرا و گفت بکن آنچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میکرد گفتم چہ میکرد پیغمبر خدا صلعم گفت بود
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقتیکہ در نماز نشستی بنہادی کف دست راست را بر ران راست و قبض کردی
ہمہ انگشتان را و اشارت کردی بانگشتے کہ متصل انگشت نرا ست و بنہادی کف دست چپ بر ران چپ
گفت محمد کہ ما کار پیغمبر خدا صلعم را اختیار کردیم و ہمین ست قول ابی حنیفہ تا اینجا ترجمہ عبارت موطا او است
و در بدایع و نہایہ آوردہ کہ نص کرد امام محمد در کتاب مشیخہ بہ اشارت و حدیث آوردہ است کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم اشارہ کردی و بعد ازان گفتہ کہ انچہ پیغمبر خدا صلعم کردمانیز او را اختیار کردیم و ہمین ست قول
ابی حنیفہ و قول ما در ذخیرہ و شرح زاہدی مذکور ست کہ امام محمد بعد ازان گفتہ کہ انچہ پیغمبر خدا صلعم کرد مانیز
او را اختیار کردیم و ہمین ست قول ابی حنیفہ و قول من و در کفایہ و تاتارخانی حدیث بروایت امام محمد
آوردہ کہ پیغمبر خدا صلعم اشارت کردہ است بعد ازان گفت محمد کہ ہمین ست قول من و قول ابی حنیفہ
و در عنایہ مذکور ست کہ نص کرد محمد بن حسن در کتاب مشیخہ و حدیث آوردہ کہ پیغمبر خدا صلعم اشارہ کردی
در نماز و نیز روایت کرد امام احمد و ابن السکیت در صحاح خود از عبد اللہ بن عمر قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

الاشارة بالاصبع اشد علی الشیطان من الحدید اما انچه روایت کرده اند ائمه شافعیه در کتب حدیث قریب بتواتر ست چنانچه در صحیح مسلم از عبد الله بن زبیر روایت کرد که چون پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم از نماز نشستی دست راست بر ران راست نهادی و دست چپ بر ران چپ نهادی و اشاره با انگشت سبابه کردی و نرانگشت برانگشت میانه نهادی و عبد الرزاق از ابی هریره روایت کرد که پیغمبر خدا فرمود صلعم که تحقیق یک جزء از هفتاد جزء پیغمبری تاخیر سحور ست و جزء دیگر تعجیل افطار ست و جزء دیگر اشارت به انگشت است انماز در روایت کرد حاکم از عقبة بن عامر که رسول الله صلے الله علیه وسلم فرمود که نوشته میشود در هر اشارت که اشارت میکند در نماز خود ده نیکی بمقابله هر انگشت یک نیکی و فضائل اشارت بسیار است درین مختصر نگنجد وای بر کسے که از فضائل محروم باشد **فصل دوم** در روایات فقهیه از کتب معتبره حنفیه ابن الهمام در شرح هدایه گفته منع اشارت خلاف عمل و نقل است و در ملتقط مذکور ست که نیست در اشارت اختلاف علماء و در خانیه گفته که اشارت در وقت لا اله الا الله بلا اختلاف ست و در کفایه مذکور ست که علامه نجم الدین زاهدی گفته که هرگاه متفق شد روایات از همه اصحاب ما که اشارت سنت ست و همچنین از علمای کوفه و علمای مدینه دلیل ست اخبار و آثار پس عمل بآن اولی باشد امام ابن الهمام در شرح هدایه و صاحب کفایه و محقق حلبی در حلیة المحتی و شیخ شمنی در شرح نقایه گفت که وقت تهلیل عقد و اشارت کند تا هل هر دو طریق جمع گردد و امام ابو یوسف در امالی خود گفته که انگشت فرو دوی را بندد و انگشت میانه با انگشت ز حلقه کند و با انگشت سبابه اشاره کند مذهب شرح وقایه گفته همچنین ست نزد علماء ما و صاحب هدایه در مختارات النوازل گفته که اشارت وقت لا اله الا الله نیک است و در منیة المصلی میگوید که وقتیکه بشهادتین رسد اشاره سبابه کند **فصل سوم** در دلائل منع کنندگان و جوابهای آن بعضے گفته اند بهتر آنست که اشاره نکند و فتوی بر ین ست زیرا که بنا نماز بر سکینه و وقار است یعنے بر آرامش و آهستگی ست و در اشارت سکینه و وقار نیست جواب این دلیل آیت و حدیث نیست و نه اجماع پس قیاس است و قیاس و اجماع با وجود حدیث صحیح باطل باشد ظاهر ست که منع کننده را احادیث صحیحه و روایات فقهیه حنفیه نرسیده بود و گرنه هرگز گوید فعل پیغمبر را صلعم که این خلاف سکینه و وقار است خصوصا در نماز باتفاق جمیع مومنین کافر گردد و در صلوة مسعودی میگوید که این سنت علماء متقدمین است متاخران بآخر نهی کرده منسوخ شد بنابران که این قول رافضیان گرفتند جواب اول آنکه دلیل بر خلاف اصول امام اعظم است زیرا که این دلیل قیاس است و قیاس و اجماع با وجود حدیث صحیح بر خلاف آن باطل باشد دوم آنکه مقرر است

کہ نسخ بعد زمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم روا نبود سوم مخالفت رافضیان از بدعتہای ایشان می باید نہ در سنت ہا یکہ ایشان بران عمل کنند کہ این مخالفت عین مخالفت پیغمبر باشد صلے اللہ علیہ وسلم نمے بینی کہ رافضیان در وضو مے فرستند وابتدا بہ بسم اللہ میکنند وبدست راست میخورند وبدست چپ استنجا میکنند ودر وضو تسمیہ وتحمید وثنا وموالات در وضو وناخن گرفتن وحلق موی بغل وموئے زیر ناف اگر ترک سنت ہا برای مخالفت رافضیان ضروری باشد باید کہ سنیان اکثر سنت ہای عادت وعبادت را ترک کنند در مخالفت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم روا دارند وباز خود را سنی گویند زہے غرور شیطانی وتعصب ودور محیط آوردہ کہ اشارت بر قول امام ابو حنیفہ ومحمد رح سنت ست وہمچنین در کتابہای دیگر مذکور ست اگر ذکر کنیم سخن دراز گردد وبالجملہ بدلیل یا ظن کسے مخالفت پیغمبر خدا صلعم کردن وخلاف امام مذہب فہمیدن وباوجود این خود را سنی پنداشتن جز جہل وناوانی ویا تعصب نفسانی چیزی دیگر نباشد سنی آنکہ کار سنت کند در قضیی آنکہ ترک کند در خلاف امام مذہب رود فقط کتبہ عبد العزیز عفا اللہ عنہ تمام شد رسالہ اشارۃ البسیحۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال مراد از دوازدہ خلیفہ کہ در صحیح مسلم ودیگر صحاح موجود ست کدام کدام اند وعلمای اہل سنت چرا بہ یک معنی مراد این حدیث اتفاق نکردہ اند وپیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم چرا معنے مفصل این حدیث بیان نفرمودہ کہ امت در تعیین معنے مراد آن در اختلاف افتادند وہر یک فرقہ بر عدم دیگری گمراہی وضلالت اختیار کردہ

جواب عبارت این سوال خالی از اضطراب واختلال نیست بیانش آنکہ جملہ اولے از آن مشعر ست بر اینکہ سائل بر مراد علماء اہل سنت از مصادیق دوازدہ خلیفہ کہ در احادیث صحیحہ ایشان بروی کامد آمدن انہا منصوص است اطلاعے ندارد لہذا از ان استفسار میکند پس بریں تقدیر بنا سوال بر استکشاف مراد ایشان از ان خلفا خواہد بود وجملہ ثانیہ از ان اعنی قول او کہ علماء اہل سنت چرا بر یک معنے این حدیث اتفاق نکردہ اند دلالت دارد بر اینکہ معترض بر مراد ایشان بتفصیل اطلاع دارد سوال از لیت اختلاف ایشان در تعیین مصادیق آن خلفا میکند پس بریں تقدیر بنا سوال بر استفسار کمیت افتراق وعدم اتفاق ایشان بر یک قول خواہد بود وہل ہذا الا نہافت وتساقط بالجملہ اگر مقصود وی از سوال استکشاف مراد علماء اہل سنت از ین خلفا است چنانکہ صدر سوالش بران

دلالت دارد گوییم متابعت ارامثال ہذا الاختیار بما اراد بہا الرسول المختار لیکن آنچہ از محتملات ان در خاطر فقیر راشہر مے نماید و مختار بعضے از ائمہ فن شریف حدیث مثل تورپشتی و قاضی عیاض و متبعیما کالشیخ المحقق عبدالحق الدہلوی وغیرہم من الاجلۃ قدس اللہ اسرارہم و میل امام نووی در شرح صحیح مسلم نیز بطرف آن معلوم میشود آنست کہ مراد ازان خلفا اثنا عشر قرشیین کہ مروج و مقیم دین متین و منفذ احکام شریعت مبین و جیاح بسطام در اطراف غبراء و والی خلافت نبوت باستحقاق والاتفاق لا علی سبیل التغلب والاستقاق باشند ہستند و بردی کار آمدن این خلفا بر سبیل اتصال یکدیگر لازم نیست بلکہ از وقت ظہور خلافت راشدہ تا قرب قیام ساعت این عدد تمام خواہد شد پس از جملہ این خلفا بعضے مثل خلفاء اربعہ و حضرت امام حسن و عمر بن عبدالعزیز بروی کار آمدہ اند و اتمام این عدد تا قرب قیامت صورت خواہد بست و اکثر طرق این حدیث و بعض احادیث دیگر مویدانیست از انجملہ آنچہ در صحیح مسلم وارد ست لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ و یکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ و ایضاً در ان کتاب وارد ست لا یزال الاسلام عزیزا منیعا و از انجملہ آنست آنچہ در حدیث حذیفہ نزد یک بزار و طبرانی آمدہ لا یزال امر امتی عالیا چنانچہ ابن حجر در فتح الباری نقل نمودہ و از انجملہ است آنچہ در سنن ابی داؤد واقعشدہ کلہم یجمع علیہ الناس و از انجملہ است آنچہ در طبرانی وارد شدہ لا یضرہم عداوۃ من عاداہم و از انجملہ است آنچہ اخراج کردہ است احمد و بزار از حدیث ابن مسعود انہ سئل کم یملک ہذہ الامۃ من الخلفاء فقال سالنا عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر لعدد نقباء بنی اسرائیل و از انجملہ است آنچہ شیخ ابن حجر در فتح الباری از ابن جوزی نقل کردہ کہ گفتہ بسندہ فی مسندہ الکبیر من طریق ابی بحران لا تہلک ہذہ الامۃ حتی یکون فیہا اثنا عشر خلیفۃ کلہم یعمل بالہدی و دین الحق الخ و از انجملہ است آنچہ ابو داؤد از طریق اسود بن سعید از جابر بن سمرہ اخراج کردہ و زیادہ نمودہ بران فلما رجع الی منزلہ اتتہ قریش فقالوا ثم یکون ماذا قال الہرج اخرج البزار ہذہ الزیادۃ من وجہ فقال فیہا ثم رجع الی منزلہ اتبعہ فقلت ثم یکون ماذا قال الہرج کذا فی الفتح الباری و ایام ہرج قریب قیام ساعت خواہد بود چنانچہ امام بخاری در صحیح خود از شقیق ابن سلمہ اخراج نمودہ کہ گفت کنت مع عبداللہ و ابی موسے فقالا قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعۃ ایاما ینزل فیہا الجہل و یرفع فیہا العلم و یکثر فیہا الہرج القتل و ابن جوزی ہرج را کہ در حدیث اثنا عشر خلیفہ واقع ست بر ہمین ہرج کہ قریب

قیام ساعت خواہد بود حمل کردہ چنانچہ شیخ ابن حجر در فتح الباری بآن تصریح کردہ حیث قال المراد بقولہ ثم یکون الہرج ای القتل المؤدیۃ بقیام الساعۃ ہذا جواب السوال علے طبق مایفہم من صدر المقام فان انخلج فی روع السائل علے ہذہ الارادات المرضیۃ شئی من الاوہام الفاسدۃ فعلیہ بالبیان وعلینا ردہ بالبرہان واگر مقصود ش از سوال استفسار لمیت اختلاف علماء در بیان مراد آن احادیث است گوییم ہمچنیں بر کسانیکہ فی الجملہ بہرہ از عقل وعلم دارند مخفی نیست لیکن چونکہ ظاہر از تحریر سائل معلوم میشود کہ مایہ علمی ندارد لہذا بہ بیان آن بر سبیل اجمال پرداختہ میشود باید دانست کہ ایں حدیث محتملات کثیرہ دارد وہر حدیثے کہ ایں چنیں باشد اتفاق علماء صورت نمے بندد بلکہ رائے ہر عالمے بسوی احتمالے ازاں احتمالات کہ در ظن او نظر بر قراین وامارات قوت مے یابد میرود وہیچ مذہبے نیست کہ دراں ایں قسم احادیث موجود نباشند وعلماء آں مذہب دراں اختلاف نکردہ باشند ہر چند ایں دعوی بجہت کمال ظہور مستغنی از بیان ست لیکن برائے دفع اوہام متعصبین بذکر شاہدے پرداختہ میشود کہ شریف مرتضے در نہج البلاغۃ از کلام حضرت امیر المومنین نقل کردہ ہذا بلاء فلان فلقد قوم الاود الخ وابن ابی الحدید در شرح آں گفتہ المکنی عنہ عمر بن الخطاب وقد وجدت النسخۃ اللتی بخط اطہری ویحسب فلان عمر حدثنی بذلک مختار بن معد الموسوی الادبی الشاعر وقال الراوندی فی شرحہ انہ مدح بعض اصحابہ بحسن السیرۃ وان الفتنۃ ہی التی وقعت بعد رسول اللہ صلعم من الاختیار والاثرۃ وقال الجاردیہ انہ کلام فی امر عثمان کما یمدح الآن الامیر المیت فی ایام الامیر الحی بعدہ فیکون ذلک تعریضا بہ انتہی مختصرا پس بدستور معترض گوییم کہ علماء شیعہ چرا بریک معنی مراد این حدیث اتفاق نکردہ اند بالجملہ سوال معترض بہر تقدیر کہ باشد ناشی از قصور اطلاع او در علم دینیہ وعدم اطلاع بر مذہب اہل سنت امیہ است وآنچہ گفتہ است کہ مفسر خود معنے حدیث بیان نفرمودند کہ امت در تعیین مراد آن در اختلاف افتادند گوییم این کلام مالا مال از اختلال ست وتعرض بجمیع آن موجب اطناب واملال ست لیکن بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ در اینجا بذکر سہ خلل اکتفا میرود اول آنکہ ازین کلام لازم مے آید کہ در کلام شارع اصلا از اقسام خفی ومشکل ومجمل ومتشابہ کہ از مقابلات ظاہر ونص ومفسر ومحکم اند احدی واقع نباشد حالانکہ وقوع آں در کلام شارع برہمگی از اہل علم مخفی نیست دوم آنکہ بر تقدیر وقوع این اقسام در کلام اللہ

برجناب رسالت پناہ کہ ترجمان الحق و مبین معانی کلام ابد بودند لازم بود کہ ایضاح آن میفرمودند
وخفا و اشکال و اجمال و تشابہ آن زائل میفرمودند حالانکہ بعضے افراد اقسام ثلثہ و جمیع افراد اقسام
رابع غیر مبین واقع اند سوم آنکہ این اشکال مشترک الورود است چرا کہ مخالفین او را ہم مے رسد
و تقریر نامربوطش را در اکثر احادیث جاری نمایند مثلاً در حدیث نہج البلاغہ کہ مذکور شدہ بگویند کہ حضرت
امیر کنی عنہ فلان را کہ در حدیث لہذا ابلاء فلان واقع ست چرا بیان نفرمودند کہ امت و تعیین آن
در خلاف افتادہ اند و ہر یک بزعم دیگرے گمراہی و ضلالت اختیار کردہ مثل آنیہ فانکحوا ما طاب
لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع جواز ازدواج بیزدہ زن مے فہمند و دیگران جواز چہار زن
یکے بزعم دیگرے گمراہ پس در احادیث نبویہ نیز بعض مردم بغلط فہمی اختلاف نمودہ باشند ازان
کدام قباحت لازم مے آید دیگر آنکہ اگر مراد ش آنست کہ یک فرقہ از علماء اہل سنت کہ بجائے خود
تعیین مراد آن احادیث نمودہ بزعم فرقہ دیگر ازان کہ تعیین خلاف آن کردہ گمراہ است پس غیر مسلم ست
چرا کہ ہر کسے از علماء اہل سنت کہ یکے از محتملات این حدیث را ترجیح دادہ اختیار نمودہ اصلا بزعم
دیگرے گمراہ نیست و اگر مراد ش آنست کہ فرقہ از علماء است بسبب تعیین مراد آن بزعم دیگرے
اختیار ضلالت و گمراہی کردہ مثل شیعہ و سنی کہ ہر واحد بزعم دیگرے اختیار ضلالت و گمراہی کردہ
گوئیم ما مردم شیعہ را بسبب تعیین مراد در ین احادیث خاطی نمیگوئیم بنا بر آن میگوئیم کہ بر حضرات یکہ
شیعہ حمل این احادیث نمے نمایند بزعوم ایشان صفاتے کہ در ین احادیث مذکور اند بر انہا مثل
فوت و عزت اسلام در وقت ایشان و اجتماع ناس بر ایشان و غیر ہما من الصفات المذکورۃ
فی طرق ہذہ الاحادیث و اکثر شیعہ این ہمہ صفات را بر ائمہ اطہار منطبق کردہ اند اصلا ایشان
ہم نظر بر ین نزد ما گمراہ نخواہند بود۔ فقط تمام شد تقریر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی

مسئلہ حکم اجرتے کہ حافظان قرآن بر خواندنش میگیرند چند صورت دارد جداگانہ در ذہن خود
منقسم باید فرمود خلط نباید کرد صورت اول آنکہ ثواب قرآن خواندہ خود را بعوض مبلغ کذا بدست کسے
بفروشند و این صورت محض باطل ست باجماع اہل سنت آری نزد امامیہ رایج و متعارف است
بلکہ ثواب روزہ و حج و دیگر عبادات را نیز میفروشند دلیل بطلانش آنکہ حقیقت بیع مبادلۃ المال
بالمال است و ثواب طاعات مال نیست بلکہ حقیقت آنکہ برای این شخص بحکم وعدۂ الٰہی ثابت مے شود در

آخرت استیفای آن خواہد نمود و ہیچ حقوق خواہ دینی باشد خواہ اخروی مثل حق الولاء و حق الارث و حق مرور و حق تعلّی و امثال ذلک جائز نیست صورت دوم آنکہ شخصے را برائے ختم نمودن قرآن بمزدوری بگیرند و ثواب آن ختم بمستاجر برسد و این صورت نزد حنفیہ جائز نیست و نزد شافعیہ طولے و تفصیلے دارد و دلیل عدم جواز این صورت آنست کہ قاعدہ کلیہ حنفیہ است کما فی شرح الوقایہ وغیرہ الاصل عندنا انہ لا یجوز الاجارۃ علی الطاعات و علی المعاصی لکن لما وقع الفتور فی الامور الدینیۃ لفشو بسحتہا لتعلم القرآن و الفقہ تحرز اعن الاندراس و نکتہ در آنکہ اجارہ برادای طاعات خواہ فرض باشد خواہ نفل جائز نیست آنست کہ شخصے کہ مباشر طاعت شدہ است بحکم وعدہ الٰہی مستحق اجر اخروی گشتہ پس اگر اجر دنیوی را از مخلوق بران طلب نماید اجتماع عوضین و اجرین در حق یک کس بیک فعل لازم خواہد آمد مثل آنکہ شخصے اجیر خاص یک کس قرار یافتہ اورا میسر نشد کہ اجیر خاص شخص دیگر شود در ہمان مدت کذا فی الہدایہ و قولہ علیہ السلام اقرؤا القرآن و لا تاکلوا بہ مثل ان یستاجر رجلا لیقرأ علی راس قبر قیل ہذہ القرأۃ لا یستحق بہ الثواب لا الیت و لا القاری انتہے صورت سوم آنکہ شخصے حسبۃ للہ ثواب خواندہ خود بکسے بخشد یا بقصد ثواب او خواندن آغاز کند و ہرگز خیال معاوضہ در خاطر او خطور نکند و آنکس بطریق مکافات بعد ازاں یا در اثنای خواندن آن بوی چیزے بدہد یا احسان نماید یا شخصے باشد کہ از سالہا بر شخصے انعام و احسانے میکند و آن کس در مکافات آن قرآن و کلمۂ تہلیل و امثال ذلک برائے او مے خواند و ثوابش باو مے بخشد این صورت جائز ست بلا شبہہ بلکہ مستحب زیرا کہ مکافات احسان باحسان جائز است و فی الحدیث من صنع الیکم معروفا فکافئوہ الخ و لیکن در ینجا ہم غوری مے باید کہ اگر نیت آن در خواندن مکافات احسان اوست پس جائز مستحب ست و اگر باین نیت مے خواند کہ این خواندن بذمہ او مکافات ثابت خواہم کرد پس در حقیقت اجارہ شد آری دانستن مکافاۃ مضر نیست لیکن فرق را تامل باید کرد صورت چہارم شخصے طلب علم دینی یا حفظ قرآن یا اشتغال بطاعت دیگر مے خواہد لیکن از راہ تنگدستی و فقدان وجہ معاش فراغت اشتغال باین امور ندارد مردی دیگر صاحب مایہ ذمہ دار وجہ قوت او شود تا بفراغ بال مشغول بطاعت گردد درین صورت ہر دو را اجر کامل بر ہر طاعت او حاصل میشود قال اللہ تعالی للفقراء الذین احصروا الی اخرہا و اعانت بر طاعت کہ در حدیث جابر مذکور واقع شدہ ہمین است لیکن این را اجرت گفتن مجاز ست صورت پنجم آنکہ

شخصے قرآن را نہ بروجہ طاعت بلکہ بنا بر قصد مباحی میخواند و بران اجر میگیرد مثل رقیہ و تعویذ و ختم بعضے سور قرآن برای حصول بعضے مطالب دنیوی و یا برائے استخلاص از عذاب گور یا برای انس زندہ یا مردہ بصوت خوش و این قسم نیز جائز است بلا کراہت و ہمین ست مراد این حدیث کہ ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ و قصہ رقیہ لدیغ بسورۂ فاتحہ و گرفتن اجرت بر آن نیز از ہمین قبیل است ہمہ صور را جدا جدا با احکام آنہا در خاطر محفوظ باید داشت ہمین تفصیل معلوم شد کہ در احادیث مختلفہ تعارضے نیست مثلاً در حدیث عبادۃ بن الصامت قال قلت یا رسول اللہ رجل اہدی الی قوسا کنت اعلم الکتاب والقرآن لیست بمال فارمی علیہا فی سبیل اللہ قال ان کنت تحب ان تطوق طوقا من نار فاقبلہا رواہ ابو داود و ابن ماجہ و این در صورتے است کہ وقت تعلیم طلب مکافاۃ منظور داشتہ بود ہمین نیت تعلیم کردہ بود و علے ہذا القیاس احادیث دیگر واللہ اعلم بالصواب سوال از معنے بیت حافظ شیرازی۔ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ۔ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

جواب ازین شعر مستزاد شرحش پیداست

ہفتاد و دو فرقہ در بہتای پویند ۔ ای بے خبر	کم کردہ ترا ہر طرف مے جویند ۔ سرگردانند
سرشتہ حق بدست یک طائفہ ایست ۔ درویشانند	باقی بہ تکلف سخنے مے گویند ۔ ایشانند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ نماز زنان

وضع نماز زنان بطور مردان است فرق چند است اول آنکہ زنان را تمام بدن خود باید پوشیدہ از پارچہ لک و سطبر کہ رنگ بدن یا مو معلوم نشود و اگر رنگ معلوم گردد داخل پوشیدن نیست نماز نادرست است و ہر قدر کہ پوشش کامل تر بود بہتر است حتے کہ دستہا و پاہا ہمہ پوشیدہ ماندن بہتر است و احتیاط است تا بقدر ہر دو قدم و ہر دو دست را پوشیدہ دارد و فارمرا باین طور پوشند کہ نگاہ از جای سجدہ بند نشود و سجدہ گاہ بنظر نیاید دوم آنکہ اذان و اقامت کہ آنرا تکبیر گویند زنان را نباید گفت سنت ہمین ست در حق ایشان کہ بدون اذان و اقامت نماز گزارند سوم آنکہ وقت شروع نماز اللہ اکبر گویند دستہا تا گوش نہ بردارند بلکہ تا شانہا بردارند زیادہ بلند نکنند چہارم آنکہ ہر دو دست را زیر ناف نہند بلکہ زیر پستان نہند پنجم آنکہ بآواز بلند ہیچ وقت قرارت نخوانند و تکبیرات بآواز گویند ہمہ را آہستہ گویند

هیچ جا آواز بلند نکنند تا سلام همین طور آهسته هر وقت هر چیز را گفته باشد ششم آنکه هرگاه بنشینند
خواه برای سجده خواه برای التحیات بر پای چپ ننشینند بطور مردان بلکه وضع نشستن زنان
در نماز اینست که هر دو پا را بطرف راست برآرند و بر سرین چپ بنشینند هفتم آنکه در سجده سرین خود را
بلند نکنند بلکه شکم آنها بر رانهای ایشان در وقت سجده کردن پیوسته باشد و بالضرور سر متصل زانو خواهد شد
و فاصله از زانو بطور مردان نخواهد شد فقط سوال هر مسلمان را پارچه کفن نزد خود نگاه داشتن مسنون است
یا نه و بعضی میگویند که زیاده از مدت یک سال پارچه کفن نباید داشت بعد انقضای یک سال پارچه مذکور بکار دیگر
و پارچه دیگر نگاه دارد جواب اگر مسلمان پارچه کفن خود خریده یا از کسی گرفته نزد خود مهیا دارد برای
کفن خود مضائقه نیست چنانچه از حدیث صحیح بخاری معلوم میشود و داشتن بسالها هم مضائقه ندارد مگر
بسیار کهنه نشود و طاقت این ندارد که مرده را دران پیچیده کنند پس آنوقت فقیر را بدهد یا خود استعمال نماید
مضائقه ندارد در بخاری از سهیل روایت است که آورند نزد پیش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یک چادر
بافیده که دران حاشیه نیم بود گفت بافیده ام این چادر را از دست خود پس آورده ام تا که شما را این را
پوشانم پس گرفت آنرا پیغمبر خدا صلعم محتاج شده بسوی او پس بیرون آمدند بسوی یاران چادر را لنگ
حضرت بود پس بسیار تحسین نمود شخصی از حاضران مجلس پس گفت مرا دهید این را بسیار خوب است
پس مردمان گفتند خوب نکردی پوشیده بودند آنرا پیغمبر خدا دران حالیکه احتیاج مند بود بسوی آن
و باز سوال کردی میدانستی که ایشان سوال را رد نمیکنند گفت والله که من سوال نکردم که بپوشم ادرا
جز این نیست که سوال کردم آنرا تا که باشد کفن من گفت سهیل پس بود آن چادر کفن آن شخص سوال
اگر کسی از رشوت وغیره که ممنوع و غیر جائز است یک حویلی احداث ساخته یا که دیهات خریده مدتے
بران قابض است آن حویلی و دیهات را میفرد شد و جه قیمت آن حویلی و دیهات شرعاً حلال ست یا نه
جواب انچه مال رشوت گرفته است بلاشبه حرام و خبیث است لیکن هرگاه آن مال را تغیر نمود و بنا
حویلی عمارت کرد + مالک آن شد فروختن آن جائز ست اما آن مال خبثی دارد که از کسب حرام حاصل
شد حاصل آنکه بیع و شرا و جه تملیک موقوف بر ملکیت ست و ان ثابت شد و کراهت و نزاهت
تابع حلت کسب و حرمت آنست هرگاه کسب حرام شد مال نیز حرام شد هر چند تغیر در ملک این
شخص داخل شد مثل مزدوری زنا و حلوان کاهن یعنی نذریکه پیش منجم یا زنار دار برای استکشاف

امور غیبیہ مستقبلہ سے بروز آید اگر قرضداران را با معاملہ داران را الزمال بدہند حق آنہا حلال نمے شود و در حق این شخص خبث آن سے ماند مگر موافق روایت احیاء العلوم ہرگاہ این شخص ازان فعل توبہ کرد حلال شد بشرطیکہ آن مال برضامندی گرفتہ باشد و حق کسے تلف نکردہ باشد والا رضاء صاحب حق در خصوصیات شرط است واللہ اعلم سوال اگر کسے از قرض کہ مشروح ست گرفتہ مسجد احداث نماید بعدہ از قرض رشوت وغیرہ کہ غیر جائز ست ند قرض ادا نماید شرعاً احداث این قسم مسجد درست است یا نہ جواب این قسم احداث کردن مسجد درست است حکم مسجد دارد و امید ثواب بران متوقع است زیرا کہ از مال کہ قرض گرفتہ بنا ساختہ در وقت ادای دین این قرض اگرچہ از مال خبیث ادا نماید خبث این در صورتیکہ اول قرض گرفتہ است تاثیر نمیکند واللہ اعلم سوال اگر ناکح مذہب سنت و جماعت و منکوحہ مذہب امامیہ داشتہ باشد درمیان ہر دو مرد و زن ہم مذہب اہل سنت و جماعت نکاح جائز ست یا نہ جواب نکاح کردن درمیان مرد سنی و زن شیعہ مبنی بر تکفیر و عدم تکفیر این فرقہ است در مذہب حنفی موافق روایات مفتی بہ حکم فرقہ شیعہ حکم مرتدان است چنانچہ در فتاوی عالمگیری مرقوم ست پس نکاح کردن ازین کہ درین فرقہ باشد درست نیست و در مذہب شافعی دو قول ست بر یک قول کافرند و در قول دیگر فاسق چنانچہ در صواعق محرقہ مسطور است لیکن قطع نظر ازان انعقاد مناکحت باین فرقہ موجب مفاسد ہائے بسیار میگردد مثل بد مذہب شدن اہل خانہ و اولاد و عدم موافقت صحبت وغیر ذلک پس احتراز ازان واجب ست واللہ اعلم سوال اگر مردمان بر نماز استادہ اول از آیات قرآنی و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلے وغیرہ و استغفار خواندن جائز است یا نہ جواب خواندن آیات انی وجہت وجہی الخ در ضمن دعاء دیگر کہ دران استغفار ہم است ثابت شدہ در بعضے روایات آمدہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد از تحریمہ میخواندند و در بعضے این ہم آمدہ کہ وقتیکہ استادہ شوند سوی نماز این بخوانند و خواندن و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلے پیش از دو رکعت کہ بعد طواف کعبہ میخوانند ثابت شدہ چنانچہ در مشکوۃ این ہر دو روایت موجود اند دعا اینست انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللہم انت الملک لا الہ الا انت وانا عبدک ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی جمیعا انہ لا یغفر الذنوب الا انت واہدنی لاحسن

الاخلاق لایهدی لاحسنها الا انت لبیک وسعدیک والخیر کله فی یدیک والشر لیس الیک انا بک و الیک تبارکت وتعالیت استغفرک واتوب الیک **سوال** برائے حصول مطالب دنیوی چہ باید خواند **جواب** حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانصد بار اول وآخر درود تا حصول مقصود وبرائے استمالت قلوب حکام یا مقلب القلوب بالخیر دوصد بار بعد از عشا باید خواند ویا قاضی الحاجات صد بار نیز برائے این کار مجرب است واگر ختم خواجگان برائے حصول مہم اتفاق افتد بہتر ست یا قاضی الحاجات نیز باید خواند **سوال** اگر زنے برخلاف مرضی زوج خود از خانہ زوجش بیرون رود ومبالغت زوج خود را بخاطر نیاورده او را ایذا سبب این نافرمانی رساند ایا مہر آن زن ونفقہ وکسوت وسکنی آن باطل میشود یا بر ذمہ زوج او باقی میماند علماء بنارس نوشتہ اند کہ درصورت خارج شدن زن از بیت زوج خود مہر ونفقہ وکسوت وسکنے آن باطل میگردد کما فی تحفۃ الفقہاء المراۃ اذا خرجت عن البیت بغیر اذن زوجہا یبطل مہرہا ونفقتہا وکسوتہا وفی الذخیرۃ اذا خرجت المراۃ مع المحارم بغیر اذن الزوج ودخلت فی بیت الوالدین وغیرہم یبطل مہرہا ونفقتہا وکسوتہا وسکناہا نقل من الحسامیۃ اذا خرجت المراۃ من البیت مع غیر محرم بغیر اذن زوجہا بطل مہرہا ونفقتہا وکسوتہا وسکناہا وعن الطحاوی فی قول محمد بن الحسن الشیبانی الفتوی علیہ کذا فی فتاوی الصدر الشہید وفی النہایۃ شرح الہدایہ اذا خرجت المراۃ من بیت زوجہا باعتہ بلا اذن زوجہا وصاحبہا وذہب من قریۃ الی قریۃ اخری سقطت نفقتہا ومہرہا من ذمۃ زوجہا ہذا النقل من التجنیس وفی شرح الہدایۃ من الذخیرۃ المراۃ اذا خرجت من بیت زوجہا مع غیر المحرم وبغیر اذن الزوج ودخلت بیت الوالدین او غیرہما بطل مہرہا ونفقتہا وکسوتہا وسکناہا وفی المحیط وعلیہ الفتوی کذا فی المضمرات **جواب** روایات فقہیہ در مقدمہ سقوط مہر زن بسبب برآمدن از خانہ شوہر بے اذن او بملاحظہ درآمد مہربان من این روایات مفتی بہا نیست ومخالف قواعد ومتون است زیرا کہ مہر زن را دین صحیح نوشتہ اند واین نوشتہ اند کہ سایر الدیون لایسقط الا بالادا او بالابراء ونیز در مقام تعلیل فقہا نوشتہ اند مہر بتمامہ مقابلہ وطے اول ست ہر گاہ یکبار وطی کرد گویا استیفاء تمتع نمود ومہر کہ بمنزلہ ثمن است لازم الادا گشت من بعد اگر وطی دیگر یا خدمات دیگر یا اقامت در خانہ واقع نشود در وجوب مہر قصور نمیکند بلکہ بسبب زنا ولعان ساقط نمیشود آرے نان ونفقہ مقابل احتباس در خانہ است اگر از خانہ برآید بے اذن زوج نفقہ وکسوت واجب نمیماند قاعدہ فقہ است کہ نفقہ شخص جزاء احتباس است

اگر شخصے را در کارے مشغول سازند نفقہ او ازان کار یا صاحب کار باید گرفت چنانچہ عامل زکوٰۃ را از زکوٰۃ مے دہند و قاضی و مفتی و محتسب را از بیت المال مسلمین و علے ہذا القیاس سوال ترکیب دفع آسیب و سحر عنایت شود جواب عمل برائے آسیب زدہ روغن سرشف در آوند مسی انداختہ چہار دہ بار آیۃ قطب یعنے ثم انزلنا علیکم من بعد الغم تا ذات الصدور کہ در سیپارہ لن تنالوا البر در سورہ آل عمران است خواندہ بران روغن بدمد ہر بار کہ خواند دم کردہ باشد پس روغن مذکور بر تمام بدن آسیب زدہ بمالد بوجیکہ موضع یک موے ہم خالی نماند و احتیاط نماید کہ آن روغن را بر زمین نہ نہد و دست دران نہ اندازد و ہر کہ اول روز بمالد ہمان کس ہر روز مالیدہ باشد و از وقتیکہ اول روز مقرر کند تجاوز ننماید انشاء اللہ آسیب دفع گردد و برائے دفع سحر معوذتین و آیات سحر کہ مرقوم گردد در آب جاری کہ آب گنگ باشد یا غیر آن در سبوچہ طلبیدہ دران این تعویذ را انداختہ ازان آب مسحور را قدرے باید نوشانید و دست و پاے ہم باید شویانید و اگر اتفاق غسل شود بہتر ست و این عمل روز یکشنبہ باشد چند بار ہمین روز کردہ باشد انشاء اللہ تعالیٰ دفع سحر ہم خواہد شد آیات دفع سحر این ست فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون فغلبوا ہنالک وانقلبوا صاغرین والق السحرۃ ساجدین قالوا امنا برب العالمین رب موسے وہارون ۝ فلما القوا قال موسے ما جئتم بہ السحر ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین ویحق اللہ الحق بکلماتہ ولو کرہ المجرمون ۝ انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتی ۝ سوال بیعت در اصل چیست و استحصال آن از روے نص ست یا حدیث شریف جواب معنے بیعت از روے لغت معاہدت و معاقدت است و باصطلاح متکلمین دست بعہد اول ست و باصطلاح متصوفین دست عقیدت را بدست ارشاد مرشدین منعقد ساختن پس اگر غرض سائل استفسار از بیعت کلامی است پس آن بیعت کہ اصحاب کبار بعد از نبی صلے اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفاء راشدین واقع شد دست بعہد و توثیق اجراے خلافت جناب شان بود رضی اللہ عنہم و مفہوم آیہ کریمہ یبایعونک تحت الشجرۃ ماخذ نص است و اگر استفسار از بیعت تصوفی است پس آن بیعت کہ از مسترشدین واقع مے شود دست عقیدت خود بدست ارشاد مرشدین منعقد ساختن است و این انعقاد بواسطۂ احدے از دیگرے تنہا بہ علی مرتضے رضی اللہ عنہ و ازان جانب بہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مے گردد و در نیصورت ماخذ آن فعل نبی ست سوال بروز عقد نکاح

اعلان کلمہا و صفت ایمان مجمل و مفصل از چہ راہ ایا بنظر تلقین ست یا کہ استحکام عقد جواب از روی شریعت غرا درمیان مومن و کافر نکاح منعقد و نمیگردد و ظاہر ست کہ ازایشان در حالت لاعلمی یا از روی سہو اکثر کلمہ کفر صادر میگردد کہ ایشان بران متنبہ نمیشوند درینصورت اکثر نکاح متناکحین منعقد نمیگردد لہذا متاخرین از علمای محتاطین احتیاطاً صفت ایمان مجمل و مفصل را بحضور متناکحین میکویند و میکویانند تا انعقاد نکاح بحالت اسلام واقع شود فی الحقیقت کہ علمای متاخرین این احتیاط را در عقد نکاح افزوده اند خالی از برکت اسلامی نیست کسانیکہ از اسلام بہرہ ندارند بہ لطف آن کے میرسند معلوم است کہ تلقین اموات در اکثر فرقہ خلافیہ جائز است سبب موجد آن چہ بہم رسانیده اند زیرا کہ کل فرق اسلامیہ متفق اند برین کہ ایمان بعد البعث درست نیست و بعث عبارت از انتقال روحانی ست سوال شفاعت امت حصر بر ذات جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم است یا اصحاب کبار ہم شفیع میتوانند شد و اطاعت ایشان چہ فائدہ و عداوت ایشان چہ ضرر دارد جواب الشفاعۃ فیما یتعلق بامور الدنیا والآخرۃ ہو السوال فی التجاوز عن الذنوب والحرام و از روے لغت لفظ شفاعت عام ست شفاعت جرمی و شفاعت ذنوبی و شفاعت جرمی از احدے بادیگرے و تابع با متبوع تواند شد و شفاعت ذنوبی بواسطہ و بلا واسطہ بجناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم متحقق و ثابت است درینصورت مرشد برای مسترشد و معلم برای متعلم واسطہ شفاعت میتواند افتاد و اطاعت اصحاب کبار بحکم آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولے الامر منکم و بمصداق حدیث صحیح اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم لہذا پس اطاعت ایشان اطاعت و عدہ انہم یدخلون الجنۃ و عداوت ایشان موجب وعید انہم یخلدون فی النار سوال سبب اختلاف اقوال مفتیان کہ عبارت از امام اعظم وغیرہم است چیست جواب سبب اختلاف بین العلماء این ست کہ بعضے ظواہر آیت و حدیث را معمول بہ میسازند و بعضے بتاویل آن پس این اختلاف منجر باصول نمیگردد بلکہ مفہوم کلام سلف اختلاف العلماء رحمۃ باخود دارد مصیب اند بخلاف فرق خلافیہ کہ درمیان علمای آنہا بین الاصول اختلاف است زیرا کہ احدے بہ نبوت پیغمبر ما صلعم و دیگر بہ نبوت علی مرتضے رضی اللہ عنہ و بعضے بہ الوہیت آن قایل اند ۵ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا والسلام علے من اتبع الہدی۔ سوال شخصے کہ از حدیث شریف منکر شود چہ حکم دارد جواب انکار حدیث شریف چند احتمال دارد اول آنکہ تمامی احادیث را انکار کند این خود کفر است دوم آنکہ

حدیثے متواتر بے تاویل را انکار نماید این انکار هم کفر است سوم آنکه حدیث صحیح را که از احاد باشد بمحض
بهوای نفسانی نظر بریکه این احادیث منافی طبع یا خلاف مصلحت دنیوی است انکار نماید این انکار گناه کبیره است
واین منکر مبتدع بدعت سیئه چهارم آنکه حدیثے را بسبب قوت حدیث دیگر یا بجهت آنکه استدلال بر قول
باطل ندارد حدیث تصور نکرده یا انکار آن پرداخته و منشاء انکار هوای نفسانی و غرض دنیوی نباشد
وهمچنین سرسبزی کلام خود منظور نداشته باشد و غرضے دیگر از اغراض فاسده مقصود او نباشد بلکه بنابر
قواعد اصول حدیث یا مخالفت حدیث مذکور با کدام آیت قرآنی بگمان منکر یا امثال آن انکار حدیث
نموده باشد پس حرجے دران نیست **سوال** کسیکه از کتاب فقه منکر شود از روی شرع شریف چه حکم است
جواب انهم چند احتمال دارد اول آنکه اگر آن شخص مثلا شافعی است وانکار کتاب حنفی مینماید قباحتے
ندارد دوم آنکه کتاب غیر معتبر و نامعلوم را انکار کند انهم مستلزم قباحتے نیست سوم آنکه منکر شود
بجهت آنکه این کتاب از علوم دینیه است پس این خود کفر است چهارم آنکه منکر شود بجهت آنکه این کتاب
از فقهاء اهل سنت است پس آن شخص مبتدع است چه انکار آن شخص بجهت عدم اعتقاد بحقیت آن
کتاب است گو مطابق باحادیث صحیحه اهل سنت باشد بخلاف انکار شافعی کتاب حنفی را انکارش
بجهت ترجیح مذهب خود بر مذهب حنفی میباشد نه بجهت بطلان اصول و فروع حنفیه **سوال** کسیکه
کلمه کفر بر زبان مے راند و نمیداند که این کلمه کفر است یا نه کافر میشود یا نه **جواب** کفر این شخص در میان
فقهاء مختلف فیه است در روایات آن در خزانة الروایات وغیره مذکور است بهر حال آن شخص را ازین قول
توبه و استغفار باید کرد **سوال** کسیکه اهانت علم و علماء نماید حکم او چیست **جواب** کسیکه اهانت دین
علماء نماید بجهت آنکه این علم و این علماء موجب اختیار باطل و اهانت حق اند و این علم محض برای
قضایای وحق تلقی موضوع است پس آن شخص کافر است و اگر اهانت مثل علم نجوم وغیر آن نماید هیچ
باعثے ندارد و اگر اهانت غیر علم دین نماید کفرے دران نیست آرے ممنوع است لیکن امتناع
اهانت آن بقدر مرتبه علم است یعنے اگر علم شریف تر است مثل صرف و نحو اهانت آن ممنوع است
اگر علم باین مرتبه نیست اهانت آن در امتناع باین مرتبه نیست **سوال** کسے را که پدر و مادر او
عاق کرده باشند بخشیده شود یا نه **جواب** عاق که در عوام مشهور است یعنے اخراج پسر از نسب خود
هیچ اصلے ندارد و باین عاق بے اصل پسر از ثبوت احکام آن مثل اخذ میراث وغیران خارج نمیشود

در شرع عقوق والدین بمعنے ایذا رسانی والدین ست و آن گناہ کبیرہ است و در مذہب اہل سنت
ہیچ صاحب کبیرہ مخلد در نار نخواہد شد پس بعفو پدر و مادر ابتدا یا بعد صدور امر عفو از جناب الٰہی
یا بشفاعت رسالت پناہی یا کشیدن عذاب نار بپاداش عقوق بخشیدہ خواہد شد واللہ اعلم بالصواب
سوال دار الاسلام دار الحرب میشود یا نہ جواب در کتب معتبرہ اکثر ہمین روایت اختیار کردہ کہ
دار الاسلام دار الحرب میتواند شد بشروط ثلثہ در در مختار مینویسند لا تصیر دار الاسلام دار الحرب
الا بامور ثلثۃ باجراء احکام اہل الشرک و باتصالہا بدار الحرب و بان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی آمنا
بالامان الاول علے نفسہ و دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اہل الاسلام فیہا انتہے
و در کافی مینویسد ان المراد بدار الاسلام بلاد یجری فیہا حکم امام المسلمین و یکون تحت قہرہ و بدار الحرب
بلاد یجری فیہا امر عظیمہا و تکون تحت قہرہ انتہے درین شہر حکم امام المسلمین اصلا جاری نیست و حکم رؤسا
نصاری بے و غدغہ جاری است و مراد از اجرای احکام کفر این ست کہ در مقدمہ ملک داری و بندوبست
رعایا و اخذ خراج و باج و عشور اموال تجارت و سیاست قطاع الطریق و سراق و فصیل خصومات
و سزاے جنایات کفار بطور خود حاکم باشند آرے اگر بعضے احکام اسلام را مثل جمعہ و عیدین و
اذان و ذبح بقر تعرض نکنند نکردہ باشند لیکن اصل الاصول این چیز ہا نزد ایشان ہبا و ہدر است
زیرا کہ مساجد را بے تکلف ہدم مینمایند و ہیچ مسلمان یا ذمی بغیر استیمان ایشان درین شہر و در نواح
آن نمیتواند آمد برای منفعت خود از وارد و مسافر و تجار مخالفت نمے نمایند اعیان دیگر مثل
شجاع الملک و ولایتی بیگم بغیر حکم ایشان درین بلاد داخل نمیتوانند شد و ازین شہر تا کلکتہ عمل نصاری
ممتد است آرے در چپ و راست مثل حیدر آباد و لکھنو و رام پور احکام خود جاری نکردہ اند بسبب
مصالحہ و اطاعت مالکان آن ملک و آنروی احادیث و تتبع سیرت صحابہ کرام و خلفاے عظام ہمین
مفہوم میشود زیرا کہ در عہد حضرت صدیق اکبر بنے پر یورع را حکم دار الحرب دادند حال آنکہ جمعہ و عیدین
و اذان در انجا جاری بود مگر انکار حکم زکوۃ کردہ بودند و ہمچنین سماحہ و گردونواح آنرا حکم دار الحرب دادند
باوجودیکہ مسلمانان دران بلاد موجود بودند و علے ہذا القیاس در عہد خلفاے کرام ہمین طریق مسلوک
بود بلکہ در عہد حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فدک و خیبر را حکم دار الحرب فرمودند حال آنکہ تجار
اہل اسلام بلکہ بعضے سکنہ انجا نیز دران مکانات در وادی القری مشرف باسلام بودند و فدک

وخیبر را کمال اتصال بود بامدینه منوره باقیماند حکم حربیه ورقیقه کنار جزئی پس درین مسئله هم اختلاف
روایات بسیار است اکثر فقها مینویسند که صورت مرقوق شدن ایشان همین است که استیلا واقع شود
وباز باحراز بدارالاسلام بیایند آن زمان مملوک میشوند ولبعضے فقها نوشته اند که اگرچه بیان بخوشی خود
یابزور وقهر اولاد خود را واقارب خود را اداع نمایند واین معنی در انهارا بیع نیز مباح میشود وموافق حدیث
همین مذهب قوی معلوم میشود زیرا که بیع بسیاری از عبید واماء در عهد آنجناب همین قسم واقعشده
مثل بیع زید بن حارثه وسلمان فارسی ودیگر کسان همین قسم واقع شده بود وآنحضرت مملوکیت آنهارا مسلم
داشتند ودر جامع الرموز مینویسد ویتملک بهما ای بالاستیلاء والاحراز حتی لا استیلاء علی مباح
فلو اهدی ملک من اهل الحرب الی مسلم هدیة من احرارهم ملکه الا اذا کان ذمی تراثة له ولو دخل دارهم
مسلم بامان ثم اشتری من احدهم ابنه ثم اخرجه الی دارنا قهرا ملکه واکثر المشائخ علی انه لا یملکه فی دارهم
وهو الصحیح وعن محمد انه یملکه حتی یجبر علی اخراجه وعن ابی یوسف یجبر وقال الکرخی ان کانوا یردون جبرا البیع
فالبیع جائز والا فلا کما فی المحیط وفیه اشعار بان الکفار فی دارهم احرار ولیس کذلک فانهم ارقاء فیهما و
ان لم یکن ملک لاحد علیهم علی ما فی عتاق المستصفی وغیره **سوال** درحق سید مبتدع یا مجاهر
بالفسق یا متکلم بکلمه کفر چه حکم است **جواب** این مسئله حاجت بجواب ندارد زیرا که نص قرانی درین
باب کافی وشافی است قال الله تعالی قال یا نوح انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح ودر صحیح آمده که
که در مشکوة شریف موجود است که ان آل ابی فلان لیسوا بأولیائی انما ولیی الله وفی روایت
دیگر است ان اولیائی الا المتقون **سوال** در تحفه اثنا عشریه مرقوم است که منکر ضروریات دین
کافر است علو درجه ایمان حضرت علی وبهشتی بودن ایشان ولایق خلافت پیغمبر صلے الله علیه وسلم
بودن از روی احادیث بلکه آیات قطعیه متواتره ثابت است پس منکر این امور کافر باشد چنانچه خوارج
در احکام اخروی کافرند دعای مغفرت برای ایشان نباید کرد ونماز جنازه ایشان نباید خواند پس درین صورت
شیعه هم کافر باشند چرا که نصوص قطعیات در حق حضرت صدیق اکبر وفاروق اعظم زیاده تر از جناب امیر
است وخود پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم بر جنازه شخصے که با حضرت عثمان رضی الله عنه عداوت
داشت نماز نه خوانده پس اختلاف در کفر شیعه نزد اهل سنت چه سبب است **جواب** خوارج
یک مذهب دارند ازین جهت در حال آنها علما را اختلاف نیست زیرا که خوارج باوصف تعدد فرق آنها

بہ برانکار ایمان حضرت امیر و بہشتی بودن ایشان و سلب لیاقت خلافت از ایشان متفق اند بخلاف
شیعہ کہ مذاہب مختلفہ دارند بعضے بر مجرد تفضیل حضرت امیر بر شیخین و اولویت خلافت ایشان اکتفا نمودہ اند
و بعضے ازین مرتبہ ترقی نمودہ بر تخطئہ شیخین و اعوان ایشان تصریح مینمایند و برخی بر تفسیق و تبدیع ایشان
تا انکہ جمعے از امامیہ نوبت بتکفیر رسانیدہ اند ازین جہت علماء در حال شیعہ اختلاف افتاد بعضے علماء بر مرتبہ
اولی از تشیع حکم کردند بعضے بر مرتبہ دوم و بعضے بر مرتبہ سوم حالا آنچہ مفتی بہ و مرجح است ہمین است
کہ اینہا نیز در رنگ خوارج در احکام اخروی کافر اند و در توجیہ کلام تحفہ اثنا عشریہ میتوان گفت کہ خوارج
را بالاتفاق در احکام اخروی کافر نوشتہ است و در احکام دنیوی جائز است کہ بعضے علما آنہا را نیز
مسلمان دارند حتے یجوز المناکحۃ معہم والتوارث بینہم وبین غیرہم من اہل الحق واختلافیکہ در حال شیعہ
است نیز در احکام دنیوی است نہ در احکام اخروی فلا فارق بینہما۔ **سوال** چون بہ نسبت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم واجب چیزے نیست چرا کہ واجب آنرا میگویند کہ بدلیل ظنی ثابت گردد و سجدہ سہو
جائز نیست مگر بر ترک واجب پس در ینصورت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم را سجدہ سہو جائز نباشد
و در احادیث ثابت است کہ جناب پیغمبر دو سہ بار سجدہ سہو کردہ اند **جواب** در شروح مسلم مذکور است
کہ بعضے امور نسبت بآنجناب نیز متصف بمرتبہ وجوب بودہ اند زیرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را
نیز مرتبہ اجتہاد نزد اہل سنت ثابت است و بعضے احکام اجتہادیہ نسبت بایشان ہم ظنے بودہ بان الغلب
علے ظنہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الآیۃ تدل علے کذا مع احتمال ان یکون معناہ غیر ہذا وبان الغلب علے
ظنہ ان الفرد الفلانی داخل فی مفہوم الآیۃ نظرا الی مشارکتہ فی اکثر الامور مع احتمال ان یکون غیر داخل
فنظرا الی الفارق الخفی پس مرتبہ وجوب بآنحضرت نیز متحقق مے تواند شد علاوہ آنکہ در نفس الامر سجدہ سہو
یا بترک فرض ست یا بترک سنت پس احتمال ست کہ آنچہ ما او را واجب میدانیم در علم آنحضرت فرض بود
یا سنت بود کہ مجبور بسجدہ سہو شدہ و آنچہ میگوئیم کہ سجدہ سہو برای تدارک ترک واجب ست نسبت بعلم خود می گوئیم نہ بعلم
آنجناب و الحاصل ان قول الحنفیۃ ان الواجب یجبر بترکہ بسجدتی السہو مقید بالنسبۃ الی الامۃ بل الحنفیۃ
خاصۃ لامطلقا کیف والشافعیۃ قائلون بوجوب سجدتی السہو بترک الفرض او السنۃ فیکون علم الرسول
خارجا عن ہذہ القاعدۃ کما ان علم الشافعیۃ خارج عن ہذہ القاعدۃ **سوال** حضرت شاہ ولی اللہ محدث
قدس سرہ خلافت را بنص ثابت کردہ اند چون وقت خلافت در سقیفہ بنی ساعدہ در باب خلافت

نزاع کردند و صحابه کبار از نص للائمة من قریش جمیع انصار را تسکین داده آنوقت حضرت صدیق اکبر فرمودند که گروه مسلمانان بیکی از عمر بن الخطاب و ابو عبیدة بن الجراح که استحقاق خلافت دارند اختیار کنند خلیفه میشود پس اگر نص میشد حضرت صدیق این لفظ چه قسم میفرمود و حضرت فاروق وقت شهادت خود خلافت در میان شش کس چه قسم تجویز میفرمودند و حضرت زبیر و طلحه در وقت خلافت حضرت امیر چه قسم بیعت طوعا و کرها میکردند و اگر خلافت باجماع باشد پس بر دوست جواب در صحت خلافت حضرت امیر ظاهر است که حضرت ایشان با وصف اجتهاد تمام عمر بیعت نکرده اند و بسیارے از صحابه از حضرت امیر آزرده خاطر شده پیش معاویه رفتند و حضرت سعد و قاص و غیره صحابه کبار در جنگ حضرت امیر شریک نشدند جواب آنچه حضرت شاه ولی الله فرموده اند که خلافت بنص ثابت است مراد ایشان آنست که در نفس الامر منصوص متواتره دلالت میکنند بر خلافت علی الترتیب نه آنکه خلافت در وقت انعقاد بنص ثابت شده چه در وقت انعقاد خلافت هر کس بدلیلے که او را فی الفور حاضر شد تمسک نمود و در صحت تتبع نصوص از معاون آنها منافات نفیق الوقت و آنچه حضرت صدیق فرمود که اگر گروه مسلمانان یکے را ازین دو کس اختیار کنند خلیفه میشود غرض ایشان آن بود که اظهار انصاف نمایند و دعوی نص برای خود نکنند چه معلوم داشتند که یابی الله و المومنون الا ابا بکر و ایشان از الیقین بود که این امر شدنی است حاجت دعوی نص برای خود نیست خود بخود خواهد شد و حضرت عمر فاروق که در وقت شهادت در میان شش کس خلافت را شوری گذاشتند بنا بر همین بود که تعیین خلیفه را بر ذمه خود نگیرند و الا از حضرت عمر بارها منقول ست که اشاره بخلافت ختنین علی الترتیب نمودند و حضرت زبیر و طلحه که در وقت خلافت حضرت امیر کلمات اکراه گفته باشند از انجهت است که بیعت بزور قاتلان حضرت عثمان مے شد هر چند در نفس الامر استناد و استحقاق خلافت حضرت امیر میدانشتند و آنچه از مقررات است که خلافت باجماع ثابت میشود مراد آنست که اجماع اکثر اهل حل و عقد بوان متحقق باشد اگر یک دو کس خارج از اجماع شوند پروا نباید کرد و کلا اکثر حکم الکل چنانچه سعد ابن عباده در وقت انعقاد خلافت حضرت ابو بکر صدیق داخل در اجماع نشد و ابان ابن عثمان از مجتهدین صحابه نبود تا خلاف او مضر باشد و کسانے از صحابه که از حضرت امیر آزرده خاطر شده پیش معالف رفتند بیش از دو سه کس نبوده اند مثل مغیرة بن شعبه و غیره که در مجتهدین صحابه معدود نیستند و معهذا آزردگی ایشان از جهت شکایت

اخلاق بود نه از جهت طلب ولایت خلافت چه همان اشخاص در نقل مناقب حضرت امیر روایات بسیار
کرده اند آری حضرت سعد بن ابی وقاص و محمد بن مسلمه و اسامة بن زید و عبد الله بن عمر و دیگر جمعے از متورعین
صحابه در جنگ اهل اسلام جمل و صفین با امیر بنا بر کمال احتیاط شریک نشدند و حضرت امیر نیز آنها را معذور داشتند
و در حق ایشان فرمودند که هؤلاء قعدوا عن الباطل ولم یقوموا مع الحق لیکن بر همه آنها در سبب مناقب
و نشر فضائل حضرت امیر قصوری نکرده اند و بیعت هر هر فرد را انعقاد ضرور نیست اگر جمعے بیعت
کنند و دیگران تسلیم نمایند خلافت منعقد میشود بالجمله حالانکه نصوص همه مجتمع شده اند ثبوت خلافت
هر چهار یار شبهه از روی نصوص ثابت است گو در وقت انعقاد بنصوص ثابت نشده باشد که بسبب
ضیق وقت و دهشت حادثه و تردد و خواطر تتبع نصوص اتفاق نیفتاد و ازین جنس مسائل بسیار است
که حالا بنصوص ثابت شده اند و در صدر اول باقیه و اجتهادات ثابت میکردند این مسئله هم از همین جنس است

سوال شخصے از قوم نواصب میگوید که جناب حضرت امیر در وقت حکومت خراسان و فارس با این
قدر حکومت دنیائی ناچیز مغرور شده دعوی الوهیت کرده اند و فرعون لعین و غیره دیگر حکام هم وقت
حکومت خویش دعوی الوهیت کردند پس فرق میان هر دو چه باشد **جواب** اینچه این ناصبی میگوید
که جناب حضرت امیر دعوی الوهیت کرده اند سراسر دروغ و بهتان است اول از نص صحیح ایشان این
دعوی برآرد بعد ازان جواب طلبد و اگر مراد ش آنست که از ایشان کلماتیکه از اولیا در وقت سکر سر میزند
صادر شده مثل انا منشئ الارواح انا باعث من فی القبور انا ید الله انا وجه الله انا القرآن الناطق پس
هیچ مسلمے باید عاند ارد چه دعوے الوهیت ازین کلمات فهمیدن کار احمقان است مفهوم این کلمات
غیر از مظهریت اتم جناب الهی چیزے دیگر نیست و هو عین مفاد اقوال الصوفیة وماذا یقول القائل
فی قول نار موسے انی انا الله رب العالمین و قوله تعالی ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله
ید الله فوق ایدیهم و قوله تعالی وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی الے غیر ذلک من النصوص
بالجمله مقوله فرعون آن بود که ما علمت لکم من آله غیری و انا ربکم الاعلے و اصلا غیر خود را در مرتبه
الوهیت ثابت نمیکرد و مفهوم این کلمات آنست که حضرت جناب رب العزت را با صفات این کلمات
نسبتے حاصل ست که مدار احکام اتحاد است در بعضے وجوه شتان بین المقولین **سوال** با وصف صحت
حدیث خلافت الخلافة بعدی ثلثون سنة و ترک خلافت حضرت امام حسن رضی الله عنه بجهت استماع

همین حدیث پس حضرت امام حسین رضی الله عنه بکدام دعوی از مکه معظمه برآمده در کربلا شهید شدند
وعلاوه حدیث متواتر در مشکوة وغیره موجود است که اکثر بادشاهان ظالم خواهند بود و بسیار ظلم
خواهند کرد صحابه عرض نمودند که در آنوقت مسلمانان تعرض از بادشاهان نخواهند کرد حضرت علیه السلام
فرمود که مسلمانان را نمیرسد که از بادشاه وقت که بر تخت سلطنت گرفته باشد تعرض نمایند نه آن مسلمانان
خود ظالم و باغی خواهند گردید پس حضرت امام حسین رضی الله عنه چرا مقابله کردند و سلطنت یزید
از روی سلطنت ظاهر و ثابت ست **جواب** خروج حضرت امام حسین علیه السلام بنا بر دعوی
خلافت راشده نبوده بلکه بنا بر تخلیص رعایا از دست ظالم بود
واعانة المظلوم علی الظالم من الواجبات وانچه در مشکوة ثابت است که حضرت صلی الله علیه وسلم
از بغی و خروج بر بادشاه وقت اگرچه ظالم باشد منع فرموده اند پس در آنوقت است که آن بادشاه
ظالم بامنازع و مزاحم تسلط تام پیدا کرده باشد و هنوز اهل مدینه و اهل مکه و اهل کوفه بتسلط یزید پلید
راضی نشده بودند و مثل حضرت امام حسین و عبد الله بن عباس و عبد الله بن عمر و عبد الله بن زبیر
رضی الله عنهم بیعت نکرده بالجمله خروج حضرت امام حسین رضی الله عنه برای دفع تسلط نبود نه برای
رفع تسلط و انچه در حدیث ممنوع است آن خروج است که برای رفع تسلط سلطان جائر باشد
والفرق بین الدفع والرفع ظاهر مشهور فی المسائل الفقهیة **سوال** در صورتیکه کسی نیت کند
که اگر این کار من حسب حاجت برآید گاو سید احمد کبیر یا گوسپند شیخ سدو و غیر هما بدهم و بعد انجاح حاجت
گاو را ذبح بنام خدا کرد و حال آنکه در نیت نسبت گاو به سید احمد و شیخ ست چه میگوید و حدیث انما
الاعمال بالنیات ناطق ست و ان الله لا ینظر الی صوركم ولكن ینظر الی قلوبكم ونیاتكم بر بن معنی
شاهد ست و نیة المؤمن خیر من عمله نیز دلیل برین که نیت را دخل ضرور ست پس در صورت مذکوره
اکل گاو وغیره درست است یا نه **جواب** مدار حل و حرمت ذبیحه بر قصد و نیت ذابح است اگر به نیت
تقرب الی الله یا برای اکل خود و یا برای تجارت و دیگر امور مباحه ذبح میکند حلال است والا حرام
قال فی التفسیر النیشاپوری تحت قوله وما اهل به لغیر الله قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بها
التقرب الی غیر الله صار مرتدا و ذبیحته ذبیحة مرتد انتهی وفی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد
من العظماء یحرم لانه اهل به لغیر الله ولو ذکر اسم الله تعالی ولو ذبح للضیف لا یحرم لانه سنة الخلیل

علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالے والفارق انہ ان قدمہا لیاکل منہا کان الذبح للہ
والمنفعۃ للضیف او للولیمۃ او للذبح وان لم یقدمہا لیاکل بل یدفعہا لغیرہ کان لتعظیم غیر اللہ فیحرم
وہل یکفر قولان بزازیۃ وشرح وہبانیۃ قلت وفی صید المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا ننسبی الظن بالمسلم انہ
یتقرب الی الآدمی بہذا النحر ونحوہ فی شرح الوہبانیۃ عن الذخیرۃ ونظمہ فقال ؎ وفاعلہ جہورہم قال کافر
وفضل واسمعیل لیس یکفر + ہکذا فی مطالب المومنین والاشباہ والنظایر وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح
لغیر اللہ رواہ احمد وایضا ملعون من ذبح لغیر اللہ رواہ ابوداؤد وفی غرائب ابی عبید وبستان
الفقیہ وکنز العباد انہ لا یجوز ذبح البقر والغنم عند القبور لقولہ علیہ السلام لا عقر فی الاسلام یعنی عند القبور
ہکذا فی سنن ابی داؤد وہکذا لا یجوز علی البناء الجدید وعند شراء الدار لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم
نہی عن ذبائح الجن بناء علے انہم یکرہون فابطل النبی صلے اللہ علیہ وسلم ونہی عنہ وہکذا فی الکتب
الشافعیۃ کما قال النووی فی شرح صحیح مسلم فی تفسیر ما اخرجہ عن قولہ صلے اللہ علیہ وسلم لعن اللہ
من لعن والدہ ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ واما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ کمن
ذبح للصنم او للصلیب او لموسے وعیسے علیہما السلام او الکعبۃ ونحو ذلک فکل ہذا حرام ولا تحل ہذہ
الذبیحۃ سواء کان الذابح مسلما او نصرانیا او یہودیا کما نص علیہ الشافعی رح واتفق علیہ اصحابنا
فان قصد مع ذلک تعظیم المذبوح لغیر اللہ والعبادۃ لہ کان ذلک کفرا فان کان الذابح مسلما
قبل ذلک صار بالذبح مرتدا وذکر الشیخ ابراہیم المروزی عن اصحابنا ان ما یذبح عند استقبال السلطان
تقربا الیہ انہ افتے اہل بخارا بتحریمہ لانہ مما اہل بہ لغیر اللہ قال الرافعی ہذا انما یذبحونہ استبشارا بالقدوم
فہو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود ومثل ہذا لا یجری فیہ التحریم واللہ اعلم۔ فان قیل قولہ تعالی ومالکم الا
تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ وکذا قولہ تعالے وکلوا مما ذکر
اسم اللہ علیہ ان کنتم بایاتہ مومنین عام یتناول ما قصد بہ التقرب الے اللہ وغیرہ فیکون اکل حلالا
قلنا ہذہ الآیات عامۃ مخصصۃ بالنص الآخر وہو قولہ تعالی فی سورۃ المائدۃ حرمت علیکم المیتۃ والدم
ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح
علے النصب فلو ان رجلا مسلما خنق شاۃ وذکر اسم اللہ علیہا لا تحل مع انہ ذکر اسم اللہ علیہا وکذا
لو ذبح شاۃ علے نصب من الانصاب او علے قبر من القبور وقصد بہ التقرب الی صاحب القبر

او صاحب النصب وذکر اسم اللہ علیہا لاکل بہذا النص الصریح ومدار کل ذلک علی قصد التقرب الی غیر اللہ او تغییر السابق المشہور فی الذبح من استعمال الآلۃ المحددۃ ونحو ذلک فعلمنا انہا الی قولہ وقد فصل الکلام حوالتہ علی ما ذکر فی الآیات الاربع کالمائدۃ وغیرہا وکان سبب نزول ہذہ الآیۃ شبہۃ المشرکین حیث کانوا یقولون للمسلمین بطریق الالزام انتم لا تاکلون المیتۃ وقد قتلہا اللہ وتاکلون ما تقتلون بایدیکم فقد رجحتم مقتولکم علی مقتول اللہ فاجاب اللہ تعالی عن ذلک بان المیتۃ لم یذکر معہا اسم اللہ فلذلک حرمت وکذا الموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ لم تقتل علی الوجہ المأذون فیہ من اللہ فحرمت وما قتلناہ بایدینا انما صار حلالا لان قتلہا وقع باذن اللہ تعالی وبالوجہ المشروع بحیث خرج منہ الدم المسفوح ومع ذکر اسم اللہ فتحلیل ہذا وتحریم ذلک عین التعظیم لامر اللہ وایاہ جدیث القتل فمغالطۃ وہمیۃ لان کل مقتول اللہ سواء کان بایدینا او بایدی غیرنا او ماتت حتف انفہا اذ لا موت عندنا الا باذن اللہ کما قال اللہ تعالی اللہ یتوفی الانفس حین موتہا ولذلک اجمع اہل السنۃ والجماعۃ علی ان المقتول میت لاجلہ واللہ اعلم وایاہ وقع فی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر انہم قالوا وما اہل بہ لغیر اللہ ای ما رفع الصوت بہ عند ذبحہ للصنم فمبنی علی ما جری عادۃ المشرکین فی ذلک الزمان ولذا لم یفرقوا فی التفاسیر القدیمۃ بین ما ذکر اسم غیر اللہ علیہ وبین ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ لان المشرکین فی ذلک الزمان کانوا مخلصین فی الکفر وکانوا اذا قصدوا التقرب بذبح بہیمۃ الی غیر اللہ ذکروا علیہا عند الذبح اسم ذلک الغیر بخلاف مشرکی المسلمین فانہم یخلطون بین الکفر والاسلام فیقصدون التقرب بالذبح الی غیر اللہ ویذکرون اسم اللہ علیہا وقت الذبح فالاول کفر صریح والثانی کفر صورۃ صورۃ الاسلام وکانوا یعتقدون ان لا طریق للذبح الا بذا سواء کان للہ او لغیر اللہ وقد یجری ہذہ العادۃ فی زماننا ایضا فانہم یشہرون فلان ذبح بقرۃ لاہل السید احمد کبیر مثلا سواء ذکروا اسم اللہ علیہا عند امرار السکین اولا وایاما وقع فی الہدایۃ وغیرہا ان یذکر مع اسم اللہ تعالی شیئا اخر وہو ان یقول عند الذبح اللہم تقبل من فلان وہذہ ثلاث مسائل احدہا ان یذکر موصولا لا معطوفا فیکرہ ولا یحرم الذبیحۃ وہو المراد بما قال ونظیرہ ان یقال بسم اللہ محمد رسول اللہ لان الشرکۃ لم توجد فلم یکن الذبح واقعا الا انہ یکرہ لوجود القران صورۃ فیتصور بصورۃ المحرم والثانیۃ ان یذکر موصولا علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم اللہ

واسم فلان او یقول بسم اللہ و فلان او بسم اللہ و محمد رسول اللہ بکسر الدال فیحرم الذبیحۃ لانہ
اہل بہ لغیر اللہ والثالثۃ ان یقول مفصولا عنہ صورۃ و معنے بان یقول قبل التسمیۃ و قبل ان یضجع الذبیحۃ
او بعد الذبح وہذا لا باس بہ لما روی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہ الذبح اللھم تقبل ہذہ من امۃ محمد
ممن شہد لک بالواحدانیۃ ولی بالبلاغ والشرط ہو الذکر الخالص المجرد علے ما قال ابن مسعود رض
جردوا التسمیۃ انتہے ما فی الہدایۃ صریح فیما ذکرنا من ان قصد التقرب الی غیر اللہ محرم للذبیحۃ
سواء کان بطریق الاستقلال او بطریق الشرکۃ نعم لو ذکر ذکرا مجردا عن غیر قصد التقرب الے
غیر اللہ ففیہ تفصیل فان ذکر موصولا لا معطوفا یکرہ مثلا ان یقول بسم اللہ محمد رسول اللہ واللھم تقبل
من فلان لا یحرم الذبیحۃ لعدم قصد التقرب الیہ وانما کرہ لاجل المشابہۃ فی ذلک بذکر اسم غیر اللہ
لقصد التقرب ولو ذکرہ معطوفا یحرم ایضا وان لم یکن فیہ معنی التقرب لکنہ صریح فی الشرکۃ والصریح
لا یحتاج الی النیۃ واذا ذکر مفصولا لا بطریق العطف ولا بطریق الوصل لا یکرہ ولا یحرم لانتفاء المشابہۃ
صورۃ و معنی مثلا ان یقول بسم اللہ و توقف ثم قال محمد رسول اللہ من غیر قصد التقرب الی غیر اللہ
واذا عرفت معنی ہذا الکلام عرفت ان صاحب الہدایۃ وضع المسئلۃ فیما اذا لم یکن المذکور مقرونا
بقصد التقرب الے الغیر ذکرا مجردا فہو بمعزل من مسئلتنا الموضوعۃ فیما قصد التقرب الی غیر اللہ
فانہا حرام مطلقا وعرفت ایضا ان ما وقع فی التفسیر الاحمدی من تفریع قولہ علے ما وقع فی الہدایۃ
ونقلہ فی ذلک التفسیر کما ذکرنا وہو قولہ ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا
حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ وقت الذبح وانکانوا ینذرونہا لہم انتہے مبنی عن الغفلۃ عن قول
صاحب الہدایۃ وہو قولہ والثالثۃ ان یقول مفصولا عنہ صورۃ و معنے فان الانفصال المعنوی
کیف یتصور اذا کان النذر للاولیاء فانہ عین التقرب الیہم فنیتہم وائمۃ الے وقت الذبح فلا انفصال
معنے اصلا لما تقرر فی قواعد الفقہ من استدامۃ النیۃ الے آخر العمل وایضا مبنی علی عدم الفرق
بین الذکر المجرد الذی وضع صاحب الہدایۃ المسئلۃ فیہ وبین ما قصد بہ التقرب الے غیر اللہ الذی
وضعنا المسئلۃ فیہ واین ہذا من ذاک **سوال** قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی ثلثۃ
وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ مراد از بودن جمیع فرقہا در نار اگر خلود نار است فہذا مخالف
للنص والاحادیث القطعیۃ زیرا کہ ہیچ فرقہ نیست از فرق اسلامیہ کہ در نار ہمیشہ ماند و اگر مراد خلود

بلکہ چند مدت مسلم لیکن برین تقدیر لازم مے آید کہ از فرقہ ناجیہ کسے در نار نباشد حال آنکہ احادیث
قطعیہ وارد است کہ فساق مومنین را چند مدت دخول نار خواہد شد جواب این شبہہ شبہۂ قدیمہ است
وعلماء پنج تحقیق جواب ازین شبہہ نوشتہ اند کہ در شرح عقائد ملا جلال وحواشی آن مذکور و مسطور
و منتخب اجوبہ مذکورہ سہ جواب است جواب اول کہ ارجح واقوی است جواب محقق دوانی است
باختیار شق ثانی جواب دادہ اند حاصلش آنکہ مراد دخول است لیکن دخول من حیث الاعتقاد و فرقہ
ناجیہ را اصلا از جہت اعتقاد دخول نار نخواہد شد اگرچہ از جہت تقصیرات عمل در نار داخل شوند و آنچہ
برین جواب ایراد کردہ اند کہ اضمار من حیث الاعتقاد در لفظ حدیث کہ کلہا فی النار یا کلہم فی النار بدون قرینہ است
اضمار بدون قرینہ جایز نیست پس مدفوع است بآنکہ در ینجا چہار قرینہ برین تخصیص موجود است اول آنکہ ستفترق امتی ثلثۃ وسبعین
فرقۃ فرمودہ اند و افتراق در عمل درین حد منحصر نیست خواہ تنہا گرفتہ شود خواہ مع الاعتقاد چنانچہ
بدیہی است چہ ریش تراشان و حریر پوشان و تارکان نماز و تارکان روزہ و مانعان زکوۃ و تارکان
حج و مرتکب ہر کبیرہ مثل زنا و لواطت و شرب خمر و قمار و سراق و قطاع الطریق وغیرہم من اصناف
العصاۃ فرقہ جداگانہ است پس مراد نیست مگر افتراق من حیث الاعتقاد پس موجب دخول نار نیز ہمان
اعتقاد فاسد خواہد بود دوم آنکہ استثناء الا واحدۃ دلالت میکند بر آنکہ منشاء نجات این فرقہ امر ایست
مشترک در سائر احاد این فرقہ و مشترک در سائر احاد این فرقہ نمیتواند شد مگر اعتقاد لاختلاف احاد کل
فرقۃ فی الاعمال سوم آنکہ تعریف فرقہ ناجیہ باین عبارت کہ الذین ہم علی ما انا علیہ واصحابی دلالت
میکند بر آنکہ چیزے واحد بعینہ مشترک است در میان این فرقہ و رسول و جمیع اصحاب او صلے اللہ علیہ
وسلم و ہیچ مشترک غیر از عقاید نیست بالبداہۃ چہارم آنکہ در صدر این حدیث در روایات صحیحہ این
عبارت وارد شدہ کہ افترقت الیہود علے احدی وسبعین فرقۃ وافترقت النصاری علی ثنتین و
سبعین فرقۃ وستفترق امتی علے ثلثۃ وسبعین فرقۃ وظاہر است کہ در ینجا مراد افتراق بحیثیت عقائد
پس درین است نیز مراد ہمان افتراق خواہد بود و منشاء دخول نار افتراق مذکور است پس منشاء دخول
نار ہمان عقائد کہ در انہا افتراق واقع باشد شدہ جواب دوم کہ مختار حجۃ الاسلام امام غزالی است
و محققین محدثین آنرا پسندیدہ اند آنست کہ مراد از فرقہ ناجیہ کسانے ہستند کہ آنہا را دخول نار مطلق
نیست لا من حیث الاعتقاد ولا من حیث العمل یعنے نے سبق عذاب در بہشت خواہند رفت

خواہ از معصیت آنہا عفو الٰہی واقع شود یا بر اہوال قیامت و شدائد قبر و حق آنہا اکتفا کردہ آید
یا شفاعت پیغمبر در محو آثار ذنوب ایشان تاثیر قوی نماید و این فرقہ نخواہد بود مگر خواص اہل سنت
کہ عقیدۃً و عملاً راہ بدعت نہ پیمودند اگرچہ مصدر بعضے تقصیرات فرعیہ گشتہ باشند و تفسیر این فرقہ کہ
الذین ہم علی ما انا علیہ و اصحابی برین تقدیر بسیار پریشان است زیرا کہ در عہد رسول و صحابہ کرام ہم در عقیدہ
و ہم در عمل بدعتے نبودہ است اگرچہ از بعضے افراد در طاعت قصور و ارتکاب فجور بوقوع آمدہ و امام
حجۃ الاسلام غزالی درین جواب تقیید زائد کردہ اند و گفتہ اند کہ مراد از فرقہ ناجیہ کسانے ہستند کہ
بے حساب و بے شفاعت در بہشت خواہند رفت لیکن در ینصورت دائرہ نجات بسیار تنگ میشود
و الذین ہم علی ما انا علیہ و اصحابی نیز از یعنی تنافرے دارد زیرا کہ جمیع صحابہ را بغیر حساب و بغیر شفاعت
داخل بہشت فہمیدن خلاف دلائل عقلیہ است لہذا متاخرین محققین جواب را کہ در اصل مختار امام
غزالی است اصلاح نمودہ بتقریرے کہ سابق مذکور شد قرار دادہ اند فلا غبار علیہ انشاء اللہ جواب
سوم آنکہ معنے کلہا فی النار کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار پس مفہوم این عبارت ایجاب کلی
شد و استثنائے کہ در الا واحدۃ واقع است مفید رفع این ایجاب کلی آمد و رفع ایجاب کلی بصدق
جزئی نیز صادق میتواند شد چنانچہ ظاہر ست پس معنے الا واحدۃ آن شد کہ ہر ہر فرد ازین
فرقہ داخل نار نخواہد شد گو بعض بسبب تقصیر اعمال داخل شوند درین صورت اشکال زائل شد
و وجہ امتیاز درمیان فرقہ ناجیہ و فرق غیر ناجیہ ہمین قدر شد کہ فرق غیر ناجیہ کلہم داخل نار اند
و این فرقہ کلیہ در دوزخ نخواہد رفت لیکن باعث امتیاز این فرقہ از فرق دیگر اعمال نمیتواند شد
لاشتراکہا فی الجمیع پس نیست آن باعث مگر صحت عقائد پس در انتہائے این جواب رجوع بجواب
اول ضرور خواہد افتاد و بہترین اجوبہ جواب دیگرست کہ در کتب و حواشی مسطور نیست و موافق استعمال
قدیم عرب است و در احادیث شاہد استعمال این نیز موجود است خلاصہ اش آنکہ کلہا فی النار
عبارت از بطلان ست میگویند فلان حیز فی النار ست یعنے باطل است چنانچہ در حدیث
صحیح وارد شدہ کہ الہذاء فی النار یعنے زبان درازی باطل است قال اللہ تعالی ان الذین
یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا ای اکلا باطلا حراما نظہور ان مال الیتیم
لیس نارا حقیقۃ و لا یمکن حملہ علی المجاز بالاعتبار الاول لان الاکل فی البطن بنا دی علی ان المجاز

لیس ہمراد پس معنے کلام این چنین شد کہ کل الفرق علے الباطل ولو بحسب عقیدۃ او عقیدتین او عمل او عملین والفرقۃ الناجیۃ لا بطلان فی عقیدتہم وعملہم الا ان تخیص الفرقۃ الناجیۃ بمن لا بدعۃ فی اعتقادہ وعملہ اصلا کما ہو تنقیح الجواب الثانی او تخیص البطلان بالاعتقادیات فقط فیرجع الی الجواب الاول ولہذا در صدد کلام اشارہ نمودیم کہ جواب اول ہمان ست ارجح واقوی

سوال سود دادن بحربیان درست است یا نہ **جواب** عبارات کتب فقہیہ عام واقع شدہ اند دادن وگرفتن را شامل اند مثل لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب وقاضی ثناء اللہ صاحب یا قاضی پتی در رسالہ توجیہ دادن سود نیز نوشتہ اند اینوقت فقیر را یاد نیست لیکن این قدر ظاہر است کہ گرفتن سود از حربیان باین وجہ حلال ست کہ مال حربی مباح است اگر در ضمن امان نقض عہد نباشد وحربی چون خود بخود و بدہد بلا شبہہ حلال خواہد بود و دادن سود بحربیان باین وجہ حلال است کہ خوراندن حرام بمسلمان درست نیست وآنہا حرام خوارند اگر چیزے بطریق سود دادہ خواہد شد بیش ازین نیست کہ حرام خواہد خورد وآنا ذمیان ہر چند کہ کافر حرام خوار باشند در دار الاسلام دادن سود ازین جہت حرام ست کہ ترویج معاملہ سود در دار الاسلام مے شود و در دار الحرب این ہر دو علت مفقود است پس مباح باشد وتحقیق انیست کہ دادن سود بالتبع حرام است کہ مال کسے نمیگیرد بلکہ مال خود میدہد ومال خود دادن گو دران نقصان خود باشد خصوصا برائے دفع حاجت ودفع ظلم مباح است پس وجہ حرمت دران ہمین دو چیز است یکے آنکہ غیر را حرام میخوراند مثل دادن رشوت بہ قاضی وحاکم دوم آنکہ باعث ترویج این معاملہ در دار الاسلام میشود ولہذا دادن سود بنا بر اضطرار در دار الاسلام ہم جائز داشتہ اند غرضکہ در گرفتن ودادن فرق بسیار است گو در اصل وسبب ہر دو شریک اند

سوال حویلی مشتمل بر مکانات متعددہ فروختہ مے شود وشفیعان او اجازت دادہ اند مگر یک شفیع شفعہ خود را میخواہد لیکن تمام حویلی را خرید نمیکند بلکہ مکانے کہ متصل زمین او ست خریداری مینماید ومشتری راضی بتفریق بیع نمیشود ومیگوید یا تمام حویلی خرید کن یا از شفعہ دست بردار شو شفیع را میرسد کہ مکان متصل خود را بگیرد وتمام حویلی را خریداری نکند **جواب** درین مسئلہ اختلاف است در مختار الجوابات مینویسد کہ فتوی بر ہمین ست کہ شفیع را میرسد کہ تفریق بیع نماید وفی مختار الجوابات رجل باع ارضین وبعض کل من الشفیعین ملاصق باحد الارضین کان للشفیع ان یاخذ الارض التی تلاصق ارضہ دون الاخری

اذا کان الاخر یطلب شفعۃ ما کانت تلزق ارضہ وان کان لا یطلب یقال لہذا الطالب اما ان
تاخذ الکل او تدع الکل او الم یرض المشتری بتفریق الصفقۃ ہذا قول ابی حنیفۃ رح الاول اما علی قولہ الاخر
ہو قولہما ان یاخذ ما کان شفعۃ بہ یفتے سوال حضرت مرتضے علی کرم اللہ وجہہ در وقت بیعت من
فی الصحیفۃ فرمودہ اند وان کان عمر واین کلام دلالت میکند بر آنکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ او لے
بامر بیعت نبود مد کما یقال اکرمت زیدا وان کان جاہلا و امثلہ کثیرۃ جدا جواب اینجا وان کان فقط
برائے مبالغہ است در اطاعت والقیاد وباوصف مبالغہ عمر در تشدد واخذ بالعزیمۃ کہ متابعت این
قسم شخص بسیار گران وثقیل است این ترکیب را از قبیل آن ترکیب کہ در صحیح در اطاعت والدین
وارد شدہ باید فہمید ولفظ حدیث اینست لا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج عن اہلک ومالک
وہمچنین ترکیب دیگر کہ در ہمین حدیث وارد است لا تشرک باللہ وان حرقت او قطعت لفظ وان کان
عمر لم یوجد فی کتب الاحادیث المعتبرۃ بل وجد بخلافہ وہو ان علیا لما اتی بالصحیفۃ من قبل الصدیق رض
لیبایع من فیہا قال لا ارضی الا ان یکون عمر رض فقال الصدیق رض وہو علی مشربتہ کانہ عمر ہکذا فی
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ فی ترجمۃ عمر رض سوال رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر کلام نبوی است
یا معنے آن برائے کسر نفس وارد شدہ شخصے از فاضلے معتبر نقل میکند کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
حین مراجعت از اوطاس این لفظ فرمودہ اند رجعت را الجہاد الاصغر میدانند جواب این کلام در کتب
صوفیہ بسیار مستعمل است ونزد ایشان حدیث نبوی است بلکہ در کلام بعضے علماء محدثین نیز این
عبارت در مقام استشہاد بر افضلیت جہاد نفس دیدہ شدہ لیکن در کتابے از کتب حدیث
یاد نیست کہ دیدہ باشم وعلی کل تقدیر مراد از جہاد اکبر جہاد نفس وشیطان است نہ مراجعت
واین تفسیر مطابق فہم صوفیہ است شاہد این کلام حدیث صحیح متفق علیہ است المجاہد من جاہد
نفسہ فی طاعۃ اللہ کما لا یخفی علیکم ان تعریف المسند الیہ فی امثال ہذہ المقامات انما یکون لحصر
الکمال الکامل فی نظایرہ مثل المسلم من سلم المسلمون والمہاجر من ہاجر ما نہی اللہ عنہ وحمل جہاد اکبر
بمراجعت باآنکہ مخالف فہم جمیع علماء است سلیقہ کتاب دانی وعبارت شناسی از ان ابا می کند وارد
زیرا کہ مراجعت مدلول لفظ رجعنا است وجہاد اصغر غایت ابتدا است وجہاد اکبر غایۃ انتہا است
والغایتان غیر ذی الغایۃ فالجہاد ان غیر المراجعۃ فتاملوا سوال چہ میفرمایند در مسئلہ وحدۃ الوجود

ہر کہ عاقل و بالغ و مسلمان در شریعت نبوی این اعتقاد میکند و میگوید ہمہ اوست یعنی خدا تعالے
ہمہ اشیا شدہ است این کلام کفر است یا نہ بینوا توجروا **جواب** ظاہر معنے این کلام خلاف شرع است
اگر گوینده این کلام حلول حق تعالے را در اشیا یا اتحاد اشیا با آن ذات مقدس اعتقاد مے نماید
پس کفر است و اگر میگوید کہ مراد من آنست کہ در ہر چہ ظہور صفات اوست مثل ظہور صفات راتی در مرآت
پس کفر نیست لیکن ترویج این کلام کہ موہم خلاف شریعت است در مجالس و محافل خصوصا در مجمع عوام
کالعوام سخن نہ پسندیدہ بسیار مذموم و قبیح ست قال البخاری فی کتاب العلم عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
موقوفا و روی فی بعض الکتب مرفوعا حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ و رسولہ و مسئلہ وحدۃ
وجود در شرع صراحۃ بنیامدہ نہ در کتاب و نہ در حدیث حضرات صوفیہ برائے تائید کشف و شہود خود کہ
مدار این مسئلہ بر ہمان است از کتاب و سنت اشارات بر آوردہ اند مثل الا انہ بکل شئ محیط و کل
شئ ہالک الا وجہہ الا کل شئ ما خلا اللہ باطل و انکم لو دلیتم بحبل الی الارض السابعۃ السفلی لہبط علی اللہ
و اذا حسلے احدکم فلا یبزقن امامہ فان اللہ قبل وجہہ لیکن ظاہر است کہ این اشارات دلیل صریح
نمیتوانند شد بلکہ علماء ظاہر ہمین اشارات را مقلوب کردہ الزام بصوفیہ دادہ اند و گفتہ اند قولہ تعالے بکل
شئ محیط دلیل صریح بر غیریت است لان المحیط غیر المحاط و کذا قولہ کل شئ ہالک الا می فی المستقبل
لا فی الحال بدلیل قولہ کل نفس ذائقۃ الموت بدلائل کثیرہ مثل قولہ فانجینا موسے و من معہ اجمعین و
بدلیل قولہ کم اہلکنا من القرون من قبلہم فدل علے انہم لیسوا ہبا لکین بالفعل بخلاف من قبلہم و قولہ
کل شئ ما خلا اللہ باطل المراد بالبطلان بطلان عبادتہ لا بطلان ذاتہ بدلیل قولہ ربنا ما خلقت ہذا
باطلا فانہ یدل علے انہ لا شئ من المخلوق باطل و کذا قولہ لہبط علے اللہ یدل علے ان الہابط ہو الجعل
غیر اللہ و کذا قولہ فان اللہ قبل وجہہ فان المبنی علے التوحید الوجودی کون اللہ تعالی امامہ و خلفہ
و فوقہ و تحتہ لاختصاص بقبل الوجہ بالجملہ این اشارات مثبت مدعا صراحۃ نمیتوانند شد بلکہ مدار
ثبوت این مسئلہ بر کشف و شہود حضرات صوفیہ است قدس اللہ اسرارہم و محققین اینہا این مسئلہ
را بطور سے تقریر فرمودہ اند کہ ہیچ وجہ مخالف شریعت نمیشود زیرا کہ وجود مطلق را کہ عین ذات حق سبحانہ
مراتب ثابت میکنند در مرتبہ واجب است و در مرتبہ ممکن و حادث و قدیم و مجرد و مادی و مومن و کافر
و سگ و خوک و فی حد ذاتہ معتبر است ازین قیود و ملوث نمیشود و نقائص مثل حقیقت جسم کہ جوہر قابل

الباد ظلمة است در سگ وخوک نجس نمیشود لہذا گفتہ اند ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ؛ گر ذرق مراتب نکنی زندیقے ؛ پس اگر مخاطب از جنس عوام باشد کہ فرق مراتب بخوبی نمیتواند کرد پس گفتن این مسئلہ نزد او موجب الحاد و زندیقیہ خواہد شد احتراز از آن واجب است کما فی حدیث معاذ رض فی البخاری فی کتاب العلم فی باب التخول بالعلم مخافۃ دون قوم عن انس بن مالک رض ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومعاذ ردیفہ علے الرحل فقال یا معاذ بن جبل قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک ثلاثا قال ما من احد یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرم اللہ علے النار قال یا رسول اللہ افلا اخبر بہ الناس فیستبشروا قال اذا یتکلوا تاویل قصیدۃ بانت سعاد المراد بسعاد فی اول القصیدۃ الدنیا بما لہا وجہا لہا دلذائذہا وصفہا بادصاف المعشوقۃ الجسیبۃ باقصے ما یمکن وصفہا وہی مرغوبۃ لکل عاقل فی الابتداء ثم شرع فی بیان عیوبہا التی تظہر للعاقل بعد التجربۃ وہذا من قولہ اکرم بہا خلۃ الخ ثم شرع فی بیان الشوق الی السعادۃ الابدیۃ الحقیقیۃ وہی کمال المعرفۃ والوصول الے تجلیاتہ النوریۃ بقولہ امست سعاد بارض وشرط فی طلبہا شروطا فمنہا ان یکون نجیبا کریم الاصل ذا نفس شریفۃ ومنہا ان یکون مع ذلک قوی البدن حاملا للکد والتعب فاشار الی الاول بقولہ لا تبلغہا الخ والے الثانی بقولہ ولن تبلغہا الا عذافرۃ ومنہا ان یکون ذا ہمۃ عالیۃ وذلک بقولہ عرضتہا طامس الاعلام مجہول ومنہا ان یکون حدید البصر فی الکشوف والواقعات وذلک لقولہ ترمی الغیوب بعینی مفرد لہق وہکذا الے اخر الابیات ثم شرع فی بیان وارد الجذب الالہی المہیج لہذہ الشواق المثیر للوجد والحال فانہ من شروط الطلب ولذلک قیل ؎ مستے ودولہ شرط طریق افتادہ است بے مست شدن کار کسے نکشادہ است ؛ وذلک بان شبہ سعی الناقۃ بحرکات المنعامۃ التی مات بکرہا وفرضہا فی عین اشتداد الحر فی النہار لیشیر الے حر المطلب وختم ذلک بقولہ عن تراقیہا رعایل ثم شرع فی بیان ما یعرض للسالک من صرف التقصیر فی ادا حقوق الشریعۃ والطریقۃ وعدم نفع احد من الاقارب والاصدقاء وذلک قولہ تسعی الوشاۃ جنابیہا الخ وقولہ وقال کل خلیل کنت املہ ما یعرض للسالک فی ہذا الوقت من التوکل العظیم والالتجاء الے الشیوخ الکمل وتجدید الاستغفار والتوبۃ وذلک بقولہ انبئت ان رسول اللہ الخ وبقولہ فقد اتیت رسول اللہ معتذرا ثم اشار الے مراعاۃ الادب مع الشیخ بقولہ لقد اقوم مقاما لو یقوم بہ واشار الے تجدید البیعۃ بقولہ حتی وضعت یمینی الخ

ثم اشار الی مراعات الشیخ اذا کان رسولا جامعا لاحکام الشریعۃ والطریقۃ اشد واہم من مراعاۃ حقوق الشیخ اذا کان ولیا فقط وذلک بقولہ لذاک اہیب واشار الی الشیخ الولی بقولہ من خاد من لیوث النخ وکانہ اشار الی علی اسد اللہ فانہ شیخ الولایۃ المطلقۃ المحمدیۃ وانما ذکرہ بلفظ الخادر ووصفہ بالاختفاء لان امر الولایۃ مبطن وانہم تحت القباب واشار الی شروط الشیخ من قولہ یغذو فیلحم ضرعا مین ای الروح والقلب فان الشیخ یربیہما معا یقطع العلائق من العشائر والاخوان ومن شروط الشیخ انہ اذا ساعد قرنا نفی لہ ہمتہ فی دفع الوساوس والخطرات والشبہات وقولہ منہ تظل سباع الخ صامرۃ یعنی لایقدر شیاطین الانس والجن علی اضلال من دخل فی طریقۃ واما قولہ ولا یمشی بوادیہ الا رحیل فاشارۃ الی ان من شرط المرید ان یکون عالی الہمۃ لا راجلا واشار الی فناء النفس بقولہ الشیخ بقولہ ولا یزال بوادیہ الخ ثقۃ مطرح البز الخ ثم عاد الی ترجیح الرسول علیہ السلام بقولہ ان الرسول لنور یستضاء بہ مہند من سیوف اللہ مسلول۔ ثم اشار الی رفقاء الطریقۃ وجلساء الخانقاہ بقولہ فی عصبۃ من قریش النخ ووصفہم بصفات عظیمۃ منہا ان قائلہم قال بطن مکۃ ای من جانب الغیب لما اسلموا ای دخلوا فی الطریقۃ وبایعوا الشیخ زولوا ای ترکوا المال والجاہ والاوطان والعشائر بالترک والتجرید وقطع العلائق وہی الہجرۃ الحقیقۃ لکنہم ما جنبوا وما زالوا عند لقاء الاعداء من النفس والشیطان والخلق بل قویت ہمتہم علی المجادلۃ ومنہا انہم شم العرانین ابطال لا یبالون بمخاصمۃ النفس ثم اشار الی انہم لبسوا لباس التقوی والشریعۃ بقولہ لبوسہم من نسج واشار الی عزائم الشرع بقولہ بیض سوابغ النخ واشار الی نفی العجب بقولہ لا یفرحون النخ واشار الی الصبر علی مشاق الطریقۃ بقولہ ولیسوا مجازیعا النخ واشار الی النشاط فی الطریقۃ بقولہ یمشون مشی الجمال الزہر النخ واشار الی فناء نفوسہم بسیوف المحبۃ بقولہ لا یقع الطعن الا فی نحورہم النخ وعند ذلک ینتہی السلوک الکسبی ویبقی الوہبی

سوال ہندوی کنانیدن جائز ست یا مکروہ **جواب** در کتب فقہ ہندوی را کہ سفتجہ وسفلنج گویند مکروہ نوشتہ اند ودر شرح وقایہ مے نویسد ویکرہ السفتجۃ وہی اقراض لسقوط خطر الطریق فی المغرب السفتجۃ بضم السین وفتح التاء ان یدفع مالا بطریق الاقراض لیدفع الی صدیقہ فی بلد اخر وانما یقرضہ لسقوط خطر الطریق آمدیم بر سر کہ این معاملہ در ینجا بسہ صورت میشود گاہے مبلغ را بقدرہ مینویسند نہ زیادہ نہ کم وگاہے کم میگیرند وزیادہ مے نویسند وگاہے بالعکس یعنے زیادہ میگیرند وکم مینویسند در صورت اول

شبهه ربا نیست و در هر دو صورت دیگر صریح ربا است یا ورداون و یا در گرفتن اما طریق حلال
کردن این ربا بسیار آسان است مثلاً اگر صد روپیه را هنڈوی میکنند و ده روپیه هنڈاون داون
لازم می آید پس دو کم صد روپیه بساهو کار بدهد و دو روپیه را فلوس بگناند در عوض دوازده روپیه
فروخت نماید که بسبب غیر جنس بودن فلوس دو روپیه حلال میشود و در حدیث صحیح آمده که در مشکوة
موجود است که شخصے از خیبر آمد و خرما آورد پیش آنحضرت فرمودند اکل تمر خیبر هکذا یعنی
آیا تمام خرمای خیبر همین قسم است باشد عرض کرد که لا یا رسول الله انا نأخذ هذا صاعا بصاعین یعنے
تمام خرمائے خیبر این قسم نمیباشد اما این قسم را بمضاعف خرید میکنیم یک صاع را بدو صاع فرمودند
عین الربوا الا فعل هذا یعنے این عین رباست یک جنس را بهم جنس زیاده و کم خریدن این کار مکن
بلکه بیع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنیبا یعنے خرمای ردی را بدراهم بفروش و بآن دراهم خرمای
جید را خرید بکن از اینجا معلوم شد که توسط غیر جنس تفاضل را حلال میکند و اگر ساهو کار چیزے از
صد روپیه واپس میدهد که آنرا بهرت میگویند پس علاجش نیز همین است مثلاً اگر صد روپیه را هنڈوی
میکنانند و پنجرو پیه ازان واپس میدهند پس باید نود روپیه نقد بدهند و پنجرو پیه را فلوس کنانیده
بدهد در عوض ده روپیه و ده روپیه خود بگیرد و علما در رفع کراهت سفاتج تدبیرے نوشته اند که اول
ساهو کار را مبلغ بے شرط هنڈوی قرض بدهد بعد ازان بگوید که این قرض را بفلان کس در فلان
شهر بده داد باین مضمون نوشته بدهد زیرا که کراهت هنڈوی ازین جهت است که باین قرض منفعتے
بخود میکشد یعنے ایمنے از خطر راه و هر وقتیکه در وے منفعت این کس مشروط باشد شبه ربا دارد
چون منفعت مشروط نباشد انشاء الله متحقق نگشت والله اعلم سوال تمامی اقلیم نصاری باتفاق
دار الحرب است یا نه اگر هست اهل اسلام را ازان نصاری سود گرفتن جائز است یا نه سوال دیگر بعد
اداے جمعه در دیار معموله کفار فرضیت فرض ظهر ساقط میشود یا نه سوال دیگر اهل اسلام بنا بر ضرورتے
از کفره مبلغ سود میگیرند یعنے کفره را مبلغ میدهند و ربو میگیرند و یا مبلغ قرض میگیرند و سود میدهند
جائز است یا نه جواب شروطیکه در دار الحرب در روایات فقهیه مذکور است ملاحظه باید نمود چنانچه
برخے ازان درین قرطاس ثبت خواهد شد درین اقلیم آن شروط را قیاس باید کرد اگر متحقق شوند
پس دار الحرب قرار یافت و بحکم اذا ثبت الشیء ثبت بلوازمه هرگاه دار الحرب شد ربا گرفتن و دادن

بکفر و آنجا جائز شد زیرا که در ہدایہ مذکور ہست ولا یولون المسلم والحربی فی دار الحرب وقاعدہ مقرر است کہ الاطلاق فی الروایات تقیید بمن تعمیہ پس ہر دو صورت اخذ و اعطا در نفی داخل شد لیکن مسلمان را باید کہ در دادن سود بجزئی احتیاط کند بے ضرورت ندہد و اقامت جمعہ در دار الحرب اگر از طرف کفار والی مسلمان در مکانے منصوب باشد باذن او درست است و الا مسلمانان را باید کہ یک کس را از ایشان دستگیر باشد تا میسر قرار دہند کہ باجازت و حضور او اقامت جمعہ و اعیاد و النکاح من الاولیاء و السفار و حفظ مال غیب و ایتام و قسمت ترکات متنازع فیہا علے حسب السہام ہے نمودہ باشد بے آنکہ در امور ملکی تصرف کند و مداخلت نماید و اگر ازین امور ہیچ یک مشخص نگردد باید کہ بعد از ادائے نماز جمعہ چہار فرض بنیت آخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اصلہ ادا نمایند تا از عہدہ فرض بالیقین برآیند فی الہدایۃ لا یولون المسلم والحربی فی دار الحرب خلافا لابی یوسف والشافعی لہما ان الاعتبار بالمستامن منہم فی دارنا ولنا قولہ علیہ السلام لا یولون المسلم والحربی فی دار الحرب ولان مالہم مباح فی دارہم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر بخلاف المستامن منہم لان مالہ صار محظورا بعقد الامان انتہے و فی العالمگیریۃ من باب استیلاء الکفار اعلم ان دار الحرب تصیر دار الاسلام بشرط واحد وہو اظہار حکم الاسلام فیہا قال محمد فی الزیادات انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنیفۃ بشرائط ثلاث احدہا اجراء احکام الکفار علے سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم الاسلام والثانی ان یکون متصلۃ بدار الحرب لا یتخلل بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام والثالث ان لا یبقی فیہا مومن ولا ذمی آمنا بالامان الاول الذی کان ثابتا قبل استیلاء الکفار للمسلم باسلامہ والذمی لعقد الذمۃ وصورۃ المسئلۃ علے ثلثۃ اوجہ اما ان یغلب اہل الحرب علے دار من دارنا او ارتد اہل مصر وغلبوا واجروا احکام الکفر او نقض اہل الذمۃ العہد وتغلبوا علے دارہم ففی کل من ہذہ الصور لا تصیر دار الحرب الا بثلاث شرائط وقال ابو یوسف ومحمد بشرط واحد لا غیر وہو اظہار احکام الکفر وہو القیاس انتہے ایضا فی العالمگیریۃ من باب الجمعۃ بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ وتصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلما کذا فی معراج الدرایۃ انتہے سوال بت پرستی مدوازیت میخواہد عالمی ترسد کہ شرک کند بت بدست گفت کہ اگر شریک خدا دانستہ پرستش کنم البتہ شرک است واگر مخلوق فہمیدہ پرستش نمایم جگہ نہ شرک باشد عالم گفت کہ در کلام مجید متواتر آمدہ کہ از غیر خدا مدد مجوئید بت پرست گفت

که بنی نوع انسان از یکدیگر چرا سوال مینمایند عالم گفت که بنی نوع زنده اند ازیشان سوال منع نیست
وبتان تو مثل کنهیا و کالکا وغیره مرده اند قدرت بر هیچ چیز ندارند بت پرست گفت شما که از اهل قبور مدد
وشفاعت می طلبید باید که بر شما هم شرک عاید شود القصه هر چه مقصد و مراد شما از اهل قبور است همان قسم
مقصود من هم از صورت کنهیا و کالکا است بسبب ظاهر نه قوت اهل قبور دارد نه بت و اگر میگوئی که بقوت
باطن اهل قبور کشایش حالات مے نمایند بسا جا از بتان هم روائی حاجات میشود و اگر میگوئید که بایشان
مے گوئیم که از خدا برائے ما شفاعت بخواهید من هم از بتان همین استدعا دارم پس هر گاه که جواز استمداد از
اهل قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش ستیلا و مسانی وغیره چگونه باز خواهند آمد جواب
درین سوال چند جا اشتباه واقع شده آن چند جا را خبردار باید شد آنگاه به فضل الٰہی جواب سوال بخوبی
واضح خواهد شد اول آنکه مدد خواستن چیز دیگر است و پرستش چیز دیگر است عوام مسلمین برخلاف حکم شرع
از اهل قبور مدد میخواهند و پرستش نمیکنند و بت پرستان مدد هم میخواهند و پرستش هم میکنند پرستش آنست
که سجده کنند یا طواف نمایند یا نام او را بطریق تقرب در وسازند یا ذبح جانور بنام او کنند یا خورا بنده فلانے
بگویند و هر که از مسلمانان جاهل با اهل قبور این چیز ها بعمل آرد فی الفور کافر میگردد و از مسلمانی مے برآید
دوم آنکه مدد خواستن دو طور مے باشد مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے مثل آنکه از امیر و بادشاه نوکر و
گدا در مهمات خود مدد میجویند و عوام الناس از اولیا میخواهند که از جناب الٰہی فلان مطلب ما را درخواست
نمایند این نوع مدد خواستن در شرع از زنده و مرده جائز است دوم آنکه باستقلال چیزیکه خصوصیت
بجناب الٰہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باران یا دفع امراض یا طول عمر و مانند این چیزها بے آنکه
دعا و سوال از جناب الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند این نوع حرام مطلق بلکه
کفر است و اگر از مسلمانان کسے از اولیاے مذهب خود خواه زنده باشند یا مرده این نوع مدد خواهد
از دائره مسلمانان خارج میشود بخلاف بت پرستان که همین نوع مدد را از معبودان باطل خود
میخواهند و آنرا جائز میشمارند و آنچه بت پرست گفت که من هم از بتان خود شفاعت میخواهم چنانچه
شما هم از پیغمبران و اولیا شفاعت میخواهید پس درین کلام هم دغل و تلبیس است زیرا که بت پرستان
هرگز شفاعت نمی خواهند بلکه معنے شفاعت را نمیدانند و نه در دل خود تصور میکنند یعنے شفاعت سفارش
است و سفارش آنست که کسے مطلب کسے را از غیر خود بعرض و معروض او اساز د و بت پرستان

در وقت درخواست مطالب خود از ایشان نمیفهمند و میگویند که سفارش ما بحضور پروردگار جل وعلا نمایند
و مطلب ما را از جناب او تعالی برآرند بلکه از ایشان خود درخواست مطلب خود میکنند و آنچه گفته است که هر چیز
مقصد شما از اهل قبور است همان قسم مقصود من هم از صورت کنهیا و کالکا است نیز خطا در خطا است نیرا که
ارواح را تعلق به بدن خود که در قبر مدفون است البته مے باشد زیرا که مدت دراز در بدن بوده اند و آنها
قبور معبودان خود را تعظیم نمیکنند بلکه از طرف خود صور تهاد سنگها و درختان و دریاها را قرار میدهند که صورت
فلانے است لے آنکه آن چیز را تعلق بآن ارواح باشد یا بدن آنها در انجا سوخته گردد و این قرار داد
اقترائی را هیچ اثر نیست آرے حاجت روای بندگان خالق اکبر از راه رحمانیت خود میفرماید آنها مے
فهمند که از طرف یزدان این فائده حاصل شد حق تعالے که عالم الغیب والخفیات است دلالت بندگان
خود امیداند و در زندگانی انها حاجت روائی منظور است از هر طرف که مطلب خود خواهند مطلب ایشان را
بایشان میدهد چنانچه پدر مشفق حاجت پسر خود را که صغیر السن است میداند و وقتیکه از خدمتگار رودایه خود
چیزے مے طلبد باو میدهد حالانکه خدمتگار رودایه مقدور ندارد همچنین است حال یزدان بلکه حال اهل
قبور نیز موافق قاعده اهل اسلام آنچه مرقوم شده پس هرگاه که جواز استمداد از اهل قبور ثابت شد بعض
مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و مسانی وغیره چگونه باز خواهند آمد پس فرق درمیان استمداد
از اهل قبور و پرستش سیتلا و مسانی بچند وجه است اول آنکه اهل قبور معلوم الذکر صلحا و بزرگان بوده اند
سیتلا و مسانی موهوم محض از وجود آنها معلوم نیست بلکه ظاهر اخیال بندی این مردم است دوم آنکه سیتلا
و مسانی بر تقدیر وجود آنها از قبیل ارواح خبیثه شیاطین اند که کمر ایذای خلق بسته اند ایشان را با ارواح طیبه
انبیا و اولیا چه مناسبت سوم آنکه استمداد از اهل قبور بطریق دعا است که از جناب الٰهی عرض کرده
مطلب ما بر آرند و پرستش این چیزها بنا بر اعتقاد استقلال و قدرت است که کفر محض است سوال مرد
صالح را بعد وفات نام گرفته میگویند که فلان ولی است مخالف عقیده اهل سنت و جماعت باشد
یا نے بحکم امساکوا عن الشهادتین که از ده خصلت عقیده اهل سنت و جماعت است جواب مرد صالح
و بزرگ را در حیات و بعد از ممات ولی گفتن بنا بر آنست که افعال و اقوال ولی از وصادر میشود و صفات
ولی بحسب ظاهر در وپیدا و مویدا و اعتقاد بهشتی بودن او بالقطع والیقین نباید کرد که مخالف عقیده اهل
سنت است زیرا که احوال باطن او و خاتمه او هیچکس را غیر از علام الغیوب معلوم نیست و همین است

معنے امساک عن الشہادتین کہ قطعاً و یقیناً شہادت بر بہشتی بودن و دوزخی نبودن کسے نباید و آرے
این قدر باید گفت کہ فلانے کار بہشتی میکرد و فلانے کار دوزخیان براے او امید نجات داریم و برای
این خوف عذاب چنانچہ در حدیث شریف در حق عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کہ ام العلاء در حق او
شہادت قطعی بہشت میداد بہمین قسم ارشاد شدہ سوال لفظ لا ادراکم فاعلین کہ در حدیث ان تومروا
علیا و لا ادراکم فاعلین وارد است بر زبان مخالفین مذکور میشود و جواب آن خوب بخاطر نمیگذرد دیگر جواب
لا ادراکم این باشد کہ مقدر نیست کہ علیؓ را بالافضل خلیفہ کنند جواب لفظ لا ادراکم فاعلین را تہ معنی است
اول آنکہ اہل کلام گفتہ اند کہ لا ادراکم تستخلفون المفضول مع وجود الافضل یعنے الشیخین فان خلافۃ المفضول
مع وجود الافضل وان جاز عند البعض لکنہ ترک الاولے فلا تقدمون علیہ دوم شراح حدیث گفتہ اند کہ لا
ادراکم تستخلفون علیا مع صغر سنہ و حداثۃ عمرہ لان ترجیح الاکبر علے الاصغر مع تساوی العلم و القرابۃ
و الہجرۃ امر معلوم لکم فی الامامۃ الصغری فتقیسون علیہ الامامۃ الکبری سوم آنچہ از حضرت شیخ خود
در وقت قرأۃ این حدیث شنیدہ ام و ہو الارجح عندی و آن آنست کہ این کلمہ اشارت است
بعدم اجتماع الامۃ مع وجود الاستحقاق الکامل زیرا کہ اہل شام فاطمۃ و طلحہ و زبیر و اصحاب جمل بر انتخاب
انتخاب مجتمع نشدند واللہ اعلم سوال چہ میفرمایند علمای دین درین معنی کہ مقابر اولیا کہ در دیار
ہندوستان است دیہات و اراضی برائے مصارف درگاہ و خرچ وارد و صادر مقرر باشد فرزندان
آن ولی اگر خواہند تقسیم کردہ بطور فرائض حصص گرفتن میتوانند یا نہ و اگر تقسیم کردن نتوانند کدام کس متعہد
و متولی آن شود و ہر چہ از نذر و نیاز ہر روزہ آمدنی درگاہ شود دران فرائض جاری میتوانند شد یا نہ
و اگر از فرزندان دختر ے و پسر ے و برادر عینی برای سجادہ نشینے کہ آنرا خلافت میگویند باہم نزاع
نمایند کدام ازینہا استحقاق دارد و دعوی سجادہ نشینی و خلافت قاضی وقت سماعت میتواند کرد
یا نہ و اگر قاضی این دعوی را سماعت ننماید چگونہ رفع نزاع آنہا کردہ شود و سجادہ نشین کدام کس
را مقرر کردہ آید جواب دیہات و اراضی کہ برای مصارف درگاہ و خرچ وارد و صادر مقرر است
فرزندان را بطور فرائض تقسیم کردن و حصہ ہا گرفتن نمیرسد بلکہ یک کس را از طرف خود متولی قرار دہند
نا موافق حاجت تقسیم نمایند آرے اگر اولاد محتاج اند و در جملہ خدام و متعلقان درگاہ داخل پس آنہا را
نیز نصیبے است بقدر حاجت و اگر بسیار تنازع فیما بین ہر شخص را وارد نہ رحاکم عادل را باید

کہ متولی این وقف یک کس را ازانہا کہ موصوف بعدالت و امانت باشد از طرف خود مقرر سازد و تذور و نیاز
ہر روزہ کہ در درگاہ مے آید بقدر حاجت و اولاد و خدام صرف باید نمود و متولی جمع و تقسیم یک کس ایں را
باید ساخت و تقسیم بر رئیس احیا از اولاد و خدام باید نمود مانند تقسیم خمس بر ذوی القربی آنہا کسانیکہ حاجت زائد
دارند یا خدمت زائد در درگاہ مے نمایند یا باعث مرجعیت خلائق میشوند ترجیح آنہا باکے ندارد و قیاساً علے
التنفیل من الخمس و سجادہ نشینے و خلافت دو معنی دارد یکے آنکہ ریاست جمع و تقسیم و عزل و نصب خدام و
تقدیم و تاخیر مصالح و ایں معنے موروث نیست بلکہ مفوض باتفاق اجماع است و اگر اتفاق نکنند مفوض بر
رائے حاکم عادل ست دوم اخذ بیعت و تلقین اذکار و اقامت جمعہ و جماعات و ترتیب حلقہ ذکر و اشغال و
ایں معنی ہم البتہ موروث نیست بلکہ موقوف بر لیاقت این کار است و در معرفت لیاقت این کار سہ طریق است
قیاساً علے الخلافۃ الکبریٰ اول آنکہ جادہ نشین سابق او را خود خلیفہ ساختہ باشد و باخذ بیعت و تلقین اذکار
او را بحضور خود مجاز و ماذون ساختہ باشد دوم اتفاق و اجماع خلفا و مریدان بزرگ و ہم پیران او بر خلافت
و سجادہ نشینے این کس سوم شوریٰ یعنے چند کس از یاران کار کردہ و اصحاب ان طریقہ باہم مشورہ نمودہ
یک کس را از اولاد و یا از خلفائے آن بزرگ بخدمت او منصوب سازند و دعوی این سجادہ نشینی و خلافت
ابتداءً قاضی استماع ننماید بلکہ اہل حل و عقد انجماعت را تقیید کند کہ از میان خود ہا یکے را کہ الیق باین کار
باشد خلیفہ سازند یا چند کس را ازانہا انتخاب نمودہ این امر را در آنہا شوریٰ سازد اما بعد از انکہ بیکے از طرق ثلثہ
شخصے برائے سجادہ نشینے و خلافت متعین شدہ باشد و شخصے دیگر با او در ین امر منازعت نماید البتہ دعوی
شخص اول را بشنود و در رفع نزاع باقامت شہود معتبر بر ثبوت سجادہ نشینی و خلافت یکے از طرق ثلثہ
سیتواند کرد و اگر شخص دوم دعوی نااہلیت شخص اول و تغیر و تبدیل سیرت محمود میکند پس تفتیش نمودہ
صدق و کذب آنرا دریافتہ اگر خواہد اول را معزول نماید و در نصب خلیفہ دیگر بہ یکے از طرق ثلثہ تمسک
شود بالجملہ درین امور وراثت جاری نیست و راثت محض در اعیان مملوکہ آن میت ست کہ در آخر جزو
حیات مالک آن بود اگر ہر دو کس دعوی تعین خلیفہ سابق میکنند یا ہر دو کس دعوی اتفاق اہل حل و عقد
یا اہل شوریٰ نمایند قاضی بطلب شہود و تزکیہ آن رفع نزاع نماید **سوال** روپ داس گسائین مواری
چند بگیہہ زمین خود را نزد باقی شاہ رہن داشتہ باقرار آنکہ منافع آن اراضی و ثمر آن اشجار بطوع خود
بلا اکراہ و اجبار بمرتہن دادہ ام و ہبہ نمودہ ام تا وقتیکہ آن مرہونہ را از مرتہن استخلاص نمایم حالا عبد

تمام دوازده سال مثلاً اینهم ام از مرتهن مسئول طلب منافع اراضی مذکور مع ثمار آن اشجار میکند در شرع
شریف چه حکم است بینوا توجروا جواب حکم اینست که آن اراضی مرهونه و اثمار مع منافع
و اشجار براین میر سد مرتهن را صحیح حق در منافع و ثمار آن نیست و هبه منافع و اشجار
غیر صحیح است زیرا که هبه معدوم است و هبة المعدوم لا تصح هذا هو مبنة لبن فی ضرع و صوف علی ظهر
و زرع و نخل فی ارض و ثمر فی نخیل کالشاع عش الی لا یجوز هذه الهبات هذا و ثمار الرهن کولده
و لبنه و صوفه و ثمره لذا هذا کذا فی شرح الوقایة موافق فهم ظاهری جواب درست نوشته اند و بلفظ هبه نظر
کرده لیکن پیش فقیر تحقیق اینست که درین صورت با موافق رواج و عادت لفظ هبه را بمعنی اباحت
یعنی پروانگی انتفاع باید فهمید پس رویداس که باقی شاه را منافع زمین مرهونه خود از محصول و ثمار و
هبه نمود معنیش اینست که پروانگی انتفاع بمحصول و ثمار آن زمین داد بدلیل آنکه قاعده فقهیه مقرره است
که العادة محکمة چنانچه در کتاب اشباه والنظائر موجود است و عرف و عادة همین است که راهن مرتهن
را اباحت منافع میکند پس محمول برهمان عادت باید داشت دوم آنکه نیز قاعدهٔ مقررهٔ فقه است که
العبرة فی العقود للمعانی دون الالفاظ و لهذا هبه بالعوض را در حکم بیع میدارند و کفالت را بشرط
برائت اصیل حوالت میدانند و حوالت را بشرط عدم برائت اصیل کفالت میگویند پس رویداس
هرگاه لفظ هبه را بمحصول ثمار متعلق ساخت و ظاهر آنست که محصول و ثمار منافع متجدده اندسال بسال
نو پیدا میشود چیزے موجود نیست که هبه آن صحیح باشد و معدوم معین هم نیست تا هبه باطل گردد مثل
شیر در پستان و صوف بر پشت گوسفند و بچه در حمل پس لابد لفظ هبه را بر اباحت حمل باید کرد چنانچه
زن حرّه بمرد سے بگوید که من نفس خود را بتو هبه کردم و بخشیدم بنکاح میشود و هبه حقیقی نمیشود کذا هذا
آمدیم برینکه هرگاه این عقد عقد اباحت شد پس حکمش آنست که تا وقتیکه رویداس این اباحت را
فسخ نکرده و ازان برنگشته باشد و از مطالبه محصول و ثمار ساکت و رزیده پس انتفاع بمحصول و ثمار
بمیان باقی شاه مباح و جائز بود و در مباح ضمان نیست باشد و اگر رویداس در اثنای دوازده سال
اباحت مذکور را فسخ میکرد او را میرسید زیرا که در عاریت و اباحت مدت لازم نمیشود و اینست آنچه بذهن
فقیر میرسد و الله اعلم روایت اباحت اینست در کتاب درمختار مینویسد اباح الراهن للمرتهن اکل الثمار
او سکنی الدار او لبن الشاة المرهونة فاکلها لم یضمن و له منعه انتهی در کتاب خزانة المفتین میگوید و

لورین شاہ و اباح للمرتہن ان یشرب لبنہا کان للمرتہن ان یشرب لبنہا ولا یکون ضمانا وعلی ہذا جمیع الثمار والزیادۃ انتہے سوال استعمال آہنگ بر قبور جائز است یا نہ جواب استعمال آہنگ ہمراہ معازف ومزامیر وآلات لہو ممنوع وحرام بر قبور یا غیر قبور وحرمت این چیزہا بعینہ معازف ومزامیر وآلات لہو در کتب حدیث وفقہ مشروح ومبسوط است فقط آواز غنا یا ہمراہ دف جائز است بر غیر قبور وبر قبور بدعت است استماع او لے ست سوال تعین وتقریر یک روز بعد سالے بنابر زیارت قبور بزرگان جائز است یا نہ جواب رفتن بر قبور بعد سالے یک روز معین کردہ سہ صورت ست اول آنکہ یک روز معین نمودہ یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر بر قبور محض بنابر زیارت واستغفار بروند ایں قدر از روی روایات ثابت است ودر تفسیر در منثور نقل نمودہ کہ ہر سر سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر مقابر مے رفتند ودعا برائے مغفرت اہل قبور مے نمودند ایں قدر ثابت ومستحب است دوم آنکہ ہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع شوند وختم کلام اللہ کنند وفاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا وخلفای راشدین نبود اگر کسے اینطور بکند باک نیست زیرا کہ درین قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء اموات را حاصل میشود سوم طور جمع شدن بر قبور اینست کہ مردمان یک روز معین نمودہ ولباسہای فاخرہ ونفیس پوشیدہ مثل روز عید شادمان شدہ بر قبرہا جمع میشوند رقص ومزامیر ودیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود برائے قبور وطواف کردن قبور مے نمایند ایں قسم حرام وممنوع است بلکہ بحد کفر میرسند وہمین است محمل این دو حدیث ولا تجعلوا قبری عیدا چنانچہ در مشکوۃ شریف موجود است واللہم لا تجعل قبری وثنا بعبد ایں ہم در مشکوۃ است سوال اقرار غلامی نسبت بہ بزرگان وخواجگان کہ نہ بزر خریدہ اند کردن جائز است یا نہ جواب لفظ غلام بدو معنی استعمال میکنند یکے بمعنے مملوک زر خرید دوم بمعنے خادم نسبت کردن بمالک بمعنی اول است ونسبت بہ بزرگان بمعنے اول دروغ است کہ بزرگان اینکس را ہرگز نہ خریدہ اند دبمعنے دوم میتوان گفت لیکن چون لفظ موہم باشد اہل اسلام را ایں قسم الفاظ استعمال کردن نشاید زیرا کہ شرک چنانچہ در عبادت وقدرت میشود ہمین قسم شرک در تسمیہ ہم میشود واین قسم نام نہادن شرک در تسمیہ است از ہیچ حتراز لازم است چنانچہ در ترجمہ قرآن مسمی بہ فتح الرحمن در تحت آیۃ فلما آتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما آتاہما فتعالی اللہ عما یشرکون مذکور ست کہ ازینجا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعیست از شرک

چنانچه اهل زمان نام غلام فلان وعبد فلان نام مے نهند والله اعلم سوال کسے گاؤ یا بز یا مرغ بنام
کدام شهید یا ولی ذبح نماید یا صرف مالیده یا شیرینج به نیت نیاز کدام بزرگ پزد وصلحا را بخوراند این هر دو را
چه حکم است وخوردن طعام نیاز ونذرانه مساکین وفقرا را جائز است واغنیا اهل تمول را چه حکم است
جواب ذبح کردن جانور بنام غیر خدا خواه پیغمبر باشد خواه ولی خواه شهید خواه غیر انسان حرام است واگر به قصد
تقرب بنام انها ذبح کرده باشد ذبیحه آن جانور هم حرام ومردار میشود وذبح کننده مرتد میشود وازین فعل منع
لازم است در تفسیر کبیر وتفسیر نیشاپوری ودیگر تفاسیر مرقوم است قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحة
وقصد بذبحه التقرب الی غیر الله صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد انتهی واگر مالیده وشیرینج بنابر فاتحه بزرگے
بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پخته بخوراند مضایقه نیست جائز است وطعام نذر الله اغنیا را خوردن
حرام است وطعام نذر الله انیست که کسے گوید اگر مریض مرا شفا شود یا مسافر من بیاید یا کار فلانی
من شود بر ذمه من انقدر طعام برای خدا خواهد بود این نذر الله است واگر فاتحه بنام بزرگے داده شد
پس اغنیا را هم خوردن ازان جائز است والله اعلم سوال بیع انسان جائز است یا نه جواب بیع
بسه طور در شرع جائز است اول آنکه جماعه از کافران مطیع بادشاه وقت نباشند واز دادن جزیه
وخراج ابا ورزند زن وبچه آنها را بندی کرده آورند مثل مرهٹه وسکهان وراجپوتان دور دست ومردم
کوهستان بیع این طور بلاشبهه وباتفاق جائز است دوم آنکه همین قسم کفار مثل کوهستانیان
ودیگر طوائف مذکوره اولاد خود را بفروشند وسود اگر خریده بیارد درین قسم اختلاف است بعضے علما
جائز داشته اند وبعضے جائز نداشته اند لیکن اصح واقوی آنست که این قسم هم جائز است چنانچه
حضرت هاجر کنیزک حضرت ابراهیم علیه السلام که بادشاه مصر از قبطیان خریده بود وبحضرت ساره
زوجه حضرت ابراهیم علیهما السلام هبه نمود از همین قبیل بوده اند سوم آنکه ازین دو قسم کنیزک پیش
کسے باشد ویا مرد اجنبی نکاح کرده بدهد هر بچه که ازان کنیزک پیدا شود ملک او میگردد فروخت و
هبه نمودن آن جائز است آری اگر باولاد خود یا برادر خود نکاح کرده بدهد یا خود متصرف شود وبچه
پیدا گردد آن بچه آزاد میشود فروختن وهبه نمودن آن جائز نیست ودو طور دیگر است که بعضے علما
جائز نوشته اند واکثر منع کرده اند یکے آنکه در وقت گرسنگی وقحط مسلمان بچه خود را بفروشد کسے
او را خریده بگیرد چنانچه در عهد حضرت یوسف علیه السلام مصریان در قحط خود را واولاد خود را بدست

حضرت یوسف علیہ السلام فروختہ بودند این قسم ملا الہ داد شارح ہدایہ جائز داشتہ اند و نقل از کتاب
محیط آوردہ اند لیکن اکثر علما راین را مسلم ندارند و گویند کہ مخصوص در زمان حضرت یوسف بود و حالا
موقوف شد دوم آنکہ ہندوان و دیگر کفار کہ در دار الاسلام باشند و مطیع بادشاہ وقت اولاد خود را
بفروشند و این قسم نزد امام شافعی جائز است و در مذہب حنفی جائز نیست مسئلہ در حالت جنابت
خوردن و اشامیدن روا است اولے آنست کہ وضو کردہ بخورد و مسئلہ پائجامہ و لنگ و ازار مرد
را از شتا لنگ پائین کردن مکروہ است مسئلہ موئیکہ بر لب مے روید اگر از لب فرو مے افتد بریدن
آن نہایت مؤکد قریب بوجوب است و اگر از لب فرو نمے افتد بالا بالا دراز میشود پس بریدن
آن واجب نیست مگر بخوف فرو افتادن زیرا کہ موئے بسیار دراز میشود فرو مے افتد و در دہان مے آید
مسئلہ بردہ حلال در شرع بر مذہب صحیح سہ قسم است اول آنکہ جماعہ از مسلمانان کہ در ملک کفار
نمے باشند بطریق تاخت در ملک کفار رفتہ اولاد آنہا را اسیر کردہ بیارند دوم آنکہ کافران حربی
اولاد خود را بفروشند و مسلمانان از آنہا خریدہ بیارند بشرطیکہ مالک آنہا بفروشد سوم آنکہ
ازین ہر دو قسم بردہ کہ بے نکاح حلال اند از غیر مالک خود دخترے یا پسرے متولد شود آن نیز
در ملک مالک در آید و او را بے نکاح حلال ست و قسم چہارم مختلف فیہ است نزد بعضے علما حلال
است و نزد اکثر علما حلال نیست و آن آنست کہ مسلمانان در وقت مخمصہ و تنگی و گرسنگی اولاد
خود را بفروشند نزد صاحب محیط موافق نقل ملا الہداد شارح ہدایہ این قسم بردہ نیز در ملک می
در آید لیکن فتوی بریں قول نیست اصح آنست کہ آن بردہ را لقصد ثواب خریدن نماید تا از عذاب
گرسنگی خلاص شود لیکن او را بردہ خود ندانند و معاملہ کنیزک و غلام با و نسازد بیع و شرا درست نیست و
بے نکاح روا نیست مسئلہ قال فی شرح العقائد و الجمع بین قولہم لا یکفر احد من اہل القبلۃ و قولہم
یکفر من قال بخلق القرآن او استحالۃ الرویۃ او سب الشیخین او لعنہما و امثال ذلک مشکل انتہے
و قال المدقق شمس الدین الخیالی فی حاشیتہ قولہ و من قواعد اہل السنۃ ان لا یکفر معنی ہذہ القاعدۃ
ان لا یکفر فی المسائل الاجتہادیۃ اذ لا نزاع فی تکفیر من انکر ضروریات الدین ثم ان ہذہ القاعدۃ
للشیخ الاشعری و بعض متابعیہ و اما البعض الآخر فلم یوافقوہم و ہم الذین کفروا المعتزلۃ و الشیعۃ
فی بعض المسائل فلا احتیاج الی الجمع لعدم اتحاد القائل انتہے و لا یخفی ان الجواب الاول

تخصیص وتقیید للکلام بلا دلیل والجواب الثانی مبنی علی اختلاف القائلین بالقولین وھو خلاف
المواقع بل القائلون بتلک القاعدۃ ھم الذین یکفرون بخلق القرآن وسب الشیخین وقدم العالم ونفی العلم
بالجزئیات الی غیر ذلک قال السید فی شرح المواقف اعلم ان عدم تکفیر اھل القبلۃ موافق لکلام الشیخ
الاشعری وللفقہاء کما مر لکنا اذا فتشنا عقائد فرق الاسلامیین وجدنا منھا ما یوجب الکفر قطعا کالعقائد
الراجعۃ الی وجود الٰہ غیر اللہ سبحانہ او الی حلولہ فی بعض اشخاص الناس او الی انکار نبوۃ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم او الی ذمہ او استخفافہ او الی استباحۃ المحرمات واسقاط الواجبات الشرعیۃ انتہی بل التحقیق
ان المراد باھل القبلۃ فی ھذہ القاعدۃ ھم الذین لا ینکرون ضروریات الدین لان من یوجہ وجھہ الی
القبلۃ فی الصلوٰۃ قال اللہ تعالی لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من
امن باللہ والیوم الآخر الخ فمن انکر ضروریات الدین لم یبق من اھل القبلۃ لان ضروریات الدین
منحصرۃ عندھم فی ثلثۃ مدلول الکتاب بشرط ان یکون نصا صریحا لا یمکن تاویلہ کتحریم الامھات
والبنات وتحریم الخمر والمیسر واثبات العلم والقدرۃ والارادۃ والکلام لہ تعالی وکون السابقین
الاولین من المھاجرین والانصار مرضیین عند اللہ تعالی وانہ لا یجوز اھانتھم والاستخفاف بھم ومدلول
السنۃ المتواترۃ لفظا او معنی سواء کان من الاعتقادیات او من العملیات وسواء کان فرضا او نفلا
کوجوب محبۃ اھل البیت من الازواج والبنات والجمعۃ والجماعۃ والاذان والعیدین والمجمع علیہ اجماعا
قطعیا کخلافۃ الصدیق والفاروق ونحو ذلک ولا شبہۃ ان من انکر امثال ھذہ الامور لم یصح ایمانہ
بالکتاب والنبیین او فی تخطئۃ الاجماع القطعی تضلیل لجمیع الامۃ فیکون انکارا لقولہ تعالی کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس وقولہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین
ولقولہ علیہ السلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وھو متواتر معنوی فلا یکون منکر ھذہ الامور من اھل القبلۃ
وقد عرف بعضھم ضروریات الدین بانھا امور یشترک فی معرفتھا المتدین بدین الاسلام وغیر المتدین بہ
وبالجملۃ قولھم لا نکفر احدا من اھل القبلۃ کلام مجمل باق علی عمومہ لکن لہ تفصیل طویل والشان فی معرفۃ
من ھو من اھل القبلۃ ومن لیس منھم فسلم لبعض الفقہاء قد بالغوا فی تکفیر من ینکر بعض المسائل الاجتھادیۃ
المشھورۃ عند قوم دون قوم کحرمۃ لبس المعصفر ونحو ذلک وھو مذھب رکیک جدا واما من فرق بین
الاصول والفروع فکفر فی احدھما دون الاخری فان اراد نفس الاعمال فنعم ومرحبا وان اراد اعتقاد

وجوبہا وسنیتہا فلا اذ لا شبہۃ فی ان من انکر وجوب الزکوۃ او وجوب الوفاء بالعہد او وجوب الصلوات
الخمس لکون الاذان مسنونا فقد کفر کما یدل علیہ قتال مانعی الزکوۃ فی صدر الاسلام نعم فی بعضہا یکون
کفرا تاویلیا لکن التاویل غیر مسموع فی امثال ہذہ الامور الجلیۃ کما لم یسمع تاویل مانعی الزکوۃ متمسکین
بقولہ تعالیٰ ان صلوتک سکن لہم وکما لم یسمع تاویل الحروریۃ فی انکار التحکیم متمسکین بقولہ تعالیٰ ان الحکم الا
واما التکفیر بخلق القرآن او انکار الرویۃ او انکار العلم بالجزئیات علی الوجہ الجزئی مع القول بثبوت
العلم علی وجہ کلی فلا ینبغی الاقدام علیہ اذ لیس مخالف ہذہ الاحکام منصوصا نصا جلیا لا فی الکتاب
ولا فی السنۃ المتواترۃ ہذا واللہ تعالیٰ اعلم فان قیل ما الدلیل علی ان المراد من اہل القبلۃ ہم المصدقون
بجمیع ضروریات الدین انتہی ودلالۃ بلفظ اہل القبلۃ قلنا الدلیل علیہ ان الکفر تقابل الایمان تقابل العدم
والملکۃ اذ الکفر عدم الایمان والمتقابلان بالعدم والملکۃ لا یکون بینہما واسطۃ بالنظر الی خصوص الموضوع
وان امکن بینہما واسطۃ بالنظر الی الواقع کالعمی والبصر فان الذی من شانہ البصر لا یخلو عن احدہما ولا
شبہۃ ان الایمان مفہومہ الشرعی المعتبر بہ فی کتب الکلام والعقائد والتفسیر والحدیث ہو تصدیق النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم مجیئہ ضرورۃ عما من شانہ ذلک لیخرج الصبی والمجنون والمحولات والکفر عدم الایمان
عما من شانہ ذلک التصدیق فمفہوم الکفر ہو عدم تصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم مجیئہ ضرورۃ
وہو بعینہ ما ذکرنا من ان من انکر واحدا من ضروریات الدین اتصف بالکفر نعم عدم التصدیق لہ مراتب اربع
فیحصل الکفر ایضا اقسام اربعۃ الاول کفر الجہل وہو تکذیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم صریحا فیما علم مجیئہ
بہ مع العلم بکونہ علیہ السلام کاذبا فی دعواہ وہذا ہو کفر ابی جہل واضرابہ والثانی کفر الجحود
والعناد وہو تکذیبہ مع العلم بکونہ صادقا فی دعواہ وہو کفر اہل الکتاب بقولہ تعالیٰ الذین آتیناہم الکتاب
یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وقولہ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا وکفر ابلیس من ہذا القبیل
والثالث کفر الشک کما کان لاکثر المنافقین والرابع کفر التاویل وہو ان یحمل کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علی غیر محملہ او علی التقیۃ ومراعاۃ المصالح ونحو ذلک ولما کان التوجہ الی القبلۃ من خواص معنی
الایمان سواء کان شاملۃ او غیر شاملۃ عبر عن الایمان باہل القبلۃ کما ورد فی الحدیث نہیت عن
قتل المصلین والمراد المومنین مع ان نص القرآن علی ان اہل القبلۃ ہم المصدقون بالنبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی جمیع ما علم مجیئہ وہو قولہ تعالیٰ وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اہلہ

منه اکبر عند الله فلیتامل سوال اخرج ابن ابی عاصم فی السنة عن حسن بن علی رض انه قال لمعاویة انت الساب لعلی اما والله لترد علیه الحوض وماری ان تردہ فتجدہ مشمر الازار عن ساق یذود عنه الحدیث جواب ترجمة الحدیث ہکذا قال لمعاویة انت الساب لعلی اما والله لترد علیه الحوض یعنے گفت امام حسن معاویہ را توئی بدگوی علی آگاہ باش قسم بخدا کہ البتہ وارد خواہی شد پیش علی بر حوض حاصل آنکہ ترا با او کار خواہد افتاد و بسوی او محتاج خواہی گشت بسبب تشنگی موقف و برای درخواست آب پیش او خواہی رفت پس ترا چہ لایق است کہ او را بدگوئی و ماری ان تردہ و من گمان نمیکنم کہ تو وارد حوض خواہی شد زیرا کہ بسبب سب او فاسق و مبتدع شدی و فاسق و مبتدع را بر حوض ورود نخواہد شد فتجدہ مشمر الازار پس خواہی یافت علی را و من چیدہ این جملہ معطوف است بر لترد علیه الحوض و تقدیر الکلام لترد علیه الحوض فتجدہ مشمر الازار یذود عنه در حالتے کہ میراند از حوض و دور میکند و منه قوله تعالے و وجد من دونهم امراتین تذودان لا یاتی المنافقون یعنے تا نیایند منافقان ذود غریبة الابل یعنے مانند راندن و دور کردن شتران بیگانہ قال الصادق المصدوق گفتہ است این سخن را راست گوئی کہ با او غیب راست گفتہ شد یعنی پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم و قد خاب من افتری و ہر آئینہ بمطلب خود میرسد کہ افترا کرد و درین حدیث تناقض لفظی و معنوی است چنانچہ در جملہ اما والله لترد علیه الحوض و در جملہ و ماری ان تردہ تناقض صریح است علاوہ اینکہ این حدیث را ابو یعلی موصلی کہ محدث معتبر است در مسند خود روایت کردہ و دران بر ایہام معاویہ کہ ذہن ازان سبقت بامیر شام میکند موجود نیست بلکہ دران روایت نام معاویہ بن حدیج واقع شدہ پس بموجب این روایت نسبت سب بامیر شام درست نخواہد بود ہمچنین الفاظی کہ خلاف قاعدہ عربیت است مثل و ماری ان نیز دران موجود نیست اکثر اشکالات ازان روایت مندفع میشود و روایت ابو یعلی اینست عن علی بن طلحة مولی بنی امیة قال حج معاویة بن ابی سفیان و حج معه معاویة بن حدیج وکان من اسب الناس لعلی قال فمر فی المدینة و حسن بن علی و نفر من اصحابه جالس فقیل لهذا معاویة بن حدیج الساب لعلی قال فاتاه رسول الحسن فقال اجب قال من قال الحسن بن علی یدعوک فاتاه فسلم علیه فقال الحسن انت معاویة بن حدیج قال نعم قال فرد ذلک علیه قال فانت الساب لعلی قال فکانه استحیی فقال له الحسن اما والله لئن وردت علیه الحوض وماراک تردہ لتجدنه مشمر الازار عن ساق یذود عنه رایات المنافقین ذود غریبة الابل قول الصادق المصدوق وقد خاب من افتری انتہے جواب سوال انچہ در دفع تعارض روایتے

قلمی فرموده اند که از اختلاف محل حکم مختلف آمده بسیار واقعی وبجاست بلکه بخاطر فقیر چنین میرسد که بدون اختلاف محل نیز تعارض نیست زیرا که وجه اعطا در هر روایت مختلف است در روایت جواز بیع و شراء بانعام موبد واقع شده سوا رکان التابید حقیقة کما اذا صرح فی المنشور بالتابید او حکما کما فی صورة السکوت و در روایت منع بیع و شراء اعطا بوجه اجاره و استحقاق مقید نموده و ظاهر است که این تقیید منافی تابید است پس اگر امام وقت زمینے را که مملوک بیت المال است باقی وجه کان بطریق انعام موبد به یکے بخشد مملوک او میشود و اگر همان زمین را بوجه اجاره و استحقاق بکسے بدهد در دست او عاریت مے شود پس رفع تعارض باختلاف وجه اعطاست اگرچه محل واحد باشد و علے هذا التقریر متصور بحسب الاحتمالات العقلیة اربع صور الاولے ان یعطی الامام ارضا مملوکة لبیت المال علے وجه التابید حقیقة او حکما والثانیة ان یعطیها علے وجه الاجارة والاستحقاق والثالثة ان یعطی الامام ارضا مملوکة لذمی او مسلم علے وجه التابید والرابعة ان یعطیها الامام علے وجه الاجارة والاستحقاق اما صورت ثالثه محض احتمال عقلی است خلاف شرع پس باقی نماند مگر سه صورت در یک صورت رقبه زمین مملوک آن کس میشود و در باقی محض حق اخذ خراج یا عشر لیکن مشکل اینست که اینهمه قواعد را برانچه در ین ملک رائج است تطبیق نمیتوان داد زیرا که زمینداران در هر جا دعوی مالکیت خود مینمایند پس زمینے که مملوک بیت المال ست درین ملک موجود نیست و همچنین زمین موات یا زمینے که بجهت عدم وارث در بیت المال داخل شده باشد یا آنرا از مال خراج خریده باشد متحقق نیست و اگر باشد تمیز نیست پس این حکم را در جاے معین جاری کردن ممکن نخواهد شد مگر بنا بر انچه حضرت شیخ جلال تهانیسری قدس الله سره در رساله خود اختیار فرموده اند که زمین هندوستان در ابتداے فتح مانند سواد عراق که در عهد حضرت فاروق رضی الله عنه مفتوح شده بود موقوف بر ملک بیت المال است و زمینداران را بیش از تولیت و زراعت و حفظ دخلے نیست چنانچه لفظ زمیندار نیز اشعاری بآن میکند و تعیر و تبدل زمینداری و عزل و نصب زمینداران و اخراج بعضے از انها و اقرار بعضے و عطاے بعضے اراضی بافغانان و بلوچان و سادات و قدوانیان بصیغه زمینداری دلالت صریحه برین میکند پس درینصورت جمیع اراضی هندوستان مملوک بیت المال گشت و بعقد مزارعت علے النصف او اقل منه در دست زمینداران پس هر قطعه که بادشاه وقت بطریق تابید حقیقی

یا حکمے بکسے بخشید ملک او شد و ہر قطعہ را کہ بروجہ او را و استحقاق باو داد در دست او عاریت گشت
آرے نظر در مناشیر ملوک قدیم باید نمود تا انچہ بروجہ تابید داده اند از قسم دیگر متمیز گردد و انچہ بروجہ
تابید داده اند پس اگر بامعافی خراج است پس خراج ہم واجب نمیشود زیرا کہ در ینصورت تملیک
رقبہ ارضی ہم شد و خراج را ہم تنخواہ کردند و اگر محض تملیک ارضی است بدون معافی خراج
پس خراج واجب میشود و در صورت اولے امام لاحق را میرسد کہ از زمین مذکورہ خراج بگیرد
بہر حال در ہر حال زمین اینجا نیز شبہ است و در وجہ اعطای پیشینیان نیز تعارض ظنون و اللہ اعلم
از بعضے معتبران مفاد یم شنیدہ شد کہ در اکثر قصبات زمینے را کہ در دست شرفا است محدود
مے نامند و آن زمین احیای است کہ باذن امام وقت آنرا احیا نموده مالک آن گشته اند و بلیش
آنکہ زمینداران آنجا در ان زمین دخلے نیست بلکہ شرفا مختار اند اگر خواہند خود آنرا بکار برند و اگر خواہند
از دیگری کاشت کنانند پس آن زمین ہا من حیث الرقبہ البتہ قابل بیع و شرا خواہد بود و خراج آنہا
موقوف بر اذن امام وقت دگر فتن تصاحیح از صدور و نظر در استحقاق و عدم استحقاق و منع از عطای
زمین معاش در مہر و غیرہ و ترجیح بعضے و اثبات بر بعضے کہ معمول بادشاہان تیموریہ است صریح دلالت
بر عدم مالکیت این قسم زمین میکند سوال چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین در ینصورت
کسے نیت کند کہ این کار من حسب الحاجت برآید گاو سید احمد کبیر یا گوسپند شیخ سدو و غیرہما
بہم و بعد انجاح حاجت گاو را ذبح بنام خدا کرد و حال آنکہ در نیت نسبت گاو بسید احمد و شیخ سدو
میکند و حدیث انما الاعمال بالنیات ناطق است و ان اللہ لا ینظر لصوركم و لكن ينظر الى
قلوبكم و نیاتکم بر معنی شاہد است و نیۃ المومن خیر من عملہ دلیل بر نیکہ نیت را دخل ضرور است پس
در صورت مذکورہ اکل گاو و غیرہ درست است یا نہ بینوا توجروا جواب از بعضے علماء گاو و غیرہ در صورت
مذکورہ حلال است و خوردن آن بموجب شرع شریف درست خصوصاً وقتیکہ ذابح غیر ناوی باشد
کما ہو المعتاد فی ذبح بقرۃ السید احمد کبیر و غیرہ لما ثبوت حلہا و اکلہا بالکتاب فقولہ تعالی فکلوا مما
ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مومنین و مالکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ و قد فصل لکم ما حرم
علیکم لانہ عام قد خصص منہ البعض و ہو المتیتۃ و الدم و لحم الخنزیر و ما اہل لغیر اللہ بہ و المنخنقۃ و
الموقوذۃ و المتردیۃ و النطیحۃ و ما اکل السبع و ما ذبح علی النصب و ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ

والعام المخصص یتناول افرادہا الباقیۃ ولو ظنا والذبیحۃ فی الصورۃ المذکورۃ لیست داخلۃ فی شیٔ من المخصصات
اما عدم دخولہا فیما سوی ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ فظاہر واما عدم دخولہا فیما قصد بہ التقرب الی
غیر اللہ فلانہ عبارۃ عن الذبیحۃ التی لم یقصد بذبحہا اکل لحمہا بل قصد بہ الدفع الی الغیر کما سیاتی وہہنا
لیست کذلک واما باسنۃ فحدیث الذبیحۃ للضیف والولیمۃ والاعراس والعقیقۃ والتجارۃ کذبیحۃ الصحایا
مثلا فانہ لاشک ان الذبیحۃ فی الصورۃ الاولی والصور المذکورۃ اہل باسم اللہ بنیۃ غیر اللہ
والفرق تحکم واما بقول الفقہاء فقول السراجیۃ والکنابی اذا ذبح باسم المسیح لایحل ولو ذبح باسم اللہ
واراد بہ المسیح علیہ السلام یحل وبابن عبارت مندفع میشود قول قاصران کہ میگویند نیت اگرچہ
در ذبح شرط نیست لیکن نیت خبیثہ وفاسدہ ذبیحہ را حرام خواہد نمود وقول الہدایۃ والثالثۃ ان
یقول مفصولا عنہ صورۃ ومعنی بان یقول قبل التسمیۃ وقبل ان یضجع الذبیحۃ اولبعدہ وہذا لاباس بہ
الی قولہ والشرط ہو الذکر الخالص المجرد لان المراد بالذکر الخالص المجرد الذکر باللسان فقط کما
یدل علیہ قولہ بان یقول قبل التسمیۃ الخ فی تفسیر قولہ صورۃ ومعنی وقول العنایۃ فی شرح قول الہدایۃ
ہذا والمامور بہ ہہنا الذکر علی الذبح والمراد بالذکر المتعدی بعلی الذکر باللسان کما تقرر واحتج
بہ المالک رح فی حرمۃ متروک التسمیۃ ناسیا فلا تدخل الذبیحۃ تحت قولہ تعالی ولاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ
علیہ ایضا واما بقول المفسرین فقول العالم العارف فی تفسیر الاحمدی ان البقرۃ المنذورۃ کما
ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ وقت الذبح وانکانوا ینذرونہا لہم انتہی والحق
المبین ما قالہ مولانا محمد مبین فی رسالتہ فی النذر ونذر شیخ سدو وامثال آن حرام است وہر وہانند
آن کہ بنام شیخ سدو ذبح میکنند اگر وقت ذبح نامش گرفتہ باشند گوشت مردار شود وخوردنش روا
نباشد قال اللہ تعالی ولاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق واگر بنام خدا بر بسم اللہ اللہ اکبر ذبح
کردہ باشند اگرچہ در دل نیت فاسد دارند ظاہرا خوردنش حلال باشد لیکن متقی ومپرہیزگار را باید
کہ نخورد والا جاہلان گمان برند کہ این نذر حلال است پس گمراہ شوند لنتہی بحروفہ لیکن کسانیکہ
اقوال آنہا مطابق افعال شان نیستند مثلا فرقہ شیعہ را کافر مطلق بالاجماع گویند وقولہ تعالی
ولاتنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم الآیۃ را پس پشت انداختہ
تزویج بنات وغیرہ از شیعہ مے نمایند ومسکن ہم دار الحرب قرار میدہند اگر ایشان را فرقہ باشند تعالی اللہ عن

ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا الآیۃ خلاف ورزیدہ درانجا اقامت میدارند وعرس بزرگان خود رجل
مثل فرض دانستہ سال بسال برمقبرہ اجتماع کردہ طعام وشیرینی درانجا برده تقسیم نمودہ مقابر را
وثنا یعبد میکنند افتار بحرمت بقرہ مذکورہ بسیار تعجب دمنے فہمند کہ حرمتی را با فتار مسلمین چہ کار
بلکہ بسبب فتوی مذکورہ فضلوا واضلوا کثیرا میشوند لان الذبیحۃ لتعظیم غیر اللہ وذاکرا مہ حرام والذابح
مرتد وامراتہ بائنۃ وقد اجمع الفقہاء فی الفرق بین الذبیحۃ لتعظیم غیر اللہ والاکرامہ وہو ما اہل بہ لغیر اللہ
وبین الذبیحۃ للہ تعالی سبحانہ انہ ان قدمہا لیاکل منہا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف وغیرہ
ولہذا حل ذبیحۃ القصاب والولیمۃ وغیرہما کما فی البزازیۃ وان لم یقدمہا لیاکل بل لید فعہا غیرہ
کانت لتعظیم غیر اللہ فیحرم ولذا حرمت الذبائح للعظام کما فی الدر المختار والبزازیۃ وقتیکہ فتوی
داد کہ ذبیحہ مذکورہ حرام است پس بتحریم حلال مصداق ضالین گردید وبموجب فتوی از ذبیحہ مذکورہ
نہ نادر خوردن نہ غیر آن پس ذابح مرتد شد ومفتی حرمت داخل مضلین گردید ونیت زاد صحت و
فساد اعمال سوی العبادات الخالصۃ سوی الاسلام مثلا در حل وحرمت اشیاء دخلے نیست
علی الخصوص در چیزیکہ مامور بہ فقط دران ذکر لسانی باشد کما فیما نحن فیہ وقد مر چہ نکاح بغیر نیت
یا بہ نیت سفاح حرام نمیشود وزنا بہ نیت ولد صالح وفراغ عبادت حلال نمیشود وشراب مثلا برای
قوت نماز وغیرہ حلال نیست والحدیث محمول علی حذف المضاف مثلا ای ثواب الاعمال او علی التخصیص کما تقرر فی الاصول والفروع
فلنرجع الیہما ان شئت جواب واعتراضات بین جواب از مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قولہ ذابح غیر نادی باشد الخ
ذابح نخواہد بود الا وکیل نادی ونائب او پس نیت موکل ومنیب در حل وحرمت تاثیر خواہد کرد
کما فی الاضحیۃ قولہ وما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ الخ تخصیص ہذا الفرد لم یثبت بالکتاب الا اذا
حمل قولہ وما اہل لغیر اللہ بہ علیہ فیکون ذکرہ تکرارا ولا بالسنۃ الا اذا حمل قولہ ملعون من ذبح لغیر اللہ
علی ہذا لکن فیہ انہ لا یدل علی حرمۃ المذبوح بل حرمۃ الذبح کما اذا ذبح شاۃ مغصوبۃ وضمن قیمتہا
قولہ فالعام المخصص یتناول افرادہ الباقیۃ ولو ظنا لکن یجری فیہ التخصیصات الاخر بالدلائل الظنیۃ مثل الاخبار
الاحاد وقیاسات المجتہدین المودیۃ الی تحریمہا فلا تفید تلاوۃ الآیۃ والتمسک بہا فی معارضۃ قیاساتہم
قولہ اما عدم دخولہا فیما سوی ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ الخ فظاہر ہذا مخدوش لان ما اہل بہ لغیر اللہ
ان حمل علی ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ فعدم دخولہا فیہ لیس بظاہر قولہ فلانہ عبارۃ عن الذبیحۃ

البتی لم یقصد بہا الخ ہذا لیس بمدلول لغوی بقولہ ما قصد بہ التقرب لغیر اللہ فلیبین وجہ دلالۃ ہذا اللفظ
علی ہذا المعنی ولا فہو مردود علی قائلہ کیف والاضحیۃ یقصد بہا التقرب الی اللہ ویقصد اکل لحمہا
ایضا فاذا اجتمع قصد التقرب وقصد الاکل فی التقرب الی اللہ منفی التقرب الی
الغیر اصلا قولہ بل قصد ہذا لا یدفع الی الغیر الخ ماذا اراد بالغیر فلیبین حتی نتکلم علیہ قولہ بنیۃ غیر اللہ
لکن لا بنیۃ التقرب بہ الی ذلک الغیر بل بنیۃ اکلہ وانتفاعہ باللحم فعلم ان منشاء اشتباہ ہذا السائل
انہ لا یفرق بین الذبح بمعنی اراقۃ الدم وبین المذبوح بمعنی اللحم والشحم فمتی کان اراقۃ الدم للتقرب
الی غیر اللہ حرمت الذبیحۃ ومتی کان اراقۃ الدم للہ والتقرب الی الغیر بالاکل والانتفاع علی
الذبیحۃ لان الذبح عبارۃ عن الاراقۃ لا عن المذبوح ای الذی یحصل بعد الذبح من اللحم والشحم
وعلی ہذا قلنا لو اشتری لحما من السوق او ذبح بقرۃ او شاۃ لاجل ان یطبخ مرقا وطعاما لیطعم الفقراء او
یجعل ثوابہا الروح فلان حلت بلا شبہۃ وعلامۃ ہذا الاراقۃ ان یعین بقرۃ خاصۃ باسم ذلک المیت
ولا یعلمہا البتۃ بل یکون عندہ کل البقر سواء بنیۃ فی ذلک ان اللحم المشتری من السوق والحاصل
بعد ذبح البقرۃ سواء فی دفاء الذمۃ قولہ والفرق محکم قد علمت وجہ الفرق فان ہناک اراقۃ الدم
باسم اللہ من غیر نیۃ التقرب الی الغیر تلک الاراقۃ بل ایصال ثواب الیہ باطعامہ للفقراء او
ایصال نفع الیہ بالاکل کما فی الولایم والاعراس وفی صورۃ النزاع الاراقۃ نفسہا عما یتقرب بہ الی
ذلک الغیر قولہ والکتابی اذا ذبح باسم المسیح لا یحل ولو ذبح باسم اللہ واراد بہ المسیح یحل ہذا عین مذہب
القائل بالحرمۃ فانہ یقول لو قال رجل بحضرۃ الناس انی نذرت ان اذبح بقرۃ للہ واراد باللہ المسیح
علی اعتقاد الحلولیۃ یحل ذبیحتہ لا خلل فی نیتہ بل ہو اخلص النیۃ للہ لکن اخطانی اعتقادہ حلول اللہ
فی السید احمد کبیر کالنصرانی یعتقد حلول اللہ فی المسیح حیث یقول ان اللہ ہو المسیح ابن مریم
فخطاہ فی المعنون دون العنوان فعنوانہ حق ومعنونہ باطل بخلاف ما لو قال انی نذرت ان اذبح
بقرۃ للسید احمد کبیر فانہ اخطا فی العنوان والمعنون معا کما لو ذبح النصرانی باسم المسیح قولہ باین عبارت
مندفع میشود قول قاصر ان ازین عبارت قول قاصر ان مندفع نمیشود زیرا کہ مراد ایشان ازینست
خبیثہ آنست کہ در عنوان متقرب الیہ خطا کند نہ آنکہ در معنون خطا کند مثلا ذبیحہ معتقدی کہ اللہ تعالی
را خالق افعال نمیداند در قضیی کہ علی را برابر خدا تجویز میکند حلال است زیرا کہ خطای اینہا در معنون است

مدد عنوان قوله قول الهداية والثالثة ان يقول مفصولا عنه صورة ومعنى هذا لا تعلق له بمحل النزاع
فانه في ذكر اللسان المجرد عن نية التقرب ولا خلاف في حله اذا سبق لسانه بذكر الغير ولم يقارن الذبح
كما سيجيئ انشاء الله تعالى فمحل النزاع ما اذا ذكر بنية التقرب الى الغير اولم يذكر ونوى التقرب الى ذلك
الغير وقد اعترف حيث قال قوله لان المراد بالذكر الخالص المجرد الذكر باللسان فقط فيه خلل ظاهر لان مراده
بالذكر الخالص المجرد وان كان الذكر باللسان لكنه اراد به الخلوص والتجرد عدم ذكر الغير لا خلوه عن النية
واما قول العناية في شرح قول الهداية فلا تعلق له بمحل النزاع اذ لا شك عاقل في ان المامور به
عند الذبح هو الذكر اللساني الخالص المجرد عن ذكر الغير نعم محل النزاع ما اذا ذكر اسم الله باللسان واراد
به التقرب الى الغير قوله واما قول المفسرين فقول العالم الخ هذا القول يعارضه اقوال الجم الغفير من
الفقهاء كما سيجيئ فكيف يجتمع بقول هذا القائل وحده مع مخالفته باقوال العلماء الكبار وعهد افقوله
حلال طيب محل اشكال اذ لا شك في وقوع الاختلاف في حل هذه الذبيحة وتعارض الادلة ومتى كان
كذلك كان محلا للشبهة ومن قاعدة الفقهاء انه اذا اشتبه الحل والحرمة غلب جانب الحرمة احتياطا
وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحلال بين والحرام بين وبينهما امور مشتبهات لا يعلمها كثير
من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرء لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام
كراع يرعى حول الحمى يوشك ان يواقعه قوله واگر بنام خدا بر بسم الله الكبر الخ درين عبارت لفظ
ظاهر دلالت بوقوع شك در حل اين ذبيحه ميكند لهذا متقى را از خوردن آن منع نموده اند واقوال
جم غفير فقهاكه فيما بعد منقول است نيز شك دلالت بر حرمت ميكند فالاخذ بها اولى اذ لا قول
للشاك قوله شيعه را كافر مطلق بالاجماع الخ اين نقل غلط است زيرا كه شيعه را بالاجماع كسے
كافر نميگويند بلكه در ايشان اختلاف است علماء ماوراء النهر از حنفيه كافر گفته اند ومصريين از حنفيه و
عراقيين از ايشان كافر نگفته اند بلكه مبتدع وضال قرار داده اند وعلماء شافعيه نيز كفر ايشان
ثابت نكرده اند بلكه مبتدع وضال گفته اند قوله تزويج بنات وغيره مے نمايند تزويج بنات وغيره
آنست كه اين شخص ولى يا مالك امر زن باشد واورا باكسے نكاح كرده دهد واگر اين شخص ولى آن زن
نيست ونه مالك امر است بلكه آن زن از اقارب اوست مثل بنت البنت است پدرش زنده باشد
يا بنت العم يا بنت الخال كه اولياء ديگر دارد وجبر وولايت اين شخص بر آن زن ولو ليائ آن

زن نمیرسد پس نسبت کردن تزویج آن زن باین شخص خطاء ظاهر است ولهذا قال قائل العرب
جوّنا جوا بنا ئنا وبنا تنا ہوہن ابناء الرجال قولہ سکن خود الخ مراد از دار الحرب کہ انان ہجرت فرض
باشد آن دار الحرب است کہ جہان از اظہار دین خود وصوم وصلوۃ جمعہ وجماعات واذان وختان سنگان
انجا را ممانعت نمایند واگر چنین نباشد بلکہ مسلمانان انجا اظہار دین خود بے وغدغہ میکنند وجمعہ و
جماعات را قایم میدارند وبیان احکام دین خود بے تکلف میکنند پس ازان دار الحرب ہجرت فرض
نیست وعلے تقدیر الوجوب فے الفور واجب نمیشود بلکہ عند وجدان الملجاء والمفر لان النبی صلے اللہ
علیہ وسلم اقام ثلثۃ عشر بمکۃ مع ان کفار مکۃ کانوا یمنعون من اظہار الدعوۃ ویضربون ویشتمون من آمن
ویمنعون من الصلوۃ فے المسجد الحرام پس حق تعالے ہرگاہ انصار را بعد از سیزدہ سال ناصر ومعین
آنجناب گردانید ومحل وسکن در بلدہ طیبہ بہم رسید ہجرت فرمودند فلا طعن فی ذلک اصلا قولہ
عرس بزرگان خود الخ این طعن مبنی است بر جہل باحوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ
مقررہ ہیچ کس فرض نمیداند آری زیارت وتبرک بقبور صالحین وامداد ایشان بامداد ثواب وتلاوت
قرآن ودعای خیر وتقسیم طعام وشیرینی امور مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعین روز عرس برای
آنست کہ آنروز مذکر انتقال ایشان میباشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ این عمل واقع شود
موجب فلاح ونجات ست وخلف را لازم است کہ سلف خود را باین نوع بر واحسان نماید چنانچہ در اتحاف
مذکور است کہ ولد صالح بدعوۃ وتلاوت قرآن واہدای ثواب را عبادت قرار دادن مبنی بر کمال بلاہت
وافراط جہل ست آرے اگر کسے سجدہ وطواف ودعا بنحو یا فلان افعل کذا افعل کذا بعمل آرد البتہ مشابہت
بعبدۂ اوثان کردہ باشد وچون چنین نیست پس چرا محل طعن باشد در در منثور سیوطی مرقوم است
اخرج ابن منذر وابن مردویہ عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی احدا کل عام فاتاہ
سلم علی قبور الشہداء وقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبے الدار واخرج ابن جریر عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبے الدار وابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما انتہی وفی التفسیر الکبیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ کان یاتی قبور الشہداء کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبے الدار وابو بکر وعمر والخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون انتہے قولہ
لان الذبیحۃ الخ ہذا بعینہ مذہب القائل بالحرمۃ قد رجع المعترض الے الحق واعترف بہ لو جری علے لسانہ
وہو لا یشعر قولہ وہو ماہل بہ لغیر اللہ الخ ہذا ایضا رجوع الے مذہب القائل بالحرمۃ وان البقرۃ المتنازعۃ

داخل فیما اہل لغیر اللہ فاحفظہ قولہ قد اجمع الفقہاء الخ لابد فی دعوی الاجماع من نقل اقوال الفقہاء والا فلا یسمع قولہ ان قدمہا لیاکل ان کان المراد من الاکل اکل الذابح فذبیحۃ القصاب بل اکثر الولایم والاعراس یخرج عنہا اذ اکل الذابح منہا غیر مقصود ولا معمول فقولہ فکان الذبح لتلد والمنفعۃ للضیف وغیرہ ہو ظاہر اذ اکل الضیف لیس اکلا للذابح فیجب علی ہذا ان یکون ذبیحۃ القصاب والولایم والاعراس محرمۃ داخلۃ فی ہذا القسم لا فی القسم الاول وان کان المراد اکل الغیر فتلزم ان تکون المذبوحات فی اجزیۃ محظورات الاحرام والنذور مقصودۃ للہ وکذا فی کفارات الجنایات منہیات محرمات ایضا فالدفع الی الغیر ان کان حلالا فکیف صارت ہذہ الذبیحۃ محرمۃ وان کان حراما فکیف یصح جعلہ مدار للحکم الشرعی اذ الحرام ساقط عن درجۃ الاعتبار قولہ ولذا حرمت الذبائح للعظام ہذا مما یقضی منہ العجب بوجہین احدہما ان السید احمد کبیر ہو داخل فی العظام ام لا فان قال بدخولہ فیہم فلم ما صارت البقرۃ المذبوحۃ من جملۃ المحرمات وقد نقل شایعا من التفسیر الاحمدی حلہا واجاب ہو ایضا فی صدر الفتوی حلہا وان لم یقل بدخولہ فیہم فما بال العظام صارت محرمۃ ذبائح منذورۃ لہم وما بال الصغار حیث حلت الذبائح المنذورۃ لہم وبالجملۃ فی ہذا الکلام خبط ظاہر وثانیہما ان البقرۃ المذبوحۃ لتعظیم السید احمد کبیر مثلا یدفعون لحمہا الی الدفافین والرقاصین ویطبخون بعضہا مرقا ولحما ویاکل منہ الذابح وغیرہ فکیف صارت محرمۃ مع ان الذابح شریک فی اکل لحمہا قولہ پس وقتیکہ فتوی داد کہ ذبیحہ الخ این کلام منقوض است بانکہ حضرت امام اعظم چون فتوی داد بحرمت سوسمار نزد شافعی بسبب تحریم حلال مصداق ضالین گردیدہ باشد وحضرت امام شافعی چون فتوی داد بحرمت طاؤس نزد حنفی مصداق ضالین شدہ باشد فما ہو جوابکم فہو جوابنا قولہ ونیت رالے قولہ در حل وحرمت اشیا دخلے نیست عجب ازین شخص کہ باوجود ادعای دانش وعلم مختصرات اصول زادر نظر نیاوردہ ومثال ضرب الیتیم نادیبا وایذا را نشنیدہ ودر کتب حنفیہ فرق را در شرب نبیند تقویا وتلہیا ندیدہ **جواب نامہ** مولوی نور محمد صاحب کہ فقیر عبد العزیز بعد از ابلاغ سلام مسنون ملتمس میدارد کہ رقیمہ کریمہ در باب استفسار از مسئلہ توحید وجودی وتوحید شہودی وانکار از تاویل وحشت ناک میان رمضان شاہ وصول عزت شمول نمود مہربان من حقیقت الامر اینست کہ صوفیہ علیہ از قدیم اشارات باین مسئلہ میفرمودند وجہے کہ محتمل تاویل بود گاہے بحکایت تاویل میتوان کرد وگاہی محمول بر سکر میتوان داشت

چنانچه آن صاحب خود از چند بزرگ نقل فرموده اند لیکن بعد از مرور طبقه سلف از صوفیه و گذشتن پانصد سال از هجرت نبویه این حضرات دو فرقه شدند بسبب کثیر اشارات را بر حقیقت تحمل نمودند و قائل شدند بانکه وجود واحد در مراتب وجوب و امکان و قدیم و حادث و مجرد و جسمانی و مومن و کافر و نجس و طاهر ظاهر است لیکن هر مظهر حکم جدا دارد و فرق در احکام مظاهر ضرور است مومن را حکم بنجات است و کافر را حکم بقتل و اسر و علی هذا القیاس در جمیع صفات متضاده چنانچه گفته اند ؎ هر مرتبه از وجود حکمی دارد گر فرق مراتب نکنی زندیقی و بهمین فرق وابسته است احکام ظاهر شریعت چه زن منکوحه حلال است و اجنبیه حرام و پدر واجب التعظیم است و کافر معاند واجب التحقیر و هر که فرق در احکام نکند و محض وحدة وجود را ملاحظه نماید خلاف شرع است و الحاد و زندقه است و همچنین وجود را که عین ذات حق است نزد ایشان با وصف ظهور در مظاهر مختلفه در مرتبه احدیت صرف پاک و منزه از نقایص و متصف بکمالات بداند و نیز بداند که نقصان مراتب کثرت باو عاید نمیشود چنانچه شعاع آفتاب با وجودیکه بر نجاسات می افتد نجس نمیشود و حقیقت کلیه انسان مثلا با وجودیکه در مسلمان و کافر و صالح و فاسق و عالم و جاهل ظهور کرده و خود نقصان نمی پذیرد و همین مذهب را اکثر حضرات صوفیه و علمای نامدار اختیار کرده اند و درین باب رسائل و کتب نوشته اند عمدهٔ اینها از قادریه شیخ اکبر محی الدین بن العربی و شیخ صدر الدین قونوی و شیخ عبد الکریم جیلی و شیخ عبد الرزاق جهجانوی و شیخ لمان پانی پتی و از کبرویه مولانا جلال الدین رومی و شمس الدین تبریزی و از سهروردیه شیخ فرید الدین عطار و از چشتیه سید محمد گیسو دراز و سید جعفر مکی و از نقشبندیه حضرت خواجه عبید الله احرار و ملا نور الدین جامی و ملا عبد الغفور لاری و حضرت خواجه باقی بالله کابلی و علی هذا القیاس شیخ عبد الرزاق کاشی و شمس الدین فغانی و قیصری و سعید الدین فرغانی و غیر ایشان گذشته اند و تصانیف اینهمه بزرگان موجود و مشهور است و جماعه دیگر آنهمه اشارات را بتاویل حکایت یا سکر حمل نموده انکار وحدة وجود کرده اند و گفته اند که وحدت وجود در بعضے اوقات بنظر سالک می آید نه آنکه در حقیقت باشد چنانچه در روشنی آفتاب همه ستارها بی نور میشوند و بنظر نمی آیند حالانکه در نفس الامر موجود و نور هم دارند لیکن در وقت نهار بسبب غلبه نور آفتاب نور آنها مضمحل میگردد همچنین است حال سالک پیش مشعل پس کسانیکه توحید صرف را پیموده اند توحید ایشان محض در شهود و در نظر است

بے انکہ در وجود باشد وہمچنین است مذہب شیخ علاء الدولہ سمنانی وجماعہ دیگر از قوم امام ومذہب امام ربانی واتباع ایشان واین حضرات ہمہ در اثبات این عقیدہ برسائل ومصنفات پرداختہ چنانچہ معلوم خاطر شریف خواہد بود پس مامردم راکہ بعد ازین اختلاف شدہ ایم جزم باحدے الطرفین نمیتوانند پس سبیل مامردم اینست کہ چنانچہ در مذاہب اربعہ حق را دائرے انگاریم ومیگوئیم مثلا مذہب حنفی صواب یحتمل الخطا است ومذہب غیر ایشان مثل شافعی ومالکی خطا یحتمل الصواب است ہمچنین درین دو مذہب توحید وجودی وتوحید شہودی نظر بیک دلیل یکطرف راجح شدہ طرف دیگر را باہم ضلال وگمراہی نباید انگاشت کہ تضلیل وتکفیر جمع کثیر از علماء ومشائخ کبار لازم مے آید آری اگر بتقلید یکطرف غلو پیدا کردہ وفرق مراتب را از نظر انداختہ پای از جادہ اعتدال بیرون نہادہ عابد را معبود حادث را قدیم وملوث را منزہ وحرام را حلال ونجس را طاہر انگارد البتہ از ملحدان وزندیقان میگردد حاصل الکلام آنکہ اختلافیکہ درمیان سنی ورافضی وخارجی است مثل آن نیست کہ موجب تضلیل وتکفیر احد الجانبین باشد بلکہ مانند اختلاف مذاہب اربعہ است آری ہر کہ از قائلان توحید وجودی پای از جادۂ اعتدال بیرون نہد نوبت بالحاد وزندقہ رساند البتہ ضال وگمراہ گردد وہمچنین قائلان از توحید شہودی پای از جادہ اعتدال بیرون نہادہ تکفیر وتضلیل جمعے کثیر از علمای صوفیہ نمایند البتہ مطعون وملام شوند اینست حال محصل درینباب اما حال میان رمضان صاحب ملاحظہ باید فرمود اگر قید شرع دارند ومردم را بنماز وروزہ وتلاوت قرآن وذکر وخوف ورجا وتقوے وصلاح دعوت میکنند پس از الحاد وزندقہ بسیار دور اند واگر معاذ اللہ قید احکام شریعت نمے نمایند ومردم را باباحت وزندقہ دعوت میکنند پس البتہ قابل تضلیل وتکفیر اند ودر کتب فقہ مینویسند کہ در مسئلہ اگر چند وجوہات باشند کہ موجب کفر اند ویک وجہ عدم کفر پس بر مفتی لازم است کہ میلان بعدم کفر بکند مگر در صورتیکہ قائل خود تصریح وجہ کفر کردہ باشد در فتاوی عالمگیری مرقوم است اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر ووجہ واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجہ الا اذا صرح بارادۃ توجب الکفر فلا ینفعہ التاویل حینئذ ثم ان کان نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فہو مسلم وان کان نیۃ الوجہ الذی یوجب التکفیر لا ینفعہ فتوی المفتی انتہے جواب نامہ حافظ مصری صاحب عنایت نامہ سامی در مقدمہ مناقشہ میان محمد رمضان صاحب ومولوی

نور محمد صاحب بابت توحید وجودی وانکار آن وصول عزت شمول نمود مهربان من قایلین
توحید وجودی اکثری از اولیاء اللہ کہ خواص اہل سنت وجماعت اند گزشتند در ہر طریقہ
چنانچہ خطے کہ برای مولوی نور محمد صاحب سابق ازین مرقوم شدہ مشتمل بر اسماء بعضے ازانہا است
پس کسے کہ قائل بتوحید وجودی باشد او را کافر گفتن واز نماز پس پشت او احتراز کردن ومناکحت
با او ننمودن وذبیحہ او نخوردن ہرگز روا نیست بلکہ آنہا را مسلمان واہل سنت باید دانست ومعاملہ
مسلمانان اہل سنت از ابتدا بسلام وجواب بسلام وجواب عطسہ وعیادۂ مریض وشہود جنازہ ودعاے
مغفرت ورحمت نمودن باید نمود آری این اعتقاد یعنے اعتقاد توحید وجودی داخل در ضروریات
عقائد اسلام نیست اگر کسے اعتقاد آن نکند وانرا اندر اسلام نقصانے نیست اما باید کہ اولیاء اللہ
را کہ قائل بتوحید وجودی گذشتہ بہ تحقیر وامانت وتکفیر وتضلیل پیش نیاید آمد واولے در حق عوام الناس
آنست کہ ازین مسئلہ نفیاً واثباتاً سکوت ورزند ومشغول بحث وتکرار این مسئلہ نشوند کہ عقل ہر کس
بفہم آن نمیرسد وموجب فساد عقیدہ میگردد ودر ابیات کتاب بلبل باغ نبی نیز مشتمل بر ہمان
الفاظ است کہ مانند آن الفاظ در مثنوی مولانا جلال الدین رومی وشیخ فرید الدین عطار وفخر الدین
عراقی ودیگر بزرگان ومانند آن فرمودہ اند اما این قسم الفاظ را نقل مجلس عوام نباید نمود کہ بسبب
کم فہمی در فتنہ نیفتند ولفظ حقیقۃ الحقایق نیز در اصطلاحات قدماے صوفیہ واقع است کہ در شرع
نیامدہ وہر فرقہ را از فرقہ ہاے اہل سنت بعضے الفاظ مصطلح شدہ کہ در شرع اطلاق آن وارد نشدہ
مثل واجب الوجود در عرف متکلمین اہل سنت وہمچنین لفظ وجود مطلق در عرف صوفیہ اہل سنت
مثل قیصری وفرغانی ومولانا جامی بسیار وارد است ودر شرع وارد نشدہ پس اطلاق این
الفاظ ہر چند بدعت است اما بدعت سیئہ نخواہد بود چہ این قدر علماے باديانت وتقوی استعمال
آن نمودہ اند وشاہ محمد رمضان صاحب کہ مردم را بنماز روزہ مشغول میسازند واز قتل
بنات وتحریم نکاح اقارب وذبی الاعمام وذبح لغیر اللہ ورسوم کفر منع مے نمایند ہمہ خیر وصلاح
است دران مانع نباید شد بلکہ در ترویج وتشہیر این احکام کوشش باید فرمود کہ احیاے سنت در
ازالہ بدعت ثواب بسیار دارد والسلام **سوال** چہ میگویند محققان احوال کتاب وسنت واجماع
امت در مسئلہ فضیلت اولاد شیخین واولاد واعمام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر چند ثابت است

تفضیل نسب بالا مول در فضل اولاد است و بر چند ظاہر است ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اکرمکم عند اللہ اتقکم در فضل نسب است بعضے کہ اولاد شیخین را بر اولاد اعمام نبی صلے اللہ علیہ وسلم افضل میدہند از اصول ثلثہ کدام دلیل برین مدعا آرند حالانکہ باجماع در لفظ ذوی القربے اولاد اعمام داخل ست و در احادیث صحیحہ وارد است در حق عباس رضی اللہ عنہ ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالے عنہ العباس منی و انا منہ و نیز وارد است در حق وی و اولاد وی ہذا عمی و صنو ابی و ہؤلاء اہل بیتی استرحم من الناس کستری ایاہم بملاقتی ہذہ و سوائے آن احادیث صحیحہ کثیرہ ناطق است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اولاد عباس بن عبد المطلب را بلفظ اہل بیت تعبیر فرمودہ وجہے گفتند قرن اول و ثانی از صحابہ و تابعین در عبد اللہ و فضل بن عباس و محمد و عبد الرحمن فرزندان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ در ہر قرن در بلاد اسلامیہ عجم سوائے ہندوستان اولاد عباس بلفظ سادات تعبیر شدہ آمدہ اند وجہ میگوید مدعیان این حدیث در مسئلہ زکوۃ و خمس کہ باجماع جمیع امت درین اصل اجماعی شرعی اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اولاد اعمام آنحضرت متحد الحکم اند اتحاد قطعی ابدی و مسئلہ فضیلت خلفای راشدین و قطعیت و غیر قطعیت و اجماعیت و غیر اجماعیت و معنی آن فضیلت و اقوال صحابہ و تابعین و علمای مجتہدین دران باب باستیعاب در کتب عقائد مذکور است آن فضیلت مذکورہ باین مدعا سازگار نیست و دلیل آن مطلب نمے تواند شد مسائل حق ماہو الواقع اصلا و اجماعا و منقادا بالقطع من الاصول الثلاثۃ من غیر رعایۃ احد الجانبین بینوا توجروا جواب تفضیل دو قسم است تفضیل انواع و اصناف بر یکدیگر و تفضیل اشخاص بر یکدیگر قسم اول فیما بین اولاد شیخین و اولاد عمم بزرگوار جاری نمیتواند شد و تفضیل اشخاص فیما بین آنہا قطعی الانتفاع است بلکہ تفضیل اشخاص غیر از چند کس مخصوص ثابت نشدہ حالا بحث از قسم اول باید نمود تفضیل باعتبار ثواب درجات آخرت موافق نصوص قطعیہ دائر بر نسب نیست بلکہ تابع بر تقوی و تورع است بموجب آیۃ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم و بموجب احادیث مشہورہ مثل الناس کلہم بنو آدم و آدم من تراب لا فضل لاحد علے احد الا بدین و التقوی و تفضیل بدین و تقوی ممکن است کہ اولاد ارذال را بر اولاد اشراف متحقق شود و لنعم ما قیل ؎ حسن بصری و بلال از حبش صہیب اندوم ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی است و تفضیلے کہ در شرع مقرر است ہمین تفضیل است و ایجاد نوع تفضیل دیگر اند کہ در بعض احکام شرعیہ اعتبار آنہا واقع شدہ

یکیے کفارت نکاح و درین معنی تمام قریش برابر اند چنانچہ در کتب فقہیہ مرقوم و مشہور است
کہ قریش کلہم اکفاء بعضہا البعض و غیر قریش کفو قریش نیستند دوم اعتبار شرف قرب انتساب
بجناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم و این معنی بنی اشیم را بر غیر آنہا ثابت است و ہمین جہت سہم
ذوی القربے از خمس برایشان صرف نمودن مقرر شدہ و زکوۃ بر ایشان حرام گشتہ اما بنو عبد المطلب
را بر غیر ایشان شرافت دیگر است کہ در حدیث وارد شدہ ما من احد لہ ید صلے احد من ولد عبد المطلب
الا انا اکافیہ بہا یوم القیمۃ در شفاعت ایشان را تقدم است بر دیگران بموجب حدیث اول من
اشفع من امتی اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش و ظاہر است کہ در قرب نسب برابر اولاد عبد المطلب
ہیچ کس نمیتواند شد اگر کسے کہ تفضیل سیدہا اولاد شیخین را بر اولاد حسنین کریمین گوید اگر این معنی مراد دارد
پس صریح البطلان است و اگر معنے دیگر دارد پس بیان کند تا محل نزاع متعین گردد و دعاے
خاص در حق اولاد حضرت عباس رض نیز وارد شدہ چنانچہ در سوال مستفتی مذکور است ظاہر است نزاع
فیہ تفضیل شیخین بموجب قول بہ تفضیل اولاد ایشان شدہ است و ہمچنی صریح البطلان است
زیرا کہ اولاد افضل لازم نیست کہ افضل باشد الا در صورت تفضیل باعتبار قرب نسب و آن درینجا از
سر مفقود است مسئلہ در مقدمہ سرود و غنا و لو مع الدف روایات حنفیہ مختلف آمدہ اما ارجح
و اقوی من حیث الدلائل و مطابقۃ الاحادیث الکثیرۃ المشہورۃ فی الکتب المعتبرۃ ہمین است
کہ سرود و غنا مجرد از مزامیر مباح است و دف از جملہ مزامیر مستثنے است زیرا کہ سماع آن
از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بطرق صحیحہ ثابت شدہ پس عالم محقق را باید کہ بر ہمین روایات
فتوی دہد و اولیاء اللہ خصوصا کبار چشتیہ سماع ہمین غنا فرمودہ اند کہ بحضور مزامیر و آلات نبود
قال الشیخ الامام ابن الہمام قید حرمۃ التغنی بما اذا کان فی اللفظ ما لا یحل کصفۃ المذکر و المراۃ
المعینۃ المحسنۃ و وصف الخمر الصریح الیہا و الدیر انیات و المجانیات و ہجا مسلم او ذمی لا اذا اراد
انشاد شعر لا یستشہا و لیتعلم فصاحۃ و بلاغتہ نعم اذا قیل ذلک علے الملاہی منع و ان کان مواعظ
و حکما لآلات تغنیہا لالذلک التغنی انتہے و قال فی المغنی شرح کنز الدقایق و اختلفوا فی التغنی
بالحجر فقال بعضہم انہ حرام مطلقا و منہم من قال لا باس بان یتغنی لیستفیہم القوافی و الفصاحۃ و منہم
من قال یجوز التغنی لدفع الوحشۃ اذا کان وحدہ و لا یکون علے سبیل اللہو و الیہ مال السرخسی

وفی البدایع والسماع فی اوقات السرور تاکید للسرور فیهیجانه مباح اذا کان ذلک السرور مباحا
کالغناء فی ایام العید وفی العرس وفی وقت قدوم الغائب ووقت الولیمة والعقیقة وعند ولادة الولد
وعند ختانه وعند حفظ القرآن انتهی **سوال** معنے آیۂ وما اهل به لغیر الله چیست ومصداق این آیة
کیست **جواب** قوله تعالی وما اهل به لغیر الله یعنے ودیگر آن جانور کہ آواز برآوردہ شد وشہرت
دادہ شد در حق آن جانور کہ لغیر الله یعنے برای غیر خدا است خواہ آن غیر بت باشد یا روحی خبیث
کہ بطریق بھوگ بنام او بدہند وخواہ جنے مسلط بر خانہ یا سرا کہ بدون دادن جانور ازایذاے
ساکنہ آنجا دست بردار نشود یا تو پ را روانہ کردن ندہد خواہ پیرے یا پیغمبرے را باین وضع
جانورے زندہ مقرر کردہ دہند اینہمہ حرام است ودر حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعون من ذبح
لغیر الله یعنے ہر کہ بذبح سہ جانور تقرب لغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیرد
یا نہ زیرا کہ چون شہرت دادکہ این جانور برائے فلان است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدہ نکرد وچہ آن
جانور منسوب بآن غیر گشت وخبثے در وپیدا شد کہ زیادہ از خبث مردار است زیرا کہ مردار بے ذکر نام خدا
جان دادہ است وجان این جانور را از آن غیر خدا قرار دادہ کشتہ اند وآن عین شرک است وہر گاہ
این خبث در وی سرایت کرد دیگر بذکر نام خدا حلال نمیشود مانند سگ وخوک کہ اگر بنام خدا مذبوح
شوند حلال نمے گردند وکنہ این مسئلہ آنست کہ جان را برائے غیر جان آفرین نثار کردن درست
نیست وماکولات ومشروبات ودیگر اموال را نیز اگرچہ از راہ تقرب لغیر الله دادن حرام وشرک است
اما ثواب آن چیز ہا را کہ فائدہ بر بندہ میشود از آن غیر ساختن جائز است زیرا کہ ایشان را میرسد کہ ثواب
عمل خود را لغیر خود بخشند چنانچہ میرسد کہ مال خود را لغیر خود بدہد وجان جانور مملوک آدمی نیست
تا او را بکسے تواند بخشید ونیز دادن مال ازین جہت مستوجب ثواب است کہ آدمیان بوے
منتفع میشوند وچون مردہ تا بعد از مفارقت ازین جہان قابل انتفاع معین مال نماندہ اند طریق
نفع رسانیدن آنہا در شرع چنین قرار یافت کہ ثواب اموال را کہ بمستحقان برسانند بانہا عائد
سازند وجان جانور اصلا قابل انتفاع نیست در زندگی پس از مردگی نیز قابل انتفاع نباشد
آرے اضحیہ از طرف مردہ کردن در حدیث صحیح آمدہ است لیکن معنیش ہمین است کہ دادن جان
برائے خدا وثوابے کہ دارد بآن مردہ بخشیدہ شود نہ آنکہ ذبح برائے مردہ کردہ آید وبعضے جہال مسلمین

درین مقام فرق نمی‌کنند و میگویند که گوشت را پخته بنام مرده ها دادن باشد جایز است و نیز نزد
کردن جانور بنام آن مرده همین قدر قصد مینماییم برای فهمانیدن ایشان یک نکته کافی است که باید
باید گفت که تمام هرگاه ذبح کردن جانور بنام خدا غیر خداوند میکنید اگر عوض آن جانور گوشت بهمان
مقدار خریده و پخته بفقرا خورانید در ذهن شما آن نذر ادا میشود یا نه اگر میشود راست میگویید که گوشت
شما از ذبح غیر اگر گوشت خورانیدن برای ثواب آن مرده نبود والا تقرب بذبح نذر کرده اید شرک
صریح لازم می آید و در لفظ این آیه که در چهار جا از قرآن مجید وارد شده تامل باید کرد که اهل به لغیر الله
فرموده اند نه اذبح باسم غیر الله پس ذبح کردن بنام خدا همراه شهرت دادن و آواز برآوردن باسم فلانی که فلانی
و نیز فلانے میکند هیچ فائده نمیکند و گوشت آن جانور حلال نمیگردد و اهل را بر ذبح حمل کردن خلاف
فقه و عرف است هرگز اهلال در لغت عرب و عرف آن دیار و آن وقت بمعنی ذبح نیامده در هیچ شعر
و هیچ عبارت بلکه اهلال در لغت عرب بمعنی بلند کردن آواز و شهرت دادن است چنانچه اهلال
هلال استهلال طفل نوتولد و اهلال بمعنی تلبیه حج و غیر ذلک مستعمل است و اگر کسے بگوید که اهلت
لغة هرگز بمعنی ذبحت لغة فهمیده نخواهد شد و نیز اگر اهل را بر ذبح حمل کرده شود پس ذبح لغیر الله مراد
خواهد شد ذبح باسم غیر الله از کجا فهمیده شود تا مدعای این مردم حاصل شود پس درین عبارت
اهلال را بمعنی ذبح گرفتن باز لغیر الله را بجای باسم غیر الله ساختن قریب بتحریف کلام الهی میرسد
در تفسیر نیشاپوری میگوید اجمع العلماء علی ان مسلما لو ذبح ذبیحة و قصد بذبحها التقرب الی غیر الله
صار مرتدا و ذبیحته ذبیحة مرتد انتهی و کافران در جاهلیت در وقت برآمدن از خانه و در راه بنام بتان
آواز میکردند و چون بمکه معظمه میرسیدند طواف خانه کعبه مے نمودند این طواف ایشان بخانه خدا
هرگز از ایشان مقبول نبوده لهذا حکم شد فلا تقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا پس در ینجا نیز چون آواز
برآورند و شهرت دادند که این جانور از فلانے است و بنام اوست و برای او میکنم و در وقت ذبح
بنام خدا ذبح کنانیدند اصلا موجب ترتب حلیت نگشت و سرش آنست که نزد عوام طریق ذبح
جانور بهر گونه که میسر است متعین است برای رسانیدن جان جانور برای هر که منظور باشد چنانچه
فاتحه و قل و درود خواندن طریق متعین است برای رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح
خواه بقصد رسانیدن ثواب بآن ارواح نمایند یا بقصد تقرب و دفع شر و چاپلوسی و تملق

آیتے ذکر نام خدا بران جانور وقتے فائدہ میدہد کہ قصد تقرب بغیر خدا از دل دور کردہ وخلاف آن شہرت وآواز دیگر دہد کہ ما ازین کار برگشتیم آدمیم برنیکہ درین سورہ لفظ بہ را بر لفظ لغیر اللہ مقدم آوردہ اند ودر سورہ مائدہ والانعام ونحل موخر وہمیں است کہ ما بالتسمل فعل مقدم برمتعلقات دیگر آرند زیرا کہ با درین مقام برای تعدیہ فعل است مانند ہمزہ وتضعیف پس حتے الامکان ملاصق فعل باشد واین موضع اول قرآن است درین موضع بر ہمان اصل خود استعمال فرمودہ اند ودر سورتہای دیگر انچہ محل انکار ومدار سرزنش است یعنی ذبح لغیر اللہ مقدم آمدہ ولہذا در باقی سورۃ ہا بجملہ فلا اثم علیہ را نیز موقوف داشتہ اند زیرا کہ در اول قرآن مسموع شدہ آمدہ است واین ہر چہار چیز کہ مذکور شد یعنے مردار وخون وگوشت خوک وجانورے کہ برای غیر خدا مقرر کردہ ذبح نمایند ازان جنس است کہ بر جمیع فرقہا در جمیع حالات حرام است وازان قبیل نیست کہ بر فرقہ حرام باشد وبرای دیگران حلال مانند مال زکوۃ وصدقات یا در حالتے حرام است ودر حالتے دیگر حلال مانند دوای کریہ سمی مضر کہ بر مجروح مزاجان حرام است وچون مزاج آنہا برودت پیدا کند حلال میشود آری بوقت ناچارگی خوردن این چیزہا باوجود حرمت معاف میگردد کما قال تعالے فمن اضطر الخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فائدہ - ابتدا بہ تسمیہ سبب برکت است در ہر کار بروایت جابر ولوزدہ حرف او سبب نجات است از لوزدہ زبانیہ بقول عبد اللہ بن مسعود وتعلیم تسمیہ سبب کتابت برائۃ از نار است معلم را وصبی را ووالدین او را بروایت ابن عباس مرفوعا برای دفع بلا چون در ورطہ واقع شود بگوید بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم از ورطہ خلاص یابد بروایت حضرت علی مرفوعا حدیث کل امر ذی بال لا یبدء فیہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم فہو اقطع بروایت صحیح از ابو ہریرہ مرفوعا آمدہ واز عطا آمدہ کہ ہنگام بانگ کردن خران در شب بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بگویند ذبیر بسم اللہ مہر است بر امتعہ واللبدہ ودیگر اشیای نفیسہ تا جنیان او را استعمال نکنند وخواستہ او را چہار ہزار نیکی وچہار ہزار مرتبہ حاصل شود وچہار ہزار گناہ دور میشود وبروایت دیلمی است وبیہقی در شعب الایمان از حضرت علی کرم اللہ وجہہ آوردہ کہ تنوف رجل فی بسم اللہ الرحمن الرحیم فغفر لہ وبروایت ابن عباس رض مرفوعا آمدہ کہ با بسم اللہ اندباید کرد تا کہ بشوشہ ہای سین در نوشتن مشتبہ نشود ودیلمی آوردہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

معاویہ راکہ کاتب آنجناب بودند فرمودند کہ یا معاویہ ائق دواتہ وحرف القلم وانصب البار وفرق السین ولا تعور المیم وحسن اللہ وقد الرحمن وجود الرحیم وابوداود ودر کتابے آوردہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گرفتند بر پارہ کاغذ کہ در زمین افتادہ بود نوجوان راکہ ہمراہ بود فرمودند لعن من فعل ہذا بسم اللہ را نہ نہید مگر در مقام مناسب یعنے مقام با احترام وخطیب از انس آوردہ مرفوعا کہ ہر کہ کاغذے را از زمین بردارد وکہ در و بسم اللہ باشد نوشتہ میشود نزد خدا از صدیقین ووالدین او تخفیف کردہ میشود اگرچہ کافر باشند خواص الحمد للہ الحمد لہ راس الشکر ودر قصہ رونا قہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شکر را ہمین کلمہ ادا فرمودند کما رواہ الطبرانی عن النواس بن سمعان وباز خواص این کلمہ آنست کہ قایم مقام دعا است چنانچہ در ترمذی وغیرہ از جابر بن عبد اللہ واقع است کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ ونیز خواص این کلمہ آنست کہ پر میکند میزان را ونیز در حدیث وارد است کہ التوحید ثمن الجنۃ والحمد ثمن کل نعمۃ ونیز وارد شدہ کہ کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بحمد اللہ فہو اقطع ونیز از حضرت علی رض منقول است کہ ہر کہ نزد یک عطسہ بگوید الحمد للہ رب العالمین علے کل حال ناکان اورا درد دندان ودرد گوش نشود ونیز مرفوعا آمدہ از واثلۃ بن الاسقع کہ ہر کہ مبادرت کند وقت عطسہ بہ الحمد للہ موجب شفا از دوار وامراض بطن است ودر حق او ودر فرستادن شکر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نذر کردہ بود تم کلا شکرن اللہ حق شکرہ وہمین کلمہ اکتفا فرمودند

رسالہ معاد جسمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ الذی خلق الانسان من طین وجعل نسلہ من سلالۃ من ماء مہین ثم سواہ ونفخ فیہ من روحہ فاذا ہو خصیم مبین ولذلک خلقہم وتمت کلمۃ ربک لاملان جہنم من الجنۃ والناس اجمعین نحمدہ علے السراء والضراء ونشکرہ فی الشدۃ والرخاء ونصلی علے نبینا سید الانبیاء وآلہ الاولیاء واصحابہ الاتقیاء اما بعد فقد کثر التشاجر فی المعاد الروحانی والجسمانی وزعم کل ما خالج نفسہ واتخذوا ما ثبت بالنص الصادق وراء ہم ظہریا بل ظنوہ بمساعدۃ عقولہم المشوبۃ بالوہم امرا فریا وحسبوہ محجوبا عن العقول وشیئا عنہا خنسا ولعمری انہ عندی من الامور الظاہرۃ تاب بالدلائل

العقلیۃ المباشرۃ ولست اعنی بالعقلیۃ قواعد وضعہا قوم علی حسب عقولہم کیف ورب دقیقۃ
لم تظہر علی فحولہم بل اریدبہا ما کان مطابقا لنفس الامر باعتبار العقل وبالجملۃ فبسط الکلام موقوف
علی تمہید اصول بسطہا سیدی الوالد فی کتبہ فمن شاء تفصیل تلک الاصول فلیرجع الی تصانیف
المولوۃ نور اللہ صدقا اصل حقیقۃ النفس الانسانیۃ عندنا انہا برزۃ للنفس الکلیۃ مدبرۃ للنسمۃ والنسمۃ
حالۃ فی البدن مدبرۃ لہ حاملۃ للقوی اصل الفصل القریب للانسان ہو النفس المعتمد علی الصورۃ
الحیوانیۃ الذی من شانہ اتساع القوی الثلث القلب والعقل والنفس وتحصل الانسان انما ہو
بالنفس الحاملۃ بہذہ القوی والبواقی کالشرائط لوجوہ الابتدائی اصل الاصل الذی بہ زید زید وعمر وعمرو
عند التحقیق لیس ہی الشخصات بل نحو البرزۃ الذی بہ صارت ہذہ البرزۃ نفس زید وتلک نفس
عمرو ومن ہہنا یتضح ان الحرکۃ فی الکم موضوعہا شخص الانسان المتقوم من نفس حقیقۃ واحدۃ مع
مادۃ ما مبہمۃ وانما المادۃ شرط التقومہا وتحصلہا وظہور احکامہا نحو البرزۃ باقیۃ والامثال متجددۃ
فتامل جدا فانہ دقیق وبالتامل حقیق اصل معنی الموت انفکاک النسمۃ عن البدن لا انفکاک
النفس عن النسمۃ فاحفظ اصل لما کان من خاصیۃ ہذہ البرزۃ ان تحل فی النسمۃ لا یمکن ان تصیر
مجردۃ مختصۃ ولکن تتقوم بالنسمۃ فقط وتکون کالانسان الذی قطعت یداہ ورجلاہ دون الاعضاء
الرئیسۃ التی ہی معنی صورۃ الانسان اصل کم من شئ تقتضیہ الحکمۃ الالہیۃ فی العالم
کاستحالۃ الخلاء فان الانسان اذا مص القارورۃ فالہواء یخرج منہ حتی اذا لم یبق للتخلخل مساغ
ویکون التخلخل الزاید علیہ غیر مناسب لحقیقۃ الہواء فحینئذ یحصل القعر القارورۃ وکذا الکلام فی النفخ
فی القارورۃ حتی اذا لم یبق للتکاثف مدفی حکم الطبیعۃ الہوائیۃ فحینئذ انفقارت القارورۃ والتفطن
من ہہنا ان الامراض وان حلت النسمۃ فانہا لا تصل الی البنیۃ حالۃ لا یمکن للنفس ان تتعلق
بہا فاذا تحللت بحیث لم یمکن لولد النسمۃ مات الانسان والاصیل تحلل الی حد یمنع تعلق
النفس بہا ان قلت الحیوان الارضی لا یتعلق النسمۃ بدنہ حتی یکون لہ غشاء فہل ہناک اغشیۃ
قلت لا ادری اکثر من ان کل ما یجب فی الطبیعۃ الکلیۃ ان یکون فی حفظ ہذہ البنیۃ فانہ لا بد
ان یکون من حکم الطبیعۃ لکثیر من النظائر اصل تکون النسمۃ بعد الموت حافظۃ للذی وہذا
کما قال الشیخان ابو علی وابو نصر ان النفس تتعلق بجسم ہوائی حتی یصح بہا التخیل والتوہم فکذلک

القوة التي هي قوة الحس المشترك في النفس وتحصل لها العلوم السمعية والبصرية بمنزلة الحدس في النتيجة وبمنزلة الادراك الحادثة من مشاهدة القرائن اعمل ما دامت النفس في عالم البرزخ فانها تعذب وتنعم بوجوه بادراك عقلي ووهمي وخيالي وبانتشار صور واشكال تحدث بها تخييل اشباح المعاني كما يحدث في المنام وبالهام ملائكة ثم جمعت غريزتها على انعامها او ايلامها تتولد من غريزتها ومن تخييل النفس تلك الاشباح حقيقة عجيبة تسمى بفتح روضة من رياض الجنة او حفرة من حفرات النيران اعمل اذا اراد الله تعالى بعد اماتة اهل العالم وحدوث القيامة ان يحشر الناس لاسباب خفية لا تكاد تضبط سيما في هذا المختصر فانه يفيض على الارواح فيضا جمليا من قبيل مثال نوع الانسان وحدوث هيئة في العالم تفيض قوة في الارواح وكمالها فحينئذ يعود الى الارواح صحتها وتذهب السيئات عنها فيقتضي تمام احيائها فحينئذ يخرج احيائها بمنزلة شجرة قطعت حتى لم يبق منها الا الدوحة ثم جاء مطر وهواء مناسب فنبتت من الدوحة الاغصان والازهار والاوراق على الوجه الطبيعي فان كان هناك بدن ارضي لنوع مناسبة بالنفس الناطقة والنسمة الهوائية يكون هو مطيها ومتعلقها والا انشأ لها باريها بدنا مناسبا لها اعمل اذا حشروا قوي في هذه الاجسام حكم المثال وشبه المثل الانسانية وغلب حكم النوع فينشأ المحاسبات والمناقشات اعمل السر في انواع التعذيبات والتنعيمات اقتضاء النفس كما لها من كل جهة من القوى الجسمانية والروحانية فتبع كل قوة ما تلتذ به فيقتضي اليه بكل ما تلتذ به كل قوة والله اعلم

مسئلة تفضيل در رياض النضرة در احوال علي ابن ابي طالب رضي الله عنه در فصل سابع كه در فضيلت است ميگويد وقد اجمع اهل السنة من السلف والخلف من اهل الفقه والاثر ان عليا افضل الناس بعد عثمان وهذا مما لم يختلف فيه وانما اختلفوا في علي وعثمان واختلف بعض السلف في علي وابي بكر ذكره ابو عمرو بن عبد البر في كتاب الصحابة قال ابو القاسم عبد الرحمن بن النجاب السعدي في كتابه الموسوم بالحجة لسلف هذه الامة في تسميتهم الصديق بخليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم في ذلك اجمعوا غلط غلطا ظاهرا فمن تامله يعني الخلاف في تفضيل علي على ابي بكر رض وذلك انه ذكر في كتابه تعريضا لا تصريحا انه كان من جملة من يعتقد ذلك ابو سعيد وابو سعيد ممن روى عن علي ان ابا بكر خير الامة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فكيف يعتقد في علي انه خير من ابي بكر وقد روى عن علي ذلك واذا تقرر ان اهل السنة اجمعوا على ذلك علم ان ابن عمر لم يرد باحاديثه المتقدم ذكرها في باب الثلاثة

نفی الفضیلۃ علی بعد عثمان ویدل علی ذلک انہ قد جاء فی بعض طرق حدیثہ فقال رجل لابن عمر یا اباعبد الرحمن فعلی قال ابن عمر علی من اہل البیت لایقاس بہم علی مع رسول اللہ فی درجتہ التی اعزہ اللہ عزوجل بقول والذین امنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم فاطمۃ مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی درجتہ وعلی مع فاطمۃ علیہا السلام اخرجہ علی ابن نعیم المصری انتہے موضع الحاجۃ منہ واز ین عبارت صریح مستفاد میشود کہ کلام ابن عمر در مقام روایت بر کسیکہ از کلام او نفی تفضیل علی بعد از عثمان فہمیدہ بود پس حاصل ابن عمر آنست کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ ابن سہ را تفضیل بترتیب میدادند وآئندہ سکوت میکردند وحقیقت بعد از عثمان علی افضل است از جمیع من عداہ زیرا کہ او از اہل بیت است واہل بیت را بصحابہ قیاس نتوان کرد در قدری کہ منص تفضیل غیر او بر او معلوم شد قائل باید شد بر دیگران او را افضل باید دانست وتبا مسائل کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ ازان بحث نکردہ اند این مسئلہ ہم ازان قبیل است ولفظ احد بعد از لایقاس بہم در ریاض النضرہ موجود نیست تا جای تمسک تواند شد وآنچہ صاحب رسالہ نوشتہ است کہ ارشدنا الی منع عظیم متوجہ علی جمیع الادلۃ المتمسکۃ بہا علی افضلیۃ الثلاثۃ پس مبنی بر دو چیز است یکے آنکہ لفظ احد در ینجا موجود باشد حالانکہ موجود نیست دوم آنکہ الفاظ حدیث ابن عمر مروی اصحاب دیگر آن باشد واین امر نیز خلاف واقع است بلکہ اصح الفاظ او آنست کہ بخاری روایت میکند عن یحیی بن سعید عن نافع عن ابن عمر رض قال کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان ودر ترمذی ہر دو لفظ واقع اند در ینجا آن منع متوجہ نمیشود ونیز این قدر گفت وشنیدہم در روایت ابن عمر است فقط جمیع ادلہ متمسکہ بہا درین باب ہرگز قبول این منع نمیکنند زیرا کہ دران ادلہ الفاظ ناصہ بر عموم امت وارد شدہ اند واصرح این الفاظ در روایت حضرت مرتضے علی است عن عبد خیر قال سمعت علیا رض علی المنبر حمد اللہ واثنے علیہ وقال الا انبئکم بخیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا خیرہم ابو بکر وخیرہم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیتہ اخرجہ خیثمۃ بن سلیمان واخرجہ ابن السمان عن ابی موسے وفی روایۃ ثم سکت بعد ذکر فرانا انہ یعنے نفسہ اخرجہ خیثمۃ بن سلیمان ایضا وعن ابی جحیفۃ قال قال علی الا انبئکم بافضل ہذہ الامۃ ابو بکر ثم عمر ثم رجل اخر وعن علی رضی اللہ عنہ قال لما مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حسبنا عرفنا

ان افضلنا بعده ابوبکر ثم مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتے علمنا ان افضلنا بعدہ ثم عمر ثم مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ حتے عرفنا ان افضلنا بعد عمر رجل آخر ولم یسمہ اخرجہ الحافظ الضیاء کذا فی ریاض النضرۃ وفی ریاض النضرۃ فی روایات حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا نقول ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ محمد بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رواہ ابوداؤد والحافظ فی الموافقات وعنہ قال اجمع المہاجرون والانصار علے ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم اجمعین الآن وعنہ قال کنا نتحدث فی حیوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ اوفرما کانوا ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان فیبلغ ذلک النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ خرجہا نعیم بن سلیمان والحاکم بالجملہ توجہ این مشع بر یک روایت عبداللہ بن عمر تمسک روایت مرجوح است واکثر روایات او بلفظ دیگر وارد انچہ فائدہ میکند روایات صحابہ دیگر را علے الخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ راچہ جواب خواہد بود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من اللطائف التی قلما ظفر حبلی لحفظ مذہبہ ما اخرعتہ المتاخرون لحفظ مذہب ابی حنیفۃ وہی عدۃ قواعد یردون بہا جمیع ما یحتج بہ علیہم من الاحادیث الصحیحۃ القاعدۃ الاولے الخاص مبین فلا یلحقہ البیان ردوا بہا فرضیۃ قراءۃ الفاتحۃ فی الصلوۃ وفرضیۃ الاطمینان وغیر ذلک قالوا لفظ اسجدوا واقرأوا خاص مبین فلو لحقہا البیان لکان الخاص یلحقہ البیان والقاعدۃ الثانیۃ الزیادۃ علی الکتاب نسخ فلا یکون الا بآیۃ ناسخۃ او حدیث مشہور ناسخ الثالثۃ المرسل کالمسند الرابعۃ لا ترجیح بکثرۃ الرواۃ وانما ہو بفقہ الراوی الخامسۃ لا یقبل الجرح حتے یکون مفسرا وذلک لان الجرح والتعدیل انما ہما فی الاکثر اجمالیان السادسۃ قول ابن الہمام فی بعض کتبہ ما صححہ البخاری ومسلم ونظرا ہما لا یجب علینا قبولہ کیف وکم من راو یختلف فیہ الناس باجتہادہم فمن جارح ومعدل فعسی ان یکون الذی عدلوہ مجروحا عندنا ممن ذلک ما ضعفوہ او ضعوہ لا یجب علینا ان نقول بہ کیف وعسے ان یکون الذی جرحوہ عدلا موثوقا بہ فاذن لا اعتماد لنا الا علے ما ذکرہ اصحابنا السابعۃ قال بعض اصحاب الفتاوی اذا کان فی المسئلۃ قول لابی حنیفۃ وصاحبیہ وحدیث یخالفہ فان صح الحدیث وجب اتباعہ دون قولہم دون الحدیث لا نظن بابی حنیفۃ وصاحبیہ انہم عارضوا الحدیث مع صحتہ وصحۃ الاستنباط منہ ولا نظن بہم انہم لم یبلغہم الحدیث لتقرب زمانہم وسعۃ علمہم الثامنۃ کل حدیث لم یردہ الا من لیس فقیہا فان اسند فیہ باب الرای لا یجب قبولہ

التاسعة العام قطعی کالخاص فلا یخصص عام بخاص حتی یکون قطعیا فیکون تخصیصه نسخا الا اذا کان العام قد خص منه بعضه عن عثمان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من مات وهو یعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة رواه مسلم هذا الحدیث ظاهر فی ان الایمان هو التصدیق فقط کما هو مذهب ابی حنیفة ۴ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الوضوء من کل دم سائل رواه الدارقطنی واستدلت الحنفیة بهذا الحدیث علی انتقاض الوضوء بخروج النجس من غیر السبیلین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولکن شرقوا او غربوا متفق علیه این حدیث نیز موافق مذهب ابوحنیفه است ۵ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقبل بعض ازواجه ثم یصلی ولا یتوضا رواه الترمذی قال ابوحنیفة مس النساء لا یبطل الوضوء بدلیل هذا الحدیث سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن مس الرجل ذکره بعد ما یتوضا قال وهل هو الا بضعة منک رواه النسائی والترمذی وابوداود وهذا الحدیث دلیل لابی حنیفه برآنکه مس ذکر ناقض وضو نیست قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر رواه الترمذی این حدیث بظاهر تائید میکند بمذهب ابوحنیفه رض قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الامام ضامن والمؤذن مؤتمن اللهم ارشد الائمة واغفر للمؤذنین رواه احمد وابوداود والترمذی این حدیث نیز بظاهر تائید میکند بمذهب ابوحنیفه برآنکه نماز مقتدی موقوف است بر نماز امام ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی المغرب بسورة الاعراف فی رکعتین رواه النسائی این حدیث دلالت میکند که وقت مغرب بسیار تنگ نیست موافق مذهب ابوحنیفه رض قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا رواه ابوداود والنسائی این حدیث تائید میکند مذهب ابوحنیفه نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یعتمد الرجل علی یدیه اذا نهض فی الصلوة رواه ابوداود وهذا الحدیث دلیل لمذهب ابی حنیفة ۶ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان منکم مصلیا بعد الجمعة فلیصل اربعا رواه مسلم ازین حدیث معلوم میشود که سنت بعد جمعه چهار رکعت است کما هو مذهب ابی حنیفة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من نام عن وتره فلیصل اذا اصبح رواه الترمذی احتج ابوحنیفة بهذا الحدیث علی وجوب الوتر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا حدث احدکم وقد جلس فی آخر صلوته قبل ان یسلم فقد جازت صلوته رواه الترمذی هذا مذهب

ابی حنیفۃ لان التسلیم عندہ لیس بفرض عن علقمۃ قال قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فصلے ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیر الافتتاح رواہ الترمذی والنسائی انحدیث مؤید است مذہب امام ابوحنیفہ را در نیکہ رفع یدین نیست در ہیچ تکبیرے مگر در تکبیر افتتاح آن النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر رضہ کانوا یفتتحون الصلوۃ بالحمد للہ رب العالمین رواہ مسلم این حدیث تائید میکند حنفیہ را کہ بسملہ از فاتحہ نیست قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صلے صلوۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ثلثا غیر تام رواہ الترمذی این حدیث نیز تائید میکند بمذہب ابی حنیفۃ زیرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بخواندن فاتحہ را خداج فرمودہ وخداج بمعنی ناقص است پس معلوم شد کہ خواندن سورہ فاتحہ فرض نیست زیرا کہ اگر فرض بودے لفظ دیگر میفرمودند مثل فساد یا عدم جواز پس معلوم شد کہ خواندن سورہ فاتحہ در صلوۃ واجب است نہ فرض زیرا کہ نکردن فرض موجب نقصان صلوۃ نیست بلکہ موجب عدم جواز است عن ابی ہریرۃ انہ کان یقول من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ ومن فاتتہ ام القرآن فقد فاتہ خیر کثیر رواہ مالک فیہ دلیل ہر علے ان الفاتحۃ لیست بفرض کما ہو مذہب ابی حنیفۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقرأ بام القرآن فصاعدا رواہ مسلم این حدیث نیز بظاہر تائید میکند مذہب ابی حنیفہ را زیرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند لا صلوۃ اگر ازین مراد نفی اصل است لفظ فصاعدا درست نمیشود زیرا کہ بفرضیت خواندن زیادہ از سورہ فاتحہ کسے قائل نیست بالاجماع پس لازم آمد کہ مراد از نفی نفی کمال است قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من افطر فی تطوعہ فلیقضہ رواہ احمد ہذا دلیل علے مذہب ابی حنیفۃ بان النفل یلزم بالشروع ۔

رسالہ غنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما غنا پس کلام خدا و احادیث سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا حجت آن ناطق است قال اللہ تعالے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ در معالم از عبد اللہ بن مسعود وابن عباس وحسن وعکرمہ وسعید بن جبیر رضی اللہ عنہم نقل کردہ کہ لہو الحدیث غناء ومزامیر ومعازف است ودر مدارک گفتہ کہ ابن عباس وابن مسعود قسم میخورند کہ لہو الحدیث غناء است

و در روح المعانی گفتہ کہ لہو الحدیث غنا و مزامیر است و در کشاف ذکر کردہ کہ لہو الحدیث مانند غنا و تعلیم موسیقیات است و در مغنی گفتہ کہ لہو الحدیث غنا است و آن حرام است باین نص مستحل آن کافر است و در تفسیر تعلیمی آوردہ کہ لہو الحدیث غنا و ضرب بر بط و دف و تار و طنبور است و آنہمہ باین نص حرام اند من استحلہ فقد کفر و وجہ دلالت این کریمہ بر حرمت آنست کہ حق تعالے غنا را لہو الحدیث مسمے ساخت و تعبیر از مسمے باین لفظ پرداخت و لہو غیر از اقسام ثلثہ بمقتضاے احادیث و قرآن حرام است قال اللہ تعالے علے سبیل التوبیخ افحسبتم انما خلقناکم عبثا ای عابثین لاعبین لاہین قال علیہ السلام کل شی یلہو بہ الرجل باطل الا رمیہ بقوسہ و تادیبہ فرسہ و ملاعبتہ امراتہ و انہن من الحق رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و الدارمی و آنچہ جمعے از اباحیہ میگویند کہ کریمہ بر حرمت غنا مطلقا دلالت نمیکند زیرا کہ مدلول کریمہ حرمت است وقتیکہ بطریق لہو بود و اگر نہ چنین باشد حرام نیست باطل است زیرا کہ لہو الحدیث ہر گاہ بہ غنا مفسر شدہ غنا لہو حدیث باشد چہ تقیید مفسر بہ مفسر معنے ندارد و ہمچنین آنچہ آن جماعہ از ظاہر کریمہ تقیید فہمیدہ میگویند کہ غنا مطلقا حرام نیست بلکہ وقتیکہ مودی باضلال باشد باطل ست زیرا کہ چون بودن غنا لہو الحدیث متحقق شد حرمت آن ثابت گشت و تقیید باضلال کہ منشا این وہم و خیال است از قبیل تقییدی است کہ در بین اتحاد وارد شدہ و ملحد فی الحرم و ان تزنی حلیلۃ جارک آنکہ الحاد مطلق و زنا مطلق حرام است اما الحاد در حرم و زنا بزن ہمسایہ شنیع تر است و در کریمہ نہایت تشنیع بر مذہب آنجماعت است کہ لہو الحدیث را کہ فی نفسہ حرام است برائے تضلیل اختیار نمودہ اند پس بر اباحت اصل غنا دلالت نکند و فی الفتاوی العالمگیریۃ عن جواہر الفتاوی قال السماع و القول و الرقص الذی یعلہ الصوفیۃ فی زماننا حرام لایجوز القصد الیہ و الجلوس علیہ و ہو الغناء و المزامیر سوا ابن ابی الدنیا و بیہقی از شعبی روایت کردہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود لعن اللہ المغنی و المغنی لہ طبرانی و خطیب بغدادی روایت نمودہ اند کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہی کرد از غنا و استماع آن در سنن الہدی از ابن عمر آوردہ گفت نہی النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن الغناء و الاستماع الی الغنی و در مغنی آوردہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمود الغنا ینبت النفاق کما ینبت الماء البقل در احیاء العلوم از معاذ بن جبل روایت کردہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود اذہب الاسلام اللہو و الباطل

والغنا طبرانی از ابن امیر المومنین عمر رض روایت نموده که رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمود الغنا ینبت
وغنا حرام بیہقی در شعب الایمان از جابر آورده که آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود الغنا ینبت
النفاق کما ینبت الماء الزرع فی الحقایق مجرد الغنا والاستماع الیہ معصیۃ وفی المضمرات
من اباح الغنا یکون فاسقا وفی الاختیار انہ کبیرۃ فی جمیع الادیان وفی المحیط التغنی والتمطیق
واستماعہما کل ذلک حرام ومستحلہا کافر وفی اختیار الفتاوی ویکرہ التربیع بقراءۃ القرآن والاستماع
الیہ لانہ یشبہ فعل الفسقۃ قال فسقہم وہو التغنی وفی الفتاوی البیہقی التغنی واستماعہ وضرب الدف
وجمیع انواع الملاہی حرام ومستحلہا کافر ہدی اللہ تعالے الزنادقۃ الذین ابتلوہ خیف علیہم
الکفر وفی جامع الفتاوی استماع اللاہی والجلوس علیہا وضرب المزامیر والرقص کلہا حرام
ومستحلہا کافر وفی الحمادیۃ من النافع اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان وفی النہایۃ التغنی
والطنبور والبربط والدف وما یشبہ ذلک کل ذلک حرام ومعصیۃ بقولہ تعالے ومن الناس من
یشتری لہو الحدیث وفی التاتارخانیۃ من الینبوعی سئل الحلوائی عمن سموا انفسہم بالصوفیۃ فاتخذوا
ثوب لبس واشتغلوا باللہو والرقص وادعوا انفسہم منزلۃ فقال افتروا علے اللہ کذبا وسئل الکانوا
زائغین من الطریق المستقیم بل ینفون من البلاد لقطع فتنہم عن العامۃ فقال اماطۃ الاذی ابلغ فی الشیم
واشمل فی الدیانۃ وتمیز الخبیث من الطیب ازکے واولے وہذہ الروایات کلہا منقولۃ عن رسالۃ
الفہا العالم المتورع الکامل الشیخ محمد فرخ السرہندی فی ہذا الباب الاروایۃ المعدن والہدایۃ فانہا
نقلت من عین الکتاب وقال الشیخ فیہا ان سبعا وسبعین نفرا من الفقہاء افتوا علے تحریم الغنا
وبین اسماہم علے التفصیل وترکت ہنا مخافۃ التطویل۔

رسالہ بیع کنیزان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کنیزان وغلامان باعتبار ملک دو قسم اند اول انکہ جماعۃ مسلمانان از دار الاسلام
در دار الحرب رفتہ بقہر وغلبہ کفار حربیان را خواہ مرد باشد خواہ زن خواہ صغیر خواہ کبیر گرفتہ بندی کردہ
در دار الاسلام بیارند یا کفار حربیان یک ملک کفار حربیان ملک دیگر را ہمین قسم غلبہ نمودہ بیارند
وبین ہر دو قسم بندی کنندگان خواہ مسلمان باشند یا کافران مالک این کنیزان وغلامان

میشوند بیع و رہن و ہبہ و وطی بے نکاح و جمیع تصرفات مملوکانہ با اینہا جائز است الکفار اذا سبی بعضہم بعضا فاخذوا اموالہم او بعیر انذ الیہم او غلبوا علی اموالنا واحرزوہا بدارہم ملکوہ و نملک بالغلبۃ حرہم و ہو ملکہم۔ شرح وقایہ آوا سبے کافر کافرا از دار الحرب و اخذ مالہ ملکہ لاستیلائہ علی مال مباح و ملکنا ما نجد من ذلک الشی للکافران غلبنا علیہم اعتبارا بسایر املاکہم۔ در مختار دوم آنکہ کفار حربیان اولاد خود را یا قریبان خود را بفروشند و مسلمانان خریدہ بیارند در ملک خود یعنے در جائیکہ اقامت دارند خواہ دار الاسلام باشد یا دار الحرب درین قسم اختلاف روایات است کہ این کنیزان شرعاً کنیزان میشوند یا نہ اصح و اقوی باعتبار دلیل ہمین است کہ این قسم ہم کنیزکان میشوند بیع و ہبہ و رہن و وطی بے نکاح جائز است چنانچہ از روایات واضح میشود بعضے درین قسم ہمچنین شرط کردہ کہ کفار حربیان کہ اولاد یا قریبان خود را بے فروشند حکم و رواج آن در بینہا ہم باشد و بعضے این شرط نکردہ اند غرض کہ این شرط اگر متحقق شود فبہا والا در رقیت آنہا حکم و رواج آنہا را اعتبار نیست بنا بر روایت ارجح و اقوی زیرا کہ حربیان در دار الحرب حکم حطب و صید دارند ہر کہ حطب و صید بگیرد مالک میشود ہمین قسم کفار حربیان را ہر کہ بگیرد مالک میشود لیکن استیلا و غلبہ و انتقال از دار الکفر بدار الاسلام ضرور چنانچہ از ہدایہ وغیرہ معلوم میشود فاما الملک فانما یثبت بعد الاحراز بدار الاسلام والاستیلا را اثبات الید الحافظۃ والناقلۃ۔ ہدایہ ولو دخل دارہم مسلم بامان ثم اشتری من احدہم ابنہ ثم اخرجہ الی دارنا قہرا ملکہ واکثر المشایخ علی انہ لا یملکہم فی دارہم ہو الصحیح وقال الکرخی ان کانوا یرون جواز البیع فالبیع جائز والا فلا کذا فی المحیط وفیہ اشعار بان الکفار فی دارہم احرار ولیس کذلک فانہم ارقاء فیہا وان لم یکن ملک لاحد علیہم علی ما فی عتاق المستصفی وغیرہ کذا فی جامع الرموز ولو دخل دار الحرب واشتری من احدہم اختہ او بنتہ وہی لہ ذلک اذا کان ہذا حکم دارہم وانکان لیس من حکم الدار ذلک لا یہنی لہ ان یشتری کذا فی الملتقط من کتاب البیوع سوم آنکہ اولاد کنیزان این ہر دو قسم باشند آنہم مملوک میشوند مانند مادران خود زیرا کہ در کتب فقہ مبسوط است الولد یتبع الام فی الحریۃ والرقیۃ بشرطیکہ از مالک یا ذی رحم مالک پیدا نشوند زیرا کہ ازین ہر دو اگر پیدا خواہند شد آزاد خواہند شد موافق حدیث من ملک ذا رحم محرم عتق علیہ چہارم آنکہ کفار ذمیان یعنے تابع بادشاہ مسلمانان باشند اولاد خود را یا اقارب خود را بفروشند و کسے مسلمان

خرید نماید یا حربیان ملک دیگر از دار الاسلام گرفته بندی کرده بزند انها در ملک داخل نشوند حکم کنیزان
وغلامان ندارند زیرا که ایشان در دار الاسلام احرار اند هرگاه ایشان را احرار قرار داده شد پس هر گاه مسلمان
دیا کافر بگیرد ایشان را مالک نمیشود چنانچه در کتاب در مختار فی باب استیلاء الکفار سے نویسند
فلو سبے اہل الحرب اہل الذمۃ من دارنا لا یملکونہم لانہم احرار پنجم آنکہ جاریہ مجہولۃ الحال باشد معلوم
نیست از حربیان یا از اہل ذمہ پس اگر آن جاریہ صغیرہ است کہ بحد بلوغ نرسیدہ قول قابض آن
معتبر است و اگر کبیرہ بالغہ است پس قول آن معتبر است چنانچہ از روایات کتاب الاشباہ
والنظائر معلوم میشود الجاریۃ المجہولۃ الحال المرجع فیہا الے صاحب الید ان کانت صغیرۃ والے
اقرارہا ان کانت کبیرۃ وان علم حالہا فلا اشکال ششم آنکہ مسلمانان حرور حالت مخمصہ وقحط اولاد خود را
میفروشند وکسے دیگر این را بگیرد وشرعاً این قسم کنیز نمے شود اگرچہ در فتاوی بے تامل مینویسند
کہ این حکم کنیز شرعی است برین روایت فتوی نیست ونہ معمول بہ است زیرا کہ در جمیع متون
بلکہ در دین محمدی علیہ الصلوۃ والسلام حر را مال اعتبار نکردہ اند وکسے کہ این قسم زن داشتہ
باشد از وطی کردن بدون نکاح جائز نیست واللہ اعلم **سوال** چہ میفرمایند علمای اہل سنت وجماعت
کثرہم اللہ تعالے در باب تعزیہ داری عشرہ محرم وساختن ضرایح وصورت قبور وعلم وغیرہ **جواب**
تعزیہ داری در عشرہ محرم وساختن ضرایح وصورت وغیرہ درست نیست زیرا کہ تعزیہ داری عبارت
ازین است کہ ترک لذات وترک زینت کند وصورت محزون وغمگین نماید یعنے مانند صورت زنان سوگ
دارندہ بنشیند ومرد را ہیچ جا این قسم در شرع ثابت نمیشود مگر زن را بعد وفات زوج خود چار ماہ
وده روز سوگ آمدہ در ماور اے زوج اگر کسے از اقارب او بمیرد تا سہ روز اگر ترک زینت وغیرہ
کند جائز است وبعد سہ روز آنرا درست نیست چنانچہ در حدیث آمدہ لا تحل لامراۃ تومن باللہ
والیوم الآخر ان تحد علے میت فوق ثلاث لیال الا علے زوج اربعۃ اشہر وعشرا رواہ البخاری
ومسلم ونیز تعزیہ داری کہ ہمچو مبتدعان میکنند بدعت است وہمچنین ساختن ضرایح وصورت
قبور وعلم وغیرہ انہم بدعت است وظاہر است کہ بدعت حسنہ کہ در آن ماخوذ نباشد نیست بلکہ
بدعت سیئہ است وحال بدعت سیئہ اینست کہ در حدیث وارد است شر الامور محدثاتہا
وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم وحال مبتدع کہ این قسم بدعتہا اختراع میکند آنست کہ بدعت او را دین خود اسیر میکند

وفی النفل ونوافل او در درگاه الٰہی مقبول نیست چنانچہ در حدیث وارد است من احدث حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا رواہ الطبرانی عن ابن عباس والبزار عن ثوبان ونیز در حدیث شریف است من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد رواہ البخاری ومسلم وابو داود وابن ماجۃ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ونیز در حدیث شریف است در مذمت مبتدعان من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضی اللہ بہا ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص من اوزارہم شیئ رواہ ابن ماجۃ عن عمر بن عوف وبلال بن الحارث سوال دران مجلس بہ نیت زیارت وگریہ وزاری حاضر شدن ودر انجا رفتہ مرثیہ وکتاب شنیدن وفاتحہ ودرود خواندن جائز است یا نہ جواب دران مجلس بہ نیت زیارت وگریہ وزاری حاضر شدن ہم جائز نیست زیرا کہ انجا زیارت نیست کہ برای او حاضر شود واین چیزہا کہ ساختہ اوست قابل زیارت نیستند بلکہ قابل ازالہ اند چنانچہ در حدیث شریف آمدہ من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان رواہ مسلم ودر مجلس تعزیہ داری رفتہ مرثیہ وکتاب شنیدن اگر در مرثیہ وکتاب احوال واقعی نیست بلکہ کذب وافترا وتحقیر بزرگان در ذکر پس شنیدن اینچنین مرثیہ وکتاب درست نیست بلکہ درین قسم مجلس حاضر شدن ہم روا نیست چنانچہ در حدیث شریف کہ نہی از شنیدن وخواندن مراثی واقع شدہ ہمین مراثی است عن ابی اوفی قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی رواہ ابن ماجۃ واگر در مرثیہ وکتاب احوال واقعی باشد پس شنیدن این قسم مرثیہ وکتاب فی نفسہ مضائقہ نے لیکن ہیئت این جماعۃ چنانکہ مبتدعان میکنند نباید کرد کہ مشابہت از قوم مبتدعان میشود واحتراز از مشابہت بدعتیان ضرور است چنانچہ در حدیث شریف وارد است من تشبہ بقوم فہو منہم ونیز داخل این حدیث است من کثر سواد قوم فہو منہم ومن رضی عمل قوم کان شریکا لمن عمل رواہ الدیلمی عن ابن مسعود کذا ذکرہ السیوطی فی جمع الجوامع وفاتحہ ودرود خواندن فی نفسہ درست است لیکن درین قسم نوعے پیدا میشود کہ این قسم محل قابل ازالہ ونابود کردن است ونجاست معنوی دارد وفاتحہ ودرود را چہ باید خواند کہ محل پاک باشد از نجاست ظاہری وباطنی پس شخصیکہ در پائخانہ تلاوت کلام اللہ کند ودرود بخواند ملام ومطعون خواہد بود ہمچنان در متنا میکہ

سنجاست باطنی باشد وقابل انالہ باشد درانجا ہم خواندن موجب ملامت ومطعونیت خواہد کرد
کہ بنائے محال خواند **سوال** بدون ساختن ضرائح وغیرہ فقط درمکان متبرک صحیح مثل موی مبارک
داشتہ یا نداشتہ مجلس گریہ ترتیب کردن واخبار واحادیث صحیحہ شہادت جناب سید الشہدا
ذکر کردہ بکا کردہ ختم کلام اللہ کردن وہیچ آیۃ خواندہ فقط فاتحہ نمودن **جواب** بدون ساختن ضرائح
وغیرہ فقط درمکان متبرک صحیح مثل موی مبارک داشتہ یا نداشتہ مجلس گریہ وزاری الخ انہم جائز
نیست بدلیل اینکہ انہم بدعت سیئہ است فقط ذکر احادیث صحیحہ شہادت ونتم کلام اللہ وفاتحہ وغیرہ
خواندن مضائقہ نیست ومتبرک صحیحہ مثل موی مبارک اکثر جا بصحت ہم نمیرسد بنا برادہام عوام
کالانعام است آنرا متبرک دانستن این نشاید مادامے کہ بطریق صحیحہ تبرک بودن او ثابت نشود
اعتقاد صحت او پیدا کردہ چون ترک مفقود شود محض مجلس گریہ وزاری کردن ماندوانہم مجلس
ترتیب کردن فقط برای گریہ وزاری از سلف ماثور نشدہ واگر تبرک صحیح مثل موی مبارک ہمانجا یا
جای دیگر پیدا شود برای زیارت او رفتن مضائقہ ندارد **سوال** دران ایام ترک زینت ولذات
کردن وغمگین وحزین بطور ماتم زدگان ماندن **جواب** ترک زینت وغیرہ بالاتفاق مشروع شد سوال
ساعی ومعاون بودن در امور تعزیہ داری وغیرہ از خود یا بپاس خاطر یا بپاس قرابت یا بسبب
ہمسایگی وہم خانگی شدن واسباب خود را استعار دادن **جواب** انہم جائز نیست چرا کہ اعانت
بر معصیت میشود واعانت بر معصیت غیر جائز **سوال** درحق کسے کہ مرثیہ وکتاب ونوحہ خوانی
میکند خواہ چیزے از اجرت بگیرد یا نگیرد **جواب** درحق کسے کہ مرثیہ وکتاب کہ دران احوال
غیر واقعی باشد موجب بزہ کاری میشود وہمچنین نوحہ خواندن گناہ کبیرہ است ودر احادیث
وعید آن وارد است چنانچہ در حدیث است لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ
رواہ ابوداؤد کذا فی المشکوۃ واجرت گرفتن بر مرثیہ خوانی ونوحہ وغیرہ حرام زیرا کہ قاعدہ شرع
است کہ بر معصیت اجرت گرفتن درست نیست چنانچہ بر خر امیر وغنا اجرت گرفتن حرام است
ہمین قسم برین چیز ہا حرام **سوال** در مقدمہ منہدی ہا کہ شب ہا وہم ربیع الثانی روشن میکنند
ومنسوب بجناب حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز مے نمایند ونذر ونیاز
مے آرند وفاتحہ مے خوانند **جواب** روشن کردن منہدی حضرت سید عبد القادر انہم بدعت سیئہ است

زیرا کہ ہیچ مفسدہ و قباحت در تغریہ ساختن است ہمین قسم در منہدی متصور است و فاتحہ خواندن
و ثواب آن بارواح طیبہ رسانیدن فی نفسہ جائز و درست است لیکن بر منہدی ہا فاتحہ
و درود خواندن بے ادبی وغیرہ است چنانچہ سابق گذشت و نذر غیر خدا بر خود التزام کردن
درست نیست چنانچہ در حدیث وارد است کہ لا تنذروا فان النذر لا یغنی من القدر شیئا
و انما یستخرج بہ من البخیل رواہ البخاری و مسلم سوال اینہمہ امور بدعت مستہجنہ یا مستہجن اگر منہیات دارند
بحد حرمت است و فاعل آن مرتکب کبیرہ است یا مکروہ و فاعل آن صاحب صغیرہ جواب اینہمہ
امور بدعت سیئہ است البتہ مستہجن اند و تفاوت در امور بدعت تفاوت باعتبار مفسدہ است
و در ہر بدعت کہ مفسدہ زیادہ تر باشد استہجان آن زیادہ تر ے باشد و در ہر بدعت کہ مفسدہ
کمتر باشد قبح و استہجان آن کمتر ے باشد اگر مرتکب بدعت بدعت را نیک می فہمد و قربت خدا
دران میداند پس مرتکب آن خارج از دائرہ اسلام است چنانچہ از حدیث کہ در کتاب ابن ماجہ
وارد است معلوم میشود عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یخرج من الاسلام
کما یخرج الشعرۃ من العجین و صاحب بدعت عام است کہ خود بدعت را احداث کردہ باشد یا بدعت
را احداث نکردہ است بلکہ دیگر احداث نمودہ و این شخص مرتکب میشود و آنرا پسند مینماید این جمعے را
صاحب بدعت می نامند و نیز در ابن ماجہ وارد است قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتے یدعہ و مرتکب بدعت را ضلال در حدیث وارد شدہ
است اگر ضلالت او باین حد رسد کہ دران وعید نار باشد پس آن شخص مرتکب کبیرہ است
والا صغیرہ خواہد شد و این فرق در صورتے است کہ بدعت را مستہجن نمیفہمد سوال خوردن چنانہا
کہ بر تغریہ وغیرہ نیاز و نذر مے آرند و در انجا نہادہ فاتحہ میدہند و نہادہ میدارند و شب عاشورا تا صبح
طعام از زیر تخت ضرایح و تغریہ ہا مے نہند و صباح برداشتہ تبرکا تقسیم میکنند جواب طعام سیکہ
ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند و بر آن فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک میشود خوردن بسیار
خوب است لیکن بسبب بردن آن طعام پیش تغریہ ہا و نہادن پیش تغریہ وغیرہ تمام شب بلکہ
پیش قبور حقیقیہ ہم تشبہ بکفار و بت پرستان مے شود پس از جہت کراہت پیدا میکند

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ ذوی الفضل الجسیم اعلم رحمک اللہ ان المجتہدین
الباحثین عن دلائل الاحکام الشرعیۃ وماخذہا لما راوا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متعارضۃ وآثار الصحابۃ والتابعین مختلفۃ وہی اعم الماخذ واکثرہا فی الاحکام تحیروا واختلف
رایہم فی وجہ التفصی عن ہذا التعارض والاختلاف فالذی اختار مالک رح تحکیم عمل اہل المدینۃ
لان المدینۃ بیت الرسول وموطن خلفائہ ومسکن اولاد الصحابۃ واہل البیت ومہبط الوحی والہا
اعرف بمعانی الوحی فکل حدیث اوآثر یخالف عملہم لابد ان یکون منسوخا اوما ولا اومخصصا اومخدوش
القصۃ فلا یفتی بہ والذی اختارہ الشافعی رح تحکیم اہل الحجاز واشتغل بالدرایۃ مع ذلک وحمل بعض
الروایات علی حالۃ وبعضہا علی حالۃ اخری وسلک مسلک التطبیق مہما امکن ثم لما ارتحل الی
مصر والعراق وسمع روایات کثیرۃ عن ثقات تلک البلاد ترجح عندہ بعض تلک الروایات علی
عمل اہل الحجاز فحدث فی مذہبہ قولان القدیم والجدید والذی اختارہ احمد بن حنبل رح اجراء کل
حدیث علی ظاہرہ ولکنہ خصص بموارد ہا مع اتحاد العلۃ وجار مذہبہ علی خلاف القیاس فی اختلاف
الحکم مع عدم الفارق ولذلک نسب مذہبہ الی الظاہریۃ واما الذی اختارہ ابو حنیفۃ رح وتابعوہ
وہو امر بین جدا دیان ذلک انا اذا تتبعنا فوجدنا فی الشریعۃ صنفین من الاحکام صنف ہی القواعد
الکلیۃ المطردۃ المنعکسۃ کقولنا لاتزر وازرۃ وزر اخری وقولنا الغنم بالغرم وقولنا الخراج بالضمان
وقولنا العتاق لایحتمل الفسخ وقولنا البیع یتم بالایجاب والقبول وقولنا البینۃ للمدعی والیمین علی
من انکر ونحو ذلک مما لایحصی وصنف وردت فی حوادث جزئیۃ واسباب مختصۃ کانہا بمنزلۃ الاستثناء
من تلک الکلیات فالواجب علی المجتہد ان یحافظ علی تلک الکلیات ویترک ما ورد بہا لان
الشریعۃ فی الحقیقۃ عبارۃ عن تلک الکلیات واما الاحکام المخالفۃ لتلک الکلیات لاندری سببہا ومخصصاتہا علی الیقین
فلا یلتفت الیہا مثال ذلک ان البیع یبطل بالشروط الفاسدۃ قاعدۃ کلیۃ وما ورد فی قصۃ
جابر انہ اشترط الحملان الی المدینۃ فی بیع الجمل قصۃ شخصیۃ جزئیۃ فلا یکون معارضۃ لتلک الکلیۃ
وکذا حدیث المصراۃ تعارض القاعدۃ الکلیۃ التی ثبتت فی الشرع قطعا وہی قولنا الغنم
بالغرم ونحو ذلک من المسائل ولزم من ہنا ترک العمل باحادیث کثیرۃ وردت علی ہذا النسق الجزئی

لکنهم لا یبالون بها بل یعدون الاجتهاد والمحافظة علی الکلیات ودرج الجزئیات فی تلک الکلیات
مهما امکن وهذا الکلام الاجمالی له تفصیل طویل لا یسع الوقت له والله الهادی حکایت طاهر قمی
با برهان شاه که دعوت بمذهب امامیه نموده بود وشفای پسر اورا معلق باختیار مذهب ائمه اثنا عشر
ساخته باز رویای برهان شاه جناب رسالتمآب را وفرمودن آنجناب که فرزند تو شفا یافت وبگفته
طاهر عمل کن از تاریخ فرشته منقول فرموده بودند توجیه آن جواب هر مذهب اهل سنت استدعا نمود
جواب اول مهربان من این سوال واشکال چندبار پیش فقیر آمده ودر جواب آن تحریرات چند
واقع شده که اینوقت نه در حافظه فقیر است ونه منقول پیش فقیر مانده لیکن الحال انچه در حل این
اشکال کفایت میکند بلکه ازین نوع اشکال چند واقع مشهوره زایل گردد بتحریر میآید وقبل از
حل این اشکال مقدمه ممهده را در ذهن محفوظ باید داشت بعد ازان بحل اشکال متوجه باید شد
مقدمه ممهده اینست که اسباب العلم عندنا ثلثة الحواس السلیمة والخبر الصادق والعقل والالهام
لیس من اسباب العلم الصحیحة الشیء عندنا هکذا فی العقاید النسفیة وشرحها وقال الفقهاء ادلة الشرع اربعة
الکتاب والسنة والاجماع والقیاس بالجملة الهام وکشف ورویا که ازین هر دو اضعف است نه دلیل
احکام شرعیه میتواند شد ونه دلیل امور واقعیه بلکه الهام وکشف ورویا هرگاه معارض یکی ازین
دلائل واقع شود آنرا رد باید نمود ورجوع بهمین دلائل هفت گانه باید نمود زیرا که در الهام وکشف ورویا
احتمال غلط فهمی راقی وناقل موجود است وتدارک آن بسبب تناهی راقی وناقل مفقود ودر دلائل
هفتگانه مذکوره احتمال غلط فهمی ضعیف است وتدارک آن بسبب کثرت متاملین ومحققین
وغور کنندگان بوجه احسن میتواند شد وبنا بر همین قاعده شیخ عزالدین ابن عبد السلام مقدسی
که از مشاهیر علمای شافعیه است ومصنف قواعد کبری ودیگر تصانیف مفیده هرگاه شخصی را شنیدند
که میگفت که من در کار خیر دختران خود سر اسیمه بودم جناب رسالتمآب را بخواب دیدم فرمودند که در
فلان موضع گنجی مدفون است کافه برون برآرد خمس ازان زکاز ادا کن بلکه تمام وکمال آن گنج
را خود متصرف شو فرمودند که این شخص را باید که خمس ادا نماید زیرا که وفی الرکاز الخمس حدیث صحیح مشهور
است که راویان آن در حالت بیداری وکمال حواس شنیده ونقل نموده واین شخص در حالت
منام که سراسر غفلت ومظنه غلط فهمی است این را شنیده ونقل نموده محل اعتماد نیست

شریف عبد الحق دہلوی در بعض رسائل خود نوشتہ اند کہ در سنہ فلانے در مکہ و مدینہ استفتا دارد شد
در ہر دو شہر آنکہ حضرت جناب رسالتمآب را بخواب دید کہ میفرمایند اشرب الخمر حلالا در اجابہ مے باید کرد و شراب
مرتد باشند لما ذکر آنجا قالبتہ ہمین جواب نوشتند کہ در حرمت خمر نصوص قطعیہ وارد اند و این خبر
اضغاث احلام غفلت و منام و مظنہ غلط فہمی پس روا نیست کہ برین عمل نماید بلکہ ظاہر اینست کہ
آنحضرت لا تشرب الخمر فرمودہ باشند این کس اشرب الخمر شنیدہ و فہمیدہ بدلیل آنکہ حضرت ام المؤمنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چون شنیدند کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت میکند کہ ان المیت لیعذب ببکاء اہلہ علیہ
یعنے مردہ بسبب گریہ اہل و عشائر خود در قبر عذاب میشود فرمودند کہ رحم اللہ ابا عبد الرحمن یعنی
عبد اللہ بن عمر کہ او دروغ نگفتہ است بر آنحضرت لیکن غلط فہمیدہ است آنحضرت بر یہودیہ میگریستند
کسان او بر و میگریستند فرمودند این یہودیہ را عذاب میشود و کسان او بر دگر یہ میکنند از مجرد مقارنت
سبب فہمیدن نوعے از غلط فہمی است و علے ہذا القیاس رواۃ حدیث را در شنیدن و فہمیدن
غلطی واقع شدہ لیکن ہر گاہ احادیث مشہورہ از طرق متعددہ وارد میشوند تدارک غلطی زود تر میشود
بخلاف حالت منام کہ در شنیدن حدیث منامی تنہا یک کس مے باشد و او ہم مخمور نشاء خواب
کیست کہ غلط فہمی او را تدارک کند چون این مقدمہ ممہد شد پس میگوئیم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم برہان شاہ را ہمین فرمودہ باشند کہ فرزند تو شفا یافت و مطلب تو حاصل شد بر گفتہ طاہر عمل
کن و این شخص یعنی برہان شاہ چون گفتہ طاہر را در مخیلہ مملو داشت بمجرد شنیدن این لفظ توہم
کرد کہ شاید امر میکنند حال آنکہ ایشان نہی میفرمودند است جواب تحقیقی این حکایت و بعضے
علما این حکایت جواب دیگر دادہ اند کہ چندان پسند فقیر نیست اگرچہ راہ بہمی دارد و این ہم
محتاج تمہید مقدمہ ایست و آن مقدمہ اینست کہ رویت جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ
وسلم البتہ واقعی و حق میباشد لیکن گاہے شیطانے وجنے آواز خود را بآواز آنجناب شبیہ ساختہ
و حکایت کردہ چنین میگوید و این مے پندارد کہ شاید آنحضرت گفتہ باشند حالانکہ آنحضرت نہیج
نفرمودند و لیکن آنکہ آنحضرت سورہ والنجم میخواندند چون باین آیت رسیدند افرایتم اللات والعزی
ومناۃ الثالثۃ الاخری شیطان آواز خود را بآواز آنحضرت شبیہ ساختہ این عبارت بر خواند
تلک الغرانیق العلے ومنہا الشفاعۃ ترجی مشرکین از شنیدن این آواز خوش شنیدند و مؤمنین

[illegible] ملول گشتند این آیت نازل شد وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته الخ فی سورة الحج پس چون حکایت نعمه الحضرت در بیداری بوقوع آمده باشد در خواب برای اغوای برادران شاه اگر این قسم اراده کرده باشد چه تعجب باشد جواب سوم از مولانا عبد الحق آنکه الحضرت در منام چنین چیزی فرموده اند که بگفته ظاهر عمل کن و نفرموده اند که برضی ظاهر عمل کن یا آنچه او تجویز کند بجا آر و ظاهر در وقت تعلیق اند همین گفته بود که مذهب دوازده امام را اختیار کن یا بگو مذهب دوازده امام باجماع اهل سنت حق است و روش ایشان در سلوک و عبادت مقبول است طوایف اهل سنت است بلکه استناد اکثر طرق صوفیه بایشان است پس مذهب دوازده امام آسانتر بسلوک طرق صوفیه شد نورانیت باطن را باعبادت ظاهر جمع میکند و آنچه ظاهر مقصود داشته باشد آنچه بگوید و تجویز نماید داخل امر جناب رسالتمآب نشد جواب چهارم آنکه این یک خواب علی تقدیر صحیحتر و عدم الغلط فی السماع والفهم و دلالت برحقیت مذهب امامیه میکند و منامات بیشمار و الهامات و کشوف بسیار از جماعه کثیره اولیای سنت که در کشف الهی و کشف کونی ید طولی دارند و هزار الهام یا صدق منامات و کشوف آنها به تجربه رسیده گواهی ناطق بر بطلان آن مذهب میدهند اگر همه منامات و کشوف را ترجیح برین یک خواب کذائی ندهند تعارض خود البته حاصل خواهد شد والدلیلان اذا تعارضا تساقطا وعند ذلک یجب الرجوع الی الدلائل الاخر من الکتاب والسنة والاجماع والاخبار الصادقة والعقل وبه یتم المقصود جواب پنجم از مولانا رفیع الدین مرحوم تحقیق اینست که در حدیث شریف وارد شده است من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بصورتی ونفرموده اند الشیطان لا یسمی باسمی ونفرموده اند لا یدعی منصب نبوتی ولهذا بعض محققان تعمیم کرده اند بآنصورت که در مدینه منوره مدفون است و بعضے تعمیم کرده اند بجمیع صورت تا که در وقت نبوت بوده اند و بعضے تعمیم کرده بجمیع صورت تا که در تمام حین حیات بوده اند مرجوح و مقدوح داشته اند قول کسے را که در هر صورتے از نیک و بد رویت واقع شود و چگونه مرجوح و مقدوح نباشد حال آنکه مے بینیم در جهان بسیار کسان را از غلامیان و مغولیان مسمے باین اسم مبارک اند و در هر هر مذهب و بساکس را ادعای نبوت میکنند پس چه تعجب که شیطان خود را یکے از غلامیان وا نماید و ایهام دعوی نبوت کند ولهذا احتیاج بهمان اقوال و افعال است که از زبان نقاب

درحین حیات مروی گشته پس شیطان لقرابین دریافته بود که این همه راد اجران تمام حید است
و فی الفور شفا حاصل خواهد شد قت را غنیمت شمرده برآن شاه را غوا نموده چون برآن شاه این
کمنه واقف نبود بتحقیق صورت و شباهت ناکرده در دام او افتاد و حال آنکه از صحابه کرام مثل عبد الله
بن عباس وغیره مروی است که هرگاه کسے پیش ایشان میرد جمال باکمال آنحضرت در خواب نقل میکرد
ایشان از و تحقیق صورت میکردند پس جهالت برآن شاه و بیخبری او معتقد دست درازی شیطان
گشت داد از راه برد برین خواب او مسیح اعتماد نیست مقتدا

شرح رویای مولانا شاه عبد العزیز صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم

هفت سال میگذرد که بست و هفتم ماه رجب شب معراج علے اکثر الروایات فقیر در خواب دید
که میدانے است دران فرش سفید براق گسترده اند و بران فرش مردم بسیار با لباسهای فاخره منتظر قدوم برکت لزوم جناب حضرت امیر نشسته اند فقیر هم بدریافت این معنی
دران مقام بر فرش مذکور جا گرفته ناگاه جناب حضرت امیر از جانب قبله نمایان شدند و همت آن
فرش توجه فرمودند و مردم همه برای تعظیم برخاستند و بر لب فرش منتظر ایستادند فقیر نیز در وسط فرش
منتظر ایستاده بسبب هجوم اشخاص با عظمت تا لب فرش نتوانست رسید ایشان تشریف آورده
تفریق صفوف نموده نزد فقیر آمده چار زانو نشسته اند فقیر با دب تمام دو زانو مقابل نشسته الطاف
بسیار فرموده و با هیچکس کلام نفرموده محض با فقیر همکلام شدند فقیر آن وقت را غنیمت دانسته
چند چیز در آن وقت که در ذهن حاضر شده عرض نمود جواب باصواب یافته اول آنچه فرموده اذاین بود که
شنیده ام شخصے بزبان پشتو کتابے تصنیف کرده است و دران کتاب چیزیکه تحقیق من بود درج
نموده شما را اطلاع این معنی هست یا نه فقیر عرض نمود که بنده زبان پشتو نمیداند تا از حال کتابهاے
این لغت آگاه باشد موافق فرموده تحقیق خواهم کرد باز عرض نمود که از مذاهب فقهاء کدام مذهب
مختار و پسند جناب است فرمودند که هیچ مذهب پسند ما نیست یا بطور ما نیست افراط و تفریط
اند باز عرض نمود که از طرق اولیاء الله کدام طریق بطور جناب عالی است فرمودند که در نیجا هم همان حال

در ہر طریقہ چیز ہای نامرضی باختلاف طور ما احداث نمودہ اند و با اینہمہ از طور ما تصور دارند
زیرا کہ در عہد ما سہ طریق شغلے کہ در تقرب الے اللہ مفید باشد معمول و مروج بود ذکر و تلاوت
قرآن و نماز آنہا فقط ذکر را شغل مقرر کردہ اند و تلاوت قرآن و نماز را شغل نمیدانند بعد ازان
عرض نمودم کہ تلاوت قرآن و نماز را چگونہ شغل باید گردانید از جناب ایشان طریق شغل و
تلاوت قرآن و نماز را القا شدہ و چیزے بزبان ہم فرمودہ اند لیکن بیشتر تاثیر باطنی معلوم کردہ ام
و حالت باطن من تغیر شدید پیدا کردہ کہ در وصف نمے آید ازان وقت آن امر در باطن خود
مستقر مے یابم عرض کردم کہ ہر چند مرا توسل بجناب عالی از راہ طرق و سلاسل بسیار بحمد اللہ
حاصل است لیکن میخواہم کہ بلا واسطہ بیعت نمایم آنجناب دست خود را وا کردہ دست فقیر را
گرفتہ بیعت فرمودند در آنوقت القا اثر عظیم در باطن فقیر نمودند بعد ازان عرض کردم کہ اکثر صحابہ
خصوصا قریشیان با جناب عالی مشاجرات نمودہ اند در حق آنہا حکم چیست و چگونہ بودہ است
این حقیقت فرمودند کہ ما ازیشان شکایت برادرانہ داشتیم یا فرمودند شکایت برادری داشتیم
و شکر رنجی ما در میان بود مردم نافہم این را دور دور بردہ اند و بسیار افزودہ باز عرض کردم
کہ فلان جماعت خود را سید از اولاد جناب عالی مے انگارند فرمودند کہ آن جماعہ از اولاد
من نیستند دروغ میگویند بعد ازان یکایک برخاستہ و بہمان سمت سرعت کنان تشریف
بردہ اند و مردم دیگر کہ منتظر بودند در حیرت ایستادہ اند کہ کاش این صحبت قدرے امتداد
مے پذیرفت فقط مکاتیبہ آنچہ بعد تحریر شرح رویای فقیر از وقوع و عدم وقوع استفسار فرمودہ
اند و در صورت وقوع استدعای حال اشکالات وارد بران نمودند پس مخفی نماند کہ در صحت
نسبت این رویا بطرف فقیر بطوریکہ شرح آن نقل کردہ فرستادہ اند ہیچ شبہ نیست و جواب
از اشکالات وارد بران بدو طریق است اول اجمالی دوم تفصیلی اما اجمالی آنست کہ کسانے
از صحابہ و تابعین کہ بشرف ملازمت حضرت امیر فایز شدہ بودند و مذہب حضرت ایشان را
در فقہیات ازیشان دریافت کردہ بودند آنہا را بمذہب آنحضرت رضی اللہ عنہ در امور فرعیہ
قطع و یقین حاصل بود و کسانیکہ بالمشافہ از حضرت ایشان دریافت مذہب شان نکردہ بودند
ناچار محتاج بودند بوسایط و در صورت وقوع وسایط تنقید حال و اعمال و دیگر قواعد مثل

تقدیم حدیث بر اثر و محرم بر مبیح وغیر آن کہ در موضع خود مبین است متحتم چنانکہ در احادیث نبویہ علی مصدرہا الصلوٰۃ والتحیۃ نیز بنا بر وقوع وسایط اعمال مثل این قواعد میکنند و بعد اعمال این قواعد ادراک واقع غیر لازم جائز است کہ در واقع حدیثے یا اثرے از جناب منسوب الیہ صادر شدہ باشد و در حدیثے یا اثرے صحیح دہمی از راوی بمقتضای بشریت واقع شدہ باشد لیکن لہذا نجا کہ مجتہد مکلف باعمال این قواعد است نہ بادراک واقع لہذا جائز است کہ مجتہدے مذہب حضرت امیر را در بعضے مسائل فقہ بنا بر بعضے وجوہ مثل ضعف رواۃ آن مذہب یا رسیدن حدیثے صحیح بکمال او بر خلاف آن مذہب ترک نماید و حالانکہ آن مذہب حضرت باو رسیدہ و دہمے از راوی واقع شدہ باشد یا مخصص یا منسوخ باشد مجتہد مذکور بجہت آنکہ قواعد مقررہ اصولیہ کہ مکلف بآن بود عمل کردہ ماجور خواہد بود چنانکہ در ترک یکے از حدیثین متعارضین فی الظاہر بعذر اعمال قواعد معذور است و شخص دیگر کہ مذہب امیر را در بعض فرعیات بطریقے از طرق علم دانستہ مذہب مجتہد مذکور را باعتبار واقع خلاف مذہب حضرت امیر گوید آنہم محقق خواہد بود و طعن از ہر دو مندفع و اما جواب تفصیلے پس گوییم منشاء اشکالات بر آن دو امر است یکے تحریف ناسخ و نقل بمعنی الفاظ دوم عدم تعمق ناظرین در عبارات و مواخذہ بر ظاہر بعضے الفاظ اما امر اول پس بیانش آنکہ ناقل شرح رویا لفظ ذکر را در دو موضع کہ قریب ہمدگر واقع اول بہ نسبت او نے مناسبت صوری بلفظ اکثر تحریفا تبدیل نمودہ حسب نقل اگر تلاوت قرآن الے آخر العبارۃ لہذا بجہت غیر مذکور بودن ذکر کلمہ کہ بموجب حدیث شریف افضل الاذکار است شبہہ بخاطر ناظرین راہ یافتہ و اصل عبادت اینست زیرا کہ در عہد ما سہ طریق شغلیکہ در تقرب الے اللہ مفید باشد معمول و مروج بود ذکر و تلاوت قرآن و نماز اینہا فقط ذکر را شغل مقرر کردہ اند و تلاوت قرآن شریف و نماز را شغل نمیدانند انتہے و ہر چند کہ وقوع تحریف در عبارتے کہ نسبت ناقلین معبر شدہ در آنجا رسیدہ بود در یافت عبارت صحیحہ منقول شدہ واضح است لیکن بنا بر مزید اطمینان خواطر طالبان حق بمزید توضیح نوشتہ میشود کہ بروجود لفظ ذکر بجاے لفظ اکثر انکہ قبل این لفظ محرف سہ طریق شغل مذکور است کہ ذکر و تلاوت قرآن و نماز بیان آن سہ است پس اگر لفظ اکثر بجاے لفظ ذکر واقع شود طریق شغل ہمگی دو باقی ماند و آن خلاف سیاق کلام است کہ در ماسبق طریق شغل سہ مذکور شد

وچون وقوع تحریف لفظی از ناقل شرح وجواب بر صفحه مرتسم گشت اشکال بانیکه مطابق رویا
ذکر کلمه درود ذریعه قرب الهی معلوم میشود از اصل منهدم گشت ووجه دفع اشکال ظاهر است
چه لفظ ذکر در شرح رویا در بیان طریق شغل مذکور است ناسخ آنرا بادنی مناسبت صوری بلفظ اکثر
تحریفا تبدیل نموده ودرود هم در ذکر داخل است پس آنهم مذکور فالخل هذا الاشکال واضمحل ذلک
الاعضال آمدیم بربیان حل اشکالات قسم دوم که منشا آن تعمق در عبارت شرح جواب وماخذه
بر ظاهر بعضے از الفاظ است مقدمه را بطوری تمهید میکنم که بعد استنتاج نتیجه ازان خود بخود شبهات
وارده ازهم میپاشند مقدمه اول آنکه غیر مختار وناپسند بودن مذهب چیز دیگر است وباطل
بودن آن امر آخر غیر مختار عبارت از جائز مرجوح میباشد وباطل عبارت از ناجایز محض وهمین
جهت غیر مختار در مقابل جایز غیر راجح واقع میشود وباطل در مقابل حق کما هو المشهور فاین
هذا من ذاک دوم غیر مختار بودن مذهب مجتهد لاحق نزد مجتهد سابق مثلا مستلزم آن نیست
که تمامی مسائل مخصوصه مذهب مجتهد لاحق نزد مجتهد سابق غیر مختار باشد چه مرضی ومختار چیزی
میباشد که از جمیع انحاء غیر مرضیه خالی باشد چنانکه حق صحیح چیزی میباشد که از جمیع انحاء بطلان
وسقم مبرا باشد وچون باعتبار بعضے مسائل مذهب مجتهد لاحق مثلا مرضی مجتهد سابق نباشد
مذهب مجتهد لاحق خلاف مرضی مجتهد سابق خواهد بود بلکه در حقیقت غیر مرضی وناپسند بودن مذهب
نمیباشد مگر باعتبار بعضے مسائل مجتهد فیها چه بالاستقرار هیچ مذهب مجتهدی نیست که مجتهد دیگر
باعتبار جمیع مسائل مجتهد فیها ناپسند وغیر مرضی باشد کما لایخفی علی من تتبع الکتب اللتی صنفت
فی اتفاق الائمة واقترافها - سوم آنکه مذهب مختار ومرضی همان میباشد که مودی میشود بطرف آن
اجتهاد پس ظاهر است که خلاف آن خلاف مرضی وغیر مختار خواهد بود - چهارم آنکه مخالفت در امور
مجتهد فیها که احکام فرعیه میباشد مستلزم رجوع شناعت وقباحت بطرف احدی از مخالفین
نیست وتفصیل کلام درین مقام بطوریکه مودی بطرف اثبات مرام شود آنکه در قرن اول
که مشهود بالخیر است بلکه در زمان لاحق در دین سه امر معتبر بود عقاید واعمال شرعیه فرعیه وتزکیه
باطن اما عقائد پس دران اصلا مخالفت گنجایش ندارد که نه سلف فیما بینهم دران مخالفت
داشتند ونه خلف را دران مخالفت سلف یکسر موجائز ومذاهب فقهای اربعه ودیگر مجتهدین

اصلا در اصول عقائد با سلف مخالفت ندارد۔ اما فروع اعمال پس درآن اختلاف کثیر گنجایش
دارد بلکہ اختلافے کہ موجب رحمت است ہمین است بیان این اجمال آنکہ مذاہب فقہا عبارت
است از طریقہ کہ ایشان برای فروع اعمال از کتاب و سنت موافق فہم و قواعد مقررہ خود طلب
نمودہ مقرر کردہ اند و در فروع اعمال اختلاف کثیر از سلف متوارث است چنانچہ اختلاف حضرت
عائشہ و حضرت امیر المومنین علی مرتضے و ابن عباس و ابن عمر و دیگر مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم
فیما بینہم مثل اختلاف جہر تسمیہ و اخفای آن و قرارت فاتحہ در حالت اقتدا با امام و عدم آن و ہمچنین
اختلاف در اذان و در صوم و غسل و صوم و زکوۃ و حج و تلاوت قرآن در میان علما مشہور است
باین قسم اختلاف ہیچ یکے مذہب دیگرے را باطل نمیگفت آرے نزد ہر یکے مذہب خود
مرضی و مختار بود و مذہب دیگرے غیر مختار علے ہذا القیاس در اشغال تزکیہ باطن طرق
مختلفہ داشتند بعضے بذکر و بعضے بکثرت نوافل از نماز و روزہ و بعضے باکثار تلاوت قرآن و بعضے
بمراقبہ چنانچہ از حدیث یا غلام احفظ اللہ تجدہ تجاہک مستفاد میشود و بعضے باکثار صحبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و بعضے بقوت محبت درین راہ تقرب می جستند و ظاہر است کہ طریق
مرغوب نزد ہر یکے ہمان بود کہ بآن تقرب می جست لیکن ابطال طریق دیگرے نمیکرد پس
معلوم شد کہ درین قسم امور یعنی اشغال تزکیہ باطن ہم مساغ اختلاف است و ازین مقام
دریافت شد کہ امور فرعیہ شرعیہ فی نفسہا قابل اختلاف اند و مناط وقوع اختلاف دران
حصول مرتبہ اجتہاد است پس ہر کسے را کہ این مرتبہ حاصل باشد اورا خلاف مجتہد نظیر را در
جایز اعم از ینکہ آن مجتہد دیگر صحابی باشد یا غیر آن و چون مقدمات بدست یافت رسید حالا میگویم
کہ لا لکائی از محدثین اہل سنت مذہب حضرت علی مرتضے را در فقہیات از کتاب الطہارۃ
تا کتاب القضا بہ ترتیب جمع کردہ کتابے مستقل در فقہ ساختہ است ہر کسیکہ خواہد بطرف
آن کتاب رجوع نماید تا معلوم شود کہ مذہب فقہای اربعہ یا مجتہدات حضرت امیر موافقت کلی
ندارد و ما از انجا کہ بہم رسیدن این کتاب و مطالعہ تمامی آن خالی از تعسر نیست لہذا مختصر
میگوییم کہ در کتب متداولہ فقہ شایع و ذایع است کہ در بعضے مقامات بعضے فقہا مذاہب خود را
موافق مذہب حضرت امیر میگویند و مذہب مخالف را مخالف آن و جای بالعکس برای اطمینان

نفس طالبان بطریق مثال از ہر دو قسم مسائل یک یک مسئلہ ذکر کردہ میشود در شرح وقایہ میگوید
فصل تقطع یمین السارق من زندہ وجیم ثم رجلہ الیسری ان عاد فان عاد ثالثا لا یسجن حتی یتوب
وعند الشافعی یقطع یدہ الیسری ثم رجلہ الیمنی لقولہ علیہ السلام من سرق فاقطعوہ فان عاد فاقطعوہ
ومذہبنا ماثور عن علی رض الخ ودر رحمۃ الامہ میگوید من سرق قطعت یدہ الیمنی ثم لو سرق ثانیا قطعت
رجلہ الیسری بالاتفاق فلو سرق ثالثا قال ابو حنیفۃ رح واحمد رح فی احدی الروایتین لا
یقطع اکثر من ید ورجل بل یحبس ومذہب مالک والشافعی انہ یقطع فی الثالثۃ یسری یدہ وفی
الرابعۃ یمنی رجلہ وہی الروایۃ الاخری عن احمد انتہی ونیز در شرح وقایہ در باب سجود التلاوۃ
میگوید واختلف فی موضع السجدۃ فی حم السجدۃ فعند علی رضی اللہ عنہ ہو قولہ تعالی ان کنتم ایاہ
تعبدون وبہ اخذ الشافعی وعند ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہو قولہ تعالی وہم لا یسامون فاخذنا
بہذا احتیاطا فان تاخیر السجدۃ جائز لا التقدیمہ انتہی واز انجا کہ مخالفت امام شافعی وامام مالک
وامام احمد بر یک روایت باحضرت امیر در مسئلہ اولی ومخالفت حنفیہ باحضرت ایشان
در مسئلہ ثانیہ در امور فرعیہ است مبنی بر دلیل چنانکہ دلیل امام شافعی وامام مالک وامام احمد
بر یک روایت در قطع سارق در مرۃ ثالثہ حدیث فان سرق فاقطعوہ الخ است ودلیل حنفیہ
در موضع سجود حم السجدۃ جواز تاخیر سجدہ است کما مر نقلہ عن شرح الوقایۃ لہذا اطعنے بہ طرف
ایمہ اربعہ نسبت این چنین مخالفت متوجہ نمیباشد مگر مخالفت جزوی درمیان مذاہب فقہاء
اربعہ ومذہب حضرت امیر ثابت باشد واز مقدمہ سوم بدریافت رسید کہ مذہب مختار ومرضی
مجتہد ہمان می باشد کہ مودی باجتہاد باشد پس امری کہ خلاف اجتہاد حضرت امیر باشد خلاف مرضی شان خواہد بود
واز مقدمہ دوم معلوم شد کہ برای غیر مختار بودن مذہب مجتہد لاحق نزد مجتہد سابق لازم نیست
کہ تمامی مسائل مختلفہ مذہب مجتہد لاحق نزد مجتہد سابق غیر مختار باشد بلکہ بسبب غیر مختار بودن
بعضے مسائل مذہب را غیر مختار توان گفت واز مقدمہ اولی معلوم شد کہ غیر مختار چیز دیگر است
وباطل امر آخر پس از غیر مختار بودن مذاہب فقہاء اربعہ باعتبار بعضے اختلافات اجتہادیہ ایشان
باحضرت امیر کہ آن اختلافات ایشان مبنی بر دلیل است بطلان مذاہب فقہاء اربعہ لازم
نمے آید وترجیح مجتہد خلاف مذہب حضرت امیر را برا جتہاد ایشان نظر بر قاعدہ شرعیہ مثل

ترجیح یک حدیث است بر حدیث دیگر نظر بر قراین و امارات مرجحه پس چنانکه این قسم ترجیح یک
حدیث بر حدیث دیگر مستلزم قباحتے نیست همچنین ترجیح مجتهد دلیلے شرعی را که باخذ اجتهاد او
باشد بر اجتهاد حضرت امیر که تا بوسایط کثیره رسیده و بجهت کثرت وسایط محتاج به تقیید اعمال
قواعد دیگر گردیده مستوجب شناعت نباشد پس بحکم مقدمه رابعه اختلاف اجتهاد فقهار اربعه با اجتهاد
حضرت امیر که در امور فرعیه مقرون بادله شرعیه مستلزم بطلان و قباحتے دیگر نباشد بلکه موجب
رحمت باشد پس جواب حضرت امیر در خواب در امر مذاهب فقها بعد اعمال فکر و رویه و تتبع کتب دینیه
در نظر انصاف گزینان حق باهر و صواب ظاهر باشد اینست جواب از شبهه که بسبب لزوم غیر مرضی
بودن مذاهب فقها بر رویا ایراد کرده اند ازین جواب دفع شبهه غیر مرضی بودن طرق اولیاء الله
نیز مستفاد میشود و سوای این از شبهه غیر مرضی بودن طرق اولیاء الله جوابے دیگر هم است
که از شرح خواب مستفاد میشود و آن عدم رضای حضرت امیر بسبب احداث چیزهای نامرضی است
کما هو مصرح فی شرح الرویا پس در طرق اولیاء الله احداث بعضے امور غیر مرضی باشد که مقلدان
طرق ابداع آن کرده نه باعتبار نفس آن طرق و بر ماهر ظاهر است که در هر طریقه بعضے قیود و رسوم
حادث شده اند که در زمان سابق نبود نه پس طرق اولیاء الله را لسبب امور محدثه غیر مرضی گفتن
بمثابه آنست که کسے طعن اهل اسلام حال را لسبب ارتکاب منهیات و بدعات غیر مرضی بگوید
پس عدم رضا راجع بطرف منهیات و بدعات است نه معاذ الله بطرق و آنچه نوشته اند که
شیعیان بمضمون این رویا بے پرده از خوشی به پیر او من نمیگنجند و میگویند که این رویای صادقه
بر حقیقت مذهب ما دلیلے است واضح که پیر و فقهای مذاهب و معتقد اهل طریق نیستیم و غیر از نماز
و تلاوت شغلے نمیدانیم انتهے پس بر عقلای دیندار خفاے ندارد که درین رویا اصلا جاے
خوشی شیعیان نیست بلکه قالب التفات و الطاف حضرت امیر و خصوصیت شرف خطاب
بطرف سائل و اخذ بیعت از سائل و تعلیم شغل نماز و قرآن که بمنطوق ثابت است شایان آنست
که شیعه بدیانت ان حامه بر خود درند و اگر از همه اغماض نظر کرده لفظے را منجمله مضمون خواب
و موافق مطلب خود در گمان باطل خود فهمند و از باقی اعراض نمایند در نظر عقلا مثل مستدل
بجمله لا تقربوا الصلوة خواهند شد بالجمله از ما سبق معلوم شد که بحکم این رویا بطلان مذاهب

فقهای اربعه غیر لازم الورود و دلیلی برای حقیت مذهب شیعه غیر موجود و ادعای ایشان
باینکه غیر از نماز و تلاوت شغلی نداریم ادعای خلاف واقع است چراکه در ادای فرایض نماز تمام
فرق اهل اسلام متساوی الاقدام اند شیعه را دران خصوصیت نیست و در ادای سنن و نوافل
که موجب قرب میتواند شد نهایت قاصر اند که تارک سنن اند و نفل را اساساً ساقط میگویند لهذا
ترک سنن و نوافل از شعار ایشان گردیده و عدم اعتداد ایشان بطرف تلاوت قرآن بسبب اینکه
جمع کرده حضرت عثمان و مثل توریت و انجیل محرف بزعم ایشان بر واقفین مذهب ایشان ظاهر
است پس ادعای شغل نماز و تلاوت سوای موطن خیال ایشان در واقع وجودی نداشته باشد
و قطع نظر ازین گوییم شغل نماز و تلاوت قرآن اعنی صرف اوقات درین دو فعل شریف خیر دیگر
است و نماز را شغل ساختن مثل اشغالیکه درمیان صوفیه مشهور است امر آخر پس اگر بالفرض
در نماز و تلاوت مشغول باشند در مصداق این رویا داخل نخواهند بود چراکه در رویا نماز و تلاوت
را شغل ساختن مذکور است نه مشغول بودن بنماز و تلاوت و ازانجاکه شیعه منکر طریقت اند بالضرور
از اشتغال ایشان نیز بیزار باشند پس شغلی که در رویا مذکور است منافی مذهب شیعه خواهد بود نه موید
آن کما لایخفی و اگر شیعه تخالف بعضی مسائل فقهای بعضی آثار حضرت علی مرتضی که بحکم رویا
لازم می آید بر اهل سنت تشنیع نمایند نیز ناموجه است چراکه هیچ مجتهد بدون دلیل شرعی
حکمی نمیکند و در صورت وجود دلیل از مخالفت آثار صحابه که اضطراراً بنا بر اعمال قواعد مقرره اصولیه
لازم می آید باکی نیست و شیعه نیز در مواضع بسیار مخالفت آثار حضرت امیر و دیگر ائمه اطهار
محض بنا بر آنکه آن آثار موافق مذهب اهل سنت واقع اند نموده اند اگرچه این امر بر واقفین شیعه
خفا ندارد لیکن برای تنبیه ناواقفان نوشته میشود که براین دعوی کتابین معتبرین شیعه اعنی وافی و استبصار
دو شاهد عادل موجود اند که مصنف نظر بر موافقت اهل سنت بسیاری از احادیث حضرت امیر المومنین
و ائمه طاهرین را ترک میکند هر که خواهد بطرف آن رجوع نماید و ازانجاکه مخالفت شیعه با طریقه
حضرت امیر در امهات عقائد و مایلحقها بر هر ماهر ظاهر و باهر و بر ناظر تحفه اثنا عشریه اظهر است که
ایمعنی موجب ظهور بطلان مذاهب شیعه است و لهذا اعنی بنا بر بطلان مذاهب ایشان سائل را
بدریافت بطلان امر حاجتی نبود و ظن غالب آنست که اگر از جانب شیعه سوال واقع میشد

حضرت امیر بجواب آن بر لفظ غیر مرضی و ناپسندیده بودن اکتفا نمے فرمودند بلکه الفاظ برارت و بیزاری خود از طریقه ایشان و دوری ایشان از طریقه خود ارشاد مبذول میفرمودند چنانچه در حال حیات خود فرموده اند ان قوما یخلون من النافلة و یحلی النبیة بالبطل تیقة لسانهم لیسوا منا و الله الی قطعی صحیح و آنچه از شیعه بطریق نقل نوشته اند که حضرت امیر کرم الله وجهه نفی سیادت کسانیکه فرمودند او شان آنانند که ما معتقد شان نیستیم و سنیان او شان را از سادات می پندارند انتهے طرفه اختیار بظهر الغیب و ادعای علم قلوب است که با وقایع منافی و با نفس الامر متباین و تفصیلش آنکه آن جماعه که خود را به سیادت نسبت میکنند فرقه خاص اند از شیعان همین دیار که کمال غلظت در تشیع دارند پس نفی نسبت آنها یا بطور حقیقت است یا بطور مجاز بحکم انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح

بسم الله الرحمن الرحیم

سوال آنکه در تحفه اثنا عشریه صلوة و سلام بالاستقلال بر ائمه اثنا عشر نوشته و حال آنکه این اطلاق نزد اهل سنت جائز نیست چرا که تشبیه باهل بدعت لازم مے آید و اهل سنت اجتناب ازین تشبیه بر خود لازم شمرده اند پس برائے جواز این اطلاق سند از کتب معتبره اهل سنت باید آورد

جواب از شاه عبد العزیز صاحب صلوة غلط در تحفه اثنا عشریه جائے صلوة بالاستقلال بر غیر انبیا واقع نیست آرے علیه السلام در حق حضرت امیر المومنین و حضرت سیدة النساء و جناب حسنین و دیگر ائمه مذکور است لیکن مذهب اهل سنت همین است که لفظ صلوة بالاستقلال بر غیر انبیا درست نیست و سلام بر غیر انبیا میتوان گفت و سندش آنست که در کتب قدیمه حدیث اهل سنت خصوصاً ابو داؤد و صحیح بخاری بعد از ذکر حضرت علی و حضرت حسنین و حضرت فاطمه و حضرت خدیجه و حضرت عباس لفظ علیه السلام مذکور است آرے علمائے متشققین ما وراء النهر این اطلاق را برائے تشبیه باشیعه منع نوشته اند اما تشبیه بایشان در امر خیر ممنوع نمیتواند شد و برائے الزام این مردم میتوان گفت که در اول کتاب اصول حنفیه که شائع است در عین خطبه بعد از حمد و صلوة میگوید و السلام علے ابی حنیفة و اصحابه ظاهر است که رتبه این حضرات که نامهائے ایشان مرقوم شد کم از رتبه امام اعظم نیست پس نزد ایشان هم اطلاق لفظ سلام برین بزرگواران لا

جائز است و مع ہذا در حدیث شریف ہم تجویز علیہ السلام بغیر انبیا آمدہ کہ فرمودہ اند علیہ السلام تحیۃ الموتی بے تخصیص و این حدیث در مشکوٰۃ شریف است باید دید و در قرآن مجید است وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ بے تخصیص بانبیا پس بلاشبہ جایز باشد فقط بندہ خلیل الرحمن بربان پوری مے گوید کہ در صواعق محرقہ آوردہ الآیۃ الثالثۃ قولہ تعالیٰ سلام علی آل یاسین فقد نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان المراد بذلک سلام علی آل محمد وکذا قال الکلبی وعلیہ رفہو صلی اللہ علیہ وسلم داخل بالطریق الاولیٰ او النص کما فی اللہم صل علی آل ابی اوفی وبغوی نیز در معالم التنزیل این روایت ذکر کردہ۔ وقال تعالیٰ فی سورۃ طٰہٰ والسلام علی من اتبع الہدیٰ بلا تخصیص انبیاء ۔۔۔ مکتوب در حال ہمراہیان امام حسینؓ در واقعہ کربلا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام وقتیکہ در کربلا تشریف آوردند ہمراہ ایشان سہ پسر بودند علی اوسط امام زین العابدین کہ در انوقت بیمار بودند پسر دوم علی اکبر بست و دو سالہ عمر داشتند جنگ کردہ شہید شدند پسر سوم در نام ایشان اختلاف است بعضے عبد اللہ و بعضے علی اصغر گفتہ اند ایشان نیز شہید شدند شیر خوارہ بودند حضرت امام ایشان را بسبب غلبہ تشنگی در کنار گرفتہ زبان خود را برای تسکین عطش در دہان ایشان میدادند کہ ناگاہ تیرے از جانب اشقیا بجلقوم معصوم رسیدہ در کنار پدر جان داد و یک دختر ہمراہ حضرت امام علیہ السلام بود سکینہ نام داشت و با حضرت قاسم منسوب بود و در انوقت ہفت سالہ عمر داشت در روایت نکاح ایشان با حضرت قاسم غلط است در انوقت فرصت این کار نبود و آنکہ مشہور است کہ حضرت سکینہ در راہ شام فوت شدند این ہم غلط محض است چنانکہ ایشان بتمامی ایام زندہ ماندند و با مصعب ابن زبیر منکوحہ شدند و زبیر عمہ زادہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہہ است و دختر کلان حضرت امام علیہ السلام کہ فاطمہ صغریٰ نام میداشت او ہمراہ شوہر خود کہ حسن مثنیٰ پسر حضرت امام حسن علیہ السلام بود در مدینہ ماندہ در دشت کربلا نیامد و نام مادر امام زین العابدین شہر بانو ملقب بہ شاہ زنان دختر یزدجرد بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان است و نام مادر علی اکبر لیلیٰ دختر ابی مرہ ابن عروہ بن مسعود کہ سردار بنی ثقیف بود و نام مادر پسر سوم کہ شیر خوارہ بودند بیا و نیست این قدر معلوم است کہ از عرب بود و از نسل بنی قضاعہ و نام مادر سکینہ رباب دختر امرء القیس

بن عدی کہ از بنی کلب بود و از جملہ ازواج خود حضرت امام رباب را بسیار دوست میداشتند و نزد
حضرت امام عزت تمام داشت چنانکہ در عتاب شعرے ہم فرمودہ اند شعر لعمری انی لاحب الدیار
تحل بہا سکینۃ والرباب ۔ یعنے قسم جان خود کہ من آن زمین را دوست میدارم کہ سکینہ و رباب
در آن بنشینند و منزل کنند و نام مادر فاطمہ صغرے کہ دختر کاان حضرت امام علیہ السلام در مدینہ ماند
بود ام اسحاق و حضرت طلحہ کہ یکے از ده یار بہشتی بودند مشہور و معروف اند و حضرت امام باقر در آن وقت
چہار سالہ بودند چرا کہ قبل از واقعہ کربلا کہ در سنہ شصت و یک ہجری شدہ بود بچہار سال پیشتر در
سنہ پنجاہ و ہفت ہجری پیدا شدہ بودند و از جملہ ازواج حضرت امام در آن وقت ہمراہ ایشان شہر بانو
و مادر پسر سوم شیر خوارہ بودند و حال دیگر ازواج معلوم نیست کہ در آن وقت زندہ بودند یا مردہ و فرزندان
حضرت امام حسن علیہ السلام کہ شربت شہادت نوشیدند چہار تن بودند حضرت قاسم و عبد اللہ و عمر
و ابو بکر و از فرزندان حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پنج کس ہمراہ بودند حضرت عباس بن علی
و حضرت جعفر بن علی و حضرت عثمان بن علی و حضرت محمد بن علی و حضرت عبد اللہ بن علی شہید شدند
و عباس بن علی کہ علمدار بودند از فرار حضرت امام در کربلا دو سہ تیر پرتاب روضہ ایشان جدا ست
و دیگر شہیدان کربلا در روضہ حضرت امام مدفون اند و از فرزندان حضرت عقیل حضرت مسلم قبل از
آمدن حضرت امام در کربلا دوم ذی حجہ سنہ شصت از ہجرت در کوفہ شہید شدہ بودند و ایشانرا
حضرت امام از مکہ پیشتر روانہ فرمودہ بودند کہ از مردم کوفہ قول و قرار مستحکم و استوار گرفتہ اطلاع دہند
و دو پسر نیز ہمراہ پدر شہید شدند محمد و ابراہیم نام داشتند و عبد اللہ و عبد الرحمن و جعفر پسران
عقیل بن ابی طالب کہ ہمراہ بودند شہید شدند و از فرزندان عبد اللہ بن جعفر طیار برادر حضرت علی
کرم اللہ وجہہ دو پسر ہمراہ حضرت امام شہید شدند کہ محمد و عون نام داشتند و خواہر زادہ ہای حقیقی
حضرت امام بودند و مادر ایشان حضرت زینب کہ دختر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام از بطن حضرت
بتول بودند خواہر حقیقی حضرت امام بودند و با عبد اللہ بن جعفر طیار نکاح شدہ بود و حضرت امام زین العابدین
و عمر بن الحسن و محمد پسر عمر بن علی و دیگر صاحبزادہ صغیر السن در بندیان رفتند ۔ و حضرت زینب خواہر
حقیقی حضرت امام و شہر بانو زوجہ حضرت امام و حضرت سکینہ دختر حضرت امام و دیگر زنان اہلبیت
ہمراہ بودند در بلاد شام رفتند فقط

نقل خط شاه غلام علی صاحب حضرت سلامت سلمکم الله علی رؤس الفقرا باختیار الفقر
علی الغنا بعد تسلیمات کثیره معروض میدارد که در نیوقت شخصی ظاهر نمود که در مدرسه ما فقیران
مذکور نوکری کفار فرنگ و قبول خدمت افتاده است که فقر را شرف علم و علم را شرف نبی آدم گردانیده
ازین خبر این فقیر بسیار تاسف نمود خاک نشینی فقرا به از صدر نشینی اغنیا هرگز مولوی عبدالحی صاحب
قصد این امر نامبارک نکنند همان پاره قناعت ساخته لله فی الله درس طالبان علم فرمایند و اوقات
بذکر و مراقبه معمور دارند و در نیجا هرگز هرگز متعلق باخلاقه نشوند بترک و تجرید در سازیم و هر نفس را
نفس آخرین انگاریم برای خدا باشیم بطور بزرگان خود و سلف صالح خود زیاده امید وار خموشی است
و بشنیدن خبر نیک انجا دل خوش میشود و بآنچه لایق شان درویشی نیست مشوش معذور خواهند
داشت زیاده چه جواب از مولانا شاه عبدالعزیز صاحب شاه صاحب عرفان مراتب سلمکم الله
تعالی بعد از سلام مسنون الاسلام مکشوف خاطر عاطر باد که رقیمه کریمه وصول عزت شمول نمود
آنچه تردد بخاطر شریف از مذکور نوکری فرنگیان و قبول خدمت افتا از ایشان که درین مدرسه
از چند روز میشود لاحق گردید بوضوح انجامید بعض این خبر صحیح است و بعض ناصحیح اصل حقیقت
اینست که مولوی رعایت علیخان مختار کار فرنگی بسیار مستعد اند مکرر بانیجانب نوشتند که شخصی را از
علماء متدین که مرتشی نباشد و اطلاع بر مسائل فقه داشته باشد نزد انیجانب باید فرستاد تا بنده
در هر واقعه و حادثه بموجب روایات فقه حکم میکرده باشم ازینجانب نوشته شد که صاحب نوکر و مجبور
فرنگیان اند مبادا آنها بتکلیف حکم نامشروع دهند تا این شخص را که ما بفرستیم اختلاط صحبت فرنگیان
ضرور افتد و موجب مداهنت در امور اسلام شود ایشان از انطرف بتاکیدات تمام قلمی نمودند که
اصلا آن شخص را اختلاط فرنگیان نخواهد شد نه از تکلیف حکم نامشروع داده خواهد شد بلکه در مکان
جداگانه در شهر بالاستقلال سکونت خواهند ورزید و آنچه موافق شرع محمدی باشد علی صاحبها الصلوة والسلام
بی و غدغه و بی وسواس حکم نماید بعد از ورود این قسم رقایم ایشان تامل و تفکر نموده شد که این قسم معامله
با کفار که امداد در ترویج احکام شرعیه باشد موافق شرع جایز است یا نه حضرت حق عزوجل این آیه در
خاطر انداخت وقال الملک ائتونی به استخلصه لنفسی فلما کلمه قال انک الیوم لدینا مکین امین قال اجعلنی
علی خزائن الارض انی حفیظ علیم قال البیضاوی فیه دلیل علی جواز طلب التولیة واظهار انه مستعد لها

والتولی من یدالکافر فاذا علم انہ لابد لہ من اقامۃ الحق وسیاستہ الا بالاستظہار بالخلق انبت انچہ تعلق بشریعت
دارد وامّا آنچہ تعلق بطریقت دارد پس ترک وتجرید واختیار فقر وترک مکاسب در طریقت ہمہ بر
میشود کہ اختیار خود الزام این ترک کردہ باشد وبدست شخصے عہد بستہ وتا وقتیکہ الزام این فقر بعہد
برین از شخصے بوقوع نیامدہ باشد باوجود تعلق بعلایق قیام بخدمات مشغولی باطن وذکر وفکر مراقبہ ومشاہدہ
حاصل میشود بالجملہ کسب وتعلق رخصت است از محرمات طریقت نیست والا قضاۃ ودیگر اہل مکاسب
را متقین طریقت جائز نمے شد وحال آنکہ بسے ازین فرقہ اولیاے کبار گشتہ اند بمرتبہ کمال وتکمیل
رسیدہ چہ جاے کسے کہ ہنوز مبتدی باشد آرے ترک وتجرید درین طریقت عزیمت است وانہم بشرط
نبودن عیال یا عدم والدین کہ خدمت آنہا فرض باشد یا اقارب دیگر کہ واجب النفقہ باشند
باز غور کردہ شود کہ درین از ہیچ محذوری از صحبت کفار ومداہنت در حدود اسلام یا موافقت با آنہا در رسوم
کفر یا خوش آمد آنہا ومبالغہ در کذب ودیگر مفاسد کہ مصاحبان اغنیا را ہم میرسد اصلا موجود نیست
پس در اباحت آن در شریعت وطریقت ہیچ شبہہ نماندہ مانند این کہ فلسفا واصحاب مختارین وادیا
را دیدہ وشنیدہ ایم کہ معلم گری وتعلیم اطفال پیشہ میکردند وبمشرب بشارات عمدہ بودند چہ جاے
کسے کہ ہنوز درین وادی قدمے ننہادہ ونام اختیار خود را در دست ترک وتجرید ندادہ بنابر
این امور مرقومہ تجویز کردہ شد کہ مولوی عبدالحی صاحب از نیچا روند اگر مفاسد مظنونہ ومتوہمہ
نباشند نبہا والا بر خاستہ بیایند چون این قدر معلوم شد خاطر شریف را بدرجہ انزعاج نباید
داد واین قدر اجمالا ذہن نشین باید ساخت کہ اینجانب ہم عمرے درین مذکورات صرف کردہ
دانستہ باو اجداد ہمین وضع را دیدہ وشنیدہ یکایک نے بحجت شرعی ونے تجویز در باب طریقت
حرکتے ناملایم کہ درین سر دوراہ مستہجن ومستقبح باشد انشاء اللہ تعالے نہ برای خود ونہ غیر خود تجویز
خواہد کرد زیادہ چہ نویسد والسلام والاکرام رقعہ شاہ غلام علی صاحب موسومہ مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب۔ حضرت سلامت معارج القدس چہ کتاب است واز کیست چہ بیان
مینماید باید فرستاد برای یکدو زیادا حوال اجمال مطالب آن تحریر فرمایند زیادہ چہ جواب از
مولانا صاحب ممدوح۔ شاہ صاحب غفران مراتب سلمکم اللہ تعالے بعد از سلام مسنون مکشوف باد
معارج القدس تصنیف امام غزالی است رحمۃ اللہ علیہ فی معرفۃ النفس وقواہا وتہذیب اخلاقہا

و اصلاح فساد ها لیکن بیان بطور حکمت مع شوب قلیل من قواعد التصوف و السلوک و کتاب
الطاف القدس فی معرفة النفس تصنیف ولی نعمت مرحوم علیه الرحمة در معرفت لطائف نفس بر قواعد
تصوف و سلوک است بحض بالفعل باین طریق ثانی انفع و اسهل است اگر مطالعه منظور باشد الطاف القدس
مطالعه باید فرمود و کتاب معارج القدس اخلاق غایت بسیار دارد معهذا غور در مطلب آن درین زمان صعوبت
دارد و زیاده بجز دعا سعی مراتب عرفان و کمال چه نویسد والسلام المرقوم ۲۰ رجب سنه ۱۲۳۶ هجری قدسی

سوال انسان را بعد موت ادراک و شعور باقی ماند و زائران خود را می شناسد و سلام و کلام
ایشان را می شنود یا نه - جواب انسان را بعد موت ادراک باقی میماند بر این معنی شرع شریف
و قواعد فلسفی اجماع دارند اما در شرع شریف پس عذاب قبر و تنعیم القبر بتواتر ثابت است و تفصیل آن
دفتر طویل میخواهد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی و القبور که تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی
است و دیگر کتب حدیث باید دید و در کتب کلامیه اثبات عذاب القبر مینمایند حتی که بعض
اهل کلام منکر آنرا کافر میدانند و عذاب و تنعیم بغیر ادراک و شعور نمیتوانند شد و نیز در احادیث صحیحه
مشهوره در باب زیارت قبور و سلام بر موتی و همکلامی با نها که انتم سلفنا و نحن بالاثر و انا ان
شاء الله بکم لاحقون ثابت است و در بخاری و مسلم موجود است که آنحضرت صلے الله تعالے
علیه و علے آله و سلم با شهداء بدر خطاب فرمودند هل وجدتم ما وعد ربکم حقا مردم عرض کردند یا رسول
الله أتتکلم من اجساد لیس فیها روح فرمودند ما انتم باسمع منهم و لکنهم لا یجیبون در قرآن مجید
ثابت است لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتاهم الله
من فضله - بلکه از احوال پس آیندگان خود هم خوشی و بشارت ثابت است - و یستبشرون بالذین
لم یلحقوا بهم من خلفهم الا خوف علیهم و لا هم یحزنون بالجمله انکار شعور و ادراک اموات اگر کفر نباشد
در الحاد و بودن او شبهه نیست و اما قواعد فلسفیه پس بقاء روحانی بعد از مفارقت و بقاء شعور و ادراک
و لذت روحانی مجمع علیه فلاسفه است الا جالینوس و لهذا او را در فلاسفه نشمرده اند پس ظاهر است
که بدن دائما در تحلل است و روح در شعور و ادراک دائما در ترقی است پس مفارقت بدن
در سلب ادراک و شعور او چه قسم تاثیر تواند کرد سوال اگر ادراک و شعور میماند بقدر حیات میماند
یا زیاده و کم میشود - جواب ادراک و شعور اهل قبور بعد موت در بعض امور زیاده میشود و در بعضی

انچہ تعلق بامور غیبیہ دارد ادراک آنہا زیادہ است وانچہ تعلق در امور دنیویہ باشد ادراک آنہا کم وسبب آنست کہ التفات توجہ ایشان در امور غیبیہ زیادہ است و در امور دنیویہ کم باین جہت تفاوت واقع میشود والا اصل ادراک وشعور یکسان است بلکہ مگر تامل کردہ شود در دنیا نیز توجہ والتفات بزیادتی وکمی در شعور وادراک واقع شود چنانچہ دقائق علمیہ را وکلای دربار کم می فہمند ولذائذ طعام ومحاسن نساء وکیفیت نغمات واوتار را امیرزادہ ہا خوب ادراک میکنند وعلماء وفضلاء ادراک آن چیزہا بسیار قاصر اند این ہمہ سبب قلت توجہ والتفات دانند وکثرت آن سوال از انبیا علیہم الصلوۃ والسلام واولیاء کرام وشہدا وصلحای عالیمقام بعد موت شان استمداد باینطور کہ یا فلان از حق تبارک وتعالے حاجت مرا بخواہ وشفیع من شو ودعای من بخواہ درست است یا نہ جواب استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور باشد یا غائبانہ نزد یک شبہ بدعۃ است در زمان صحابہ وتابعین نبود لیکن اختلاف است دران کہ بدعت سیئہ است یا حسنہ ونیز حکم مختلف میشود باختلاف طرق استمداد اگر استمداد باین طریق است کہ در سوال مذکور ست پس ظاہر الجواز است زیرا کہ درین صورت شرک نمی آید مانند استمداد از صلحا بدعا والتجا در حال حیات واگر بوجہ دیگر است پس حکم آن موافق آن خواہد بود ودر حدیث برای روان شدن حاجت اینقدر آمدہ است عن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالے عنہ قال ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فہو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضا فیحسن الوضوء ویدعو بہذا الدعاء اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجہت بک الی ربی لیقضی لی حاجتی ہذہ اللہم فشفعہ فی رواہ الترمذی وکذا فی المشکوۃ سوال کسے صاحب باطن یا صاحب کشف بر مبنوا ایشان مراقب شدہ چیزے از باطن اخذ میتواند نمود یا نہ جواب میتواند نمود سوال برای زیارت ایشان روز تعین نمودن یا روز عرس ایشان کہ معین است کردن درست است یا نہ جواب برای زیارت قبور روز معین نمودن بدعۃ است واصل زیارت جائز وتعین وقت در سلف نبود این بدعت ازان قبیل است کہ اصلش جائز است وخصوصیت وقت بدعۃ مانند مصافحہ بعد العصر کہ در ملک توران وغیرہ رائج است وروز عرس برای یاد دہانیدن وقت وعا برای میت اگر باشد مضائقہ ندارد لیکن التزام آن روز نیز بدعۃ است از ہمان قبیل کہ گذشت سوال بر قبور آبپاشی کردن وگل ودیگر خوشبو نہادن درست است یا نہ وانان سرور میت را

میرسد یا نه جواب آب پاشی کردن بر قبور بعد از دفن آمده است لیکن بعد از طول مدت نیامده
واما اگر قبر خام باشد برای استحکام آن یا پاک کردن قبر از نجاست جانوران چرنده و پرنده باشد
مضایقه ندارد والا بدعت است و نهادن گل و خوشبو بر قبر ما خوذ از ان ست که کفن میت را بخوشبو و
کافور و دیگر چیزها ازین جنس مثل حنوط یعنے اگر بجه آمده است و حال آنکه میت در قبر است اینچنین با بر قبر
مے نهند تا مشابهت به میت تازه بهم رسد محتمل است که ازین نهادن خوشبو سر و بمیت میرسد زیرا که
در بیحالت روح بسیار متلذذ باستعمال خوشبو میشود و روح باقیست هر چند آله وصول خوشبو بروح
در حالت زندگی که قوت شامه است مفقود است اما قیاساً بر لذات که میت را میرسد بعد موت
از روی شرع شریف ثابت یعنے لذتهای عالم که در احادیث صحیحه آمده است که فیاتیه من روحها
وطیبها و در حق شهدا در قرآن مجید وارد است یرزقون فرحین اثبات میتواند نمود سوال نذر میت
بر خود واجب گردانیدن و قبر پوش گذرانیدن چه حکم دارد جواب حکم نذر برای موتے نمودن
تفصیلے دارد که در فتاوای عالمگیری در کتاب الصوم مذکور است چنانچه ترجمه عربی بعینه در بیجا نوشته
میشود و آن اینست نذر یکه واقع میشود از اکثر عوام باین صورت است که مے آیند بسوی قبر بعض صلحا و
بزرگان و بر میدارند پرده قبر از ایشان در حالیکه میگویند ای سید فلان اگر حاجت روائی من شود
پس برای شما از طرف من این قدر زر باشد مثلاً این چنین نذر باطل است بالاجماع آرے اگر
گفته شود یا الٰهی نذر کردم برای تو اگر شفا دهی مریض را یا مانند آن طعام بخواهم داد فقرا را که بر دروازه
سید نفیس اند یا مانند آن یا خرید خواهم کرد بوریا یا مانند مسجد یا روغن زیت برای روشنی ان مسجد
یا درا هم خواهم داد برای کسیکه شعائر مسجد میکند از قسمیکه دران نفع فقرا باشد و نذر برای خدا و ذکر
نمودن شیخ جز این نیست که آن محل صرف نذر است برای مستحقان نذر جائز است لیکن حلال
نیست صرف کردن مگر بسوی فقیران نه بسوی صاحب علم بسبب علمیت او و نه حاضرین شیخ مگر که باشد
از جنس فقرا و وقتیکه معلوم کرده شد این مقدمات پس چیزیکه گرفته میشود بسوی اینها پس حرام است
باجماع ما و امیکه قصد کرده نه شود صرف آنها بفقیران زنده و بتحقیق مبتلا شده اند مردمان باین نذر
ممنوع انتهے و چادر پوشانیدن بر قبر حرکت لغو است نباید کرد مثل دیوار گیری و سقف بلند بلکه
ازین سود نه چرا که دیوار گیری بند شدن عناکب و دیگر حیوانات موذیه و همچنین در سقف بند شدن

پنجال کنجشکان وشپرکان ومانند آنہا متوقع است ودر پنجا ہیچ نیست مگر زینت دخوشنمائی بیجا وورعایت
شریف وارد است کہ نہی رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ وسلم ان تکسو الحجارۃ والطین باللہ
تعالے اعلم **سوال** در مسئلہ وحدت وجود کہ مسلک صوفیہ صافیہ است رح علمای متکلمین را انکار است
پس اگر ما در دام تقلید صوفیہ کردہ اعتقاد خود را موافق مسلک ایشان درست کنیم کہ بعقیدہ ایشان حشر
کردہ شویم وپیروی اہل حق کردن درست است یا نہ وطالبیکہ ہنوز بمرتبہ صوفیہ نرسیدہ ونہ عالم
متکلم شدہ در بنباب بہ تحقیق کدام فریق را حق داند واگر مسئلہ وحدت الوجود حق است مجتہدین کہ
علما وعرفا بودند چرا تلقین وفہمانیدن آن بہر کس مسلمان نکردند واجمالا در کتب کلام چرا بیان
نکردند واز عقیدہ حق چرا اغماض نمودند **جواب** وحدۃ الوجود حق ومطابق واقع است چرا کہ
دلائل عقلیہ ونقلیہ بران قایم است چنانچہ در رسالہ ادلۃ التوحید شیخ علی مہایمی گجراتی مشروح
ومبسوط است علمای متکلمین بانکار این مسئلہ ہمگی دو وجہ است اول آنکہ برین مسئلہ بسبب
کمال دقت وباریکی شبہات عقلیہ ونقلیہ بسیار دارد وبیشوند در نظر آنہا حل آن شبہات میسر نشدہ
ناچار بانکارش آمدند اینست حال شطحیان از متکلمین - دوم آنکہ این مسئلہ از اسرار است شرایع
وادیان موقوف بر دانستن این مسئلہ نیست بلکہ عوام را تلقین این مسئلہ موجب انفتاح باب
الحاد است واباحۃ شر وفساد ہت ومداہنت در امتثال تکلیفات میگردد پس بیان این
مسئلہ در کتب عقائد بنا بر باریکی دوقت آن ممنوع ومحذور است وامساک لسان ازان واجب
دانند چنانچہ در حدیث شریف است اذا ذکر القدر فامسکوا واذا ذکر اصحابی فامسکوا واذا ذکر النجوم
فامسکوا پس معلوم شد کہ تفصیل وتفتیش وتحقیق در امثال این مسئلہ دقیق منجر بضلال واضلال
میگردد اینست حال محققان متکلمین ومعہذا این جماعۃ اجمالا در تصانیف خود ہا ایمار اجمالی این
مسئلہ داده اند کالغزالی والرازی وغیرہما من الائمۃ فی ہذا الفن اگر تفصیلش منظور باشد
در کتاب تنبیہ المحجوبین مطالعہ باید کرد وبالجملہ انکشاف این مسئلہ در ابتدا بدلائل در سمیات
نبوده است بلکہ محض بموہبت ومعرفت است وانکشاف این مسئلہ بر تحصیل وکسب نیست بلکہ
بر ورود حالات باید داشت آرے اگر کسے را القا حسن ظن بر اولیاء اللہ کہ باین مسئلہ متکلم
شدہ اند منظور افتد خواہد کہ در جناب ایشان بد اعتقاد نشود در رسائل توحید نظر کند تا بر دلائل

عقلیه و نقلیه متوقف یافته اعتقاد فاسد در حق اولیاء الله بهم نرساند مضائقه ندارد والا اسلام در یا
این مسئله نظر بر ذوق عقلی نیست و همین گفته اند که هر طور در ارطور العقل و نیز گفته اند اذا قلنا سر چیز گوید و نا گوید که
عامی هنوز باین مرتبه نرسیده است و نه عالم منظم شده مکالمه است بلکه اجمالا داند که صوفیه صافی
گویند حق است و فهم من بان نمیرسد مثل ایمان به تشابهات قرآن مجید و نیز بداند که علماء متکلمین که
اعتماد بر قول آنها است انکار صریحش نکرده اند بلکه سکوت فرموده اند و از بیان آن دم در کشیده اند
لوجه الاولی و کناه آرے متعلقان علماء متکلمین سکوت ایشان را انکار گمان کرده اند مثل
تفتازانی و قاضی عضد و دیگر متاخرین لیکن معلوم است که درین باب مقتدایان غزالی و
امام رازی و امثال آنها اند نه متاخرین سوال ۱۷ کسے کلام الله یا آیت کلام مجید را بر طعام خواند
چه حکم است شخصے میگوید که کلام الله بر طعام خواندن انچنان است که کسے در جامے ضرور بنجواند خود با نه
منها جواب باین طور گفتن روا نیست بلکه سوء ادبی است اگر انچنین گفت که در همچو اینجا خواندن
سوء ادب است مضائقه ندارد و آنهم وقتے است که بطریق وعظ و پند نخواند والا بطور وعظ و پند
منع از شرک و بدعت خواندن در هر جا روا است بلکه برای رد بدعت گاه واجب میشود سوال اگر
کسے بیمار را منت میکند که سازد آن جانور حرام گردد یا نه طعام منت بزرگان و طعامیکه برائے
اولیاء مردگان پخته میفرستند خوردن آن جائز است یا نه جواب جانور درین صورت حرام میشود
و دیگر اشیاء بهمچنان که بطور منت باشد خوردن آن قریب بحرام است بشرطیکه نیت نذر غیر الله باشد
مانند گلگلهاء شیخ سدو سه منی بو علی قلندر و غیره دنان و حلوائی مردگان بطور خیرات برسانیدن ثواب
بایشان میکنند و آنرا مانند دیگر طعام متبرک نمیدانند اگر محتاجان را دهند و احسان بر ایشان نهند و
درمیان برادری آنرا بطور بهاچی بجزء تقسیم نکنند امید ثواب دارد فقط و طعام فرستادن بخانه اهل
میت تا سه روز مباح است سوال ۱۸ شخصے برای مصارف قبور اولیاء الله اراضی مقرر کند پس غلبه
ان اراضی خوردن بخدام آن قبر یا کسے دیگر جائز است یا نه و نیز مبلغ نقد که بر قبور میدهند خدام
را یا دیگر کسانرا خوردن میرسد یا نه جواب مصارف قبر هیچ معنے شرعی ندارد و مگر همان وقت که
مرده دفن میشود اگر کسے اراضی از ملک خاص خود بنا بر خادمان قبر وقف کند خادمان را خوردن
آن جائز است بشرطیکه شرائط منت بجا آرند و آن شرط اینست که مردم را از طواف و سجده قبر

چیست و نجاوت او متفق علیہ است پس امامت باغی چہ مضائقہ دارد و منع بعضے علما از حدیث او بعضے اور امی نویسند کہ مجتہد نبود لہذا اگر شریک اجماع بر خلافت حضرت علی رض نشد ضرر ندارد پس این قول منافی آنست کہ ابو رافع از ابن عباس رض حکایت کرد کہ در یک نماز درود و میخواند و آن خلاف روایت حدیث صحیح است در جواب فرمودند انہ فقیہ کذا فی البخاری و نیز در مشکوۃ مذکور است قال ابن عباس رض انہ فقیہ پس او اگر مجتہد نباید گفت و توجیہ آن چیست جواب آنچہ در قول عقائد مرقوم است کہ صحابی را طعن نباید کرد درست است اما روایت حدیثے متضمن وجہی از وجوہ طعن در بعضے صحابہ باشد یا کسے ندارد و بالجملہ غرض اصحاب متون باین لقب صحابہ است نہ انکہ صحابہ کلہم معصوم اند کہ وجہے از وجوہ طعن نداشتند چہ ارتکاب بعضے صحابہ شرب خمر ثابت شدہ چنانچہ در مشکوۃ است و بارہا آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ و علے آلہ وسلم اقامت حدود بر آنہا کردہ اند حد حسان بن ثابت و سطح بن اثاثہ قذف ثابت شدہ و بر آنہا حد نیز جاری گشتہ و از ماعز اسلمی زنا صادر شدہ و مرجوم گردیدہ آری زلات و خطای این مردم من حیث الصحابیۃ و طعب الاحترام اند از ان قبیل نیستند کہ امت زبان طعن دراز کند تا وقتیکہ نفاق و ارتداد آنہا بالقطع علوم نگردد مثلا در حق ابوذر غفاری رض در حدیث صحیح بخاری وارد شدہ انک امرء لیک جاہلیۃ حالا امر مردم را نمیرسد کہ گویم ابوذر رض مرد جاہل بود و ہمچنین در حق ابوجہیم کہ از عمدہ صحابہ است در صحیح بخاری وارد شدہ کہ لانبع عصاہ عن عاتقہ کنایہ از آنست کہ او بسیار ضرب و سیاست می کند زنان و خادمان نبود را حالا امر مردم را نمیرسد کہ گویم ابوجہیم مرد ظالم بود بلکہ اگر نظر فکر بالاتر اندازیم در یابیم کہ بعضے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام را از خدا تعالے در مقام عقاب الفاظ عتاب آمیز وارد شدہ است پس ہرگز جائز نیست کہ بمقتضای آن الفاظ در حق آنحضرات تکلم نمایند مثل عصی آدم ربہ فغوے حال آنکہ حضرت آدم علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام را عاصی و غاوی گفتن کفر است و مثل لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین و اذا لقی الے الفلک المشحون فانتقمنا الجوت ذوالنون کہ در حق یونس علیہ السلام علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام آبق و ظالم و ملیم گفتن ہیچکس را جائز نیست پس عبارت متون ہم درست است نظر الی مراعات الادب الواجب علے الامۃ و حدیث مذکور ہم صحیح المعنے نظر الے الواقع و ہمین است صحیح عقاید اہل سنت شکر اللہ سعیہم و

انچہ در کتب اصولیہ مرقوم است کہ الصحابۃ کلھم عدول پس مراد آنست کہ صحابہ کلھم در روایۃ
حدیث از انحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم مامون و معتبر اند ہرگز از ایشان کذب در روایات
حدیث ثابت نشدہ چنانچہ بتجربہ و تحقیق رسیدہ کہ در مقدمات دیگر کسے از ینہا دروغ گفتہ باشد تا انکہ
مصدر گناہی نشدہ اند چنانچہ عنقریب گذشت کہ بعضے از ینہا در حضور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بارتکاب کبائر محدود گشتہ آری کبار صحابہ از صدور گناہان عمداً محفوظ اند و بحث در اجتہاد و غیر اجتہاد
ایشان حالا اصلا مفید نیست زیرا اگر مجتہد بودند درین مسئلہ یا بالیقین خطا نمودند چہ اجتہاد در مقابلہ نص
اصلا اعتبار ندارد و آمدیم بر تحقیق حال واقعی پس بعد از تفتیش و تفحص روایات معلوم میشود کہ ایشان
در آخر عمر رتبہ اجتہاد بہم نرسانیدہ بودند اما پایہ علمی کم داشتند و عبور بر جمیع احادیث حاصل نبود بخلاف
کسانیکہ بحضور آنجناب بپایہ اجتہاد و کامل رسیدہ بودند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجتہدات
ایشان را تصویب فرمودند و بہ فتوی و تعلیم اجازت فرمودہ بودند مثل حضرت عمر و علی رض و مثل
عبداللہ بن مسعود و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و امثالہم پس ہر کہ اجتہاد ایشان را نفی کند درست
است زیرا کہ در حضور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایشان را آنمرتبہ حاصل نبود آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم در ہیچ مسئلہ بر صحت اجتہاد معاویہ حکم نفرمودہ اند تا اجتہاد ایشان معتبر و مفتی بہ تواند شد
و ہر کہ ایشان را مجتہد گفت نیز درست گفت زیرا کہ در اخیر عمر بسبب سماع احادیث کثیرہ از صحابہ
دیگر در بعضے مسائل فقہ دخل میکردند ہمین است معنے قول ابن عباس رض کہ انہ فقیہ و خروج ایشان
از ہر اجماعیکہ بر خلافت حضرت علی رض منعقد شدہ بلکہ ندارد زیرا کہ در آنوقت اجتہاد ایشان آنقدر
رتبہ نداشت کہ ایشان را در اہل حل و عقد توان شمرد علاوہ آنکہ خلافت حضرت علی رض عند المحققین
بنص ثابت است در مقابلہ نص اجتہاد را اصلا اعتبار نیست کذا فی حل المتعۃ المنسوب الی ابن
عباس رض و عدم ایجاب الغسل علی من جامع من غیر انزال المنسوب الی ابی ابن کعب و غیرہ من
الانصار سوال در بعض کتب مرقوم است کہ بعضے صحابہ از عشرہ مبشرہ در نماز جمعہ حاضر بودند
و مروان در خطبہ سب حضرت علی رض کرد صحابہ مذکور عقب آن نماز خواندند و حکم تکفیر او نکردند مگر از
سب حضرت علی رض البتہ شدت و تشنیع بر مروان کردند عجب است کہ اہانت علم و علما کفر است چنانچہ
در اشباہ و النظائر موجود است پس ایشین اہانت صحابی اجل چرا کفر نباشد تو بہ آن چیست

مسئول عقائد معتبره و شروح آن همینو یسند که کفار مخلد در نار اند و مومنان در جنت خواه قبل از یم یا بعد او خواهند آمد پس دران مشرکین و اهل کتاب و اهل بدع که هوای آنها بکفر رسیده و تکفیر کننده شیخین وغیره و منکر فضیلات دین و اصل اند یا نه و در آیه ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک آه که احتمال دارد کفار غیر مشرکین محل مغفرت باشند و از حدیث معلوم میشود که همه از نار خواهند برآمد الا من حبسه القرآن و شیخ عبد الحق رح گفته که همه از دوزخ خواهند برآمد الا کفار و قسم مشرکین نوشته و در مرتبه چهارم که رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم شفاعت بقیه جهنمیان خواهند کرد و حکم خواهد شد که به شفاعت تو نخواهیم بخشید مگر آخرش مغفور شوند آن کدام فریق اند همین کفار غیر مشرکین اند یا مومنان که ذره ایمان در دل ایشان میباشد علی التفصیل مع ترجمه آیه مذکوره که مراد از من یشرک کیست تلمی فرمایند جواب اجماع علماء منعقد است بر انکه خلود در نار خاصه کفر است مطلقا خواه شرک باشد یا انکار نبوت یا انکار احکام قرآن هیچ تفاوت نیست و در آیه ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء مراد و ما لفظ ما دون ما سوی نیست بلکه ادون و اسفل مراد است یعنی آنچه کمتر از شرک باشد و اقسام کفر کمتر از شرک نیستند یا کبیره شرک اند یا بالجمله اجماع علماء اهل سنت بر انکه جمیع کفار در مخلدین مشرکین اند مفید دلیل قطعی است بر صحت حکم نزد ما آمدیم بر انکه سند این اجماع چه چیز است و این اهل در معارض اشاره این آیه یعنی یغفر ما دون ذلک لمن یشاء معتمد اند شد یا نه پس تحقیق در کتب بسوط علم کلام است جمعے نوشته اند که جمیع انواع کفر راجع بشرک میشوند و مستلزم آن میگردند پس محتمل مغفرت نباشند پس این آیه مثلا اهل کتاب که انکار رسالت محمود ند پس گویا چنین معتقد میشوند که معجزات پیغمبر آخر الزمان که فعل الهی تعالی برای تصدیق پیغامبر است فعل غیر او تعالی است پس اثبات قسمة خلق معجزه مر غیر خدای تعالی را لازم شد چنانچه عقیده ایشان است و هو عین الشرک و علی هذا القیاس در جمیع اقسام کفر تکلفات نموده اند لیکن نزد محققان دلیل این اجماع آیات کثیره اند که زیاده از پنجاه آیه خواهند بود و همه دلالت دارند بر انکه کفر بآیات الله تعالی مستلزم خلود نار است خواه شرک باشد یا غیر آن قوله تعالی ان الذین کفروا بآیاتنا سوف نصلیهم نارا کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غیرها لیذوقوا العذاب الی غیر ذلک من الآیات و در حدیث مقام محمود الا من

حبب القرآن وارد شده صحیح لیکن قرآن مخصص آیه ان الله لا یغفر ان یشرک به تا آخر آیه نیست بلکه
آیه ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین نیز داخل قرآن است وبابین سبب شیخ عبد الحق
کفار را مطلق آورده وقید مشرکین ننوشته ودر حدیث شفاعت که بقیه جهنمیان را بعفو الهی تعالی
خواهند بخشید وخواهند برآورد ومیان مومنان اند که اهل ایمان قلیل دارند وعمل نیک نکرده چنانچه در همین
حدیث واقع است لم یعملوا خیرا قط ومراد ازان عمل جوارح است نه اهل ایمان واهل التفسیر مشرکین را
شامل جمیع انواع کفر نوشته اند وکفر را معنے اصطلاحی شرعی لفظ شرک گردانیده اند پس معنے ان الله
لا یغفر ان یشرک به نزد ایشان لا یغفر ان یکفر به است چنانچه قاضی بیضاوی در تحت آیه ولا تنکحوا
المشرکات مینویسد نعم الکتابیات لان اهل الکتاب مشرکون بقوله تعالے وقالت الیهود عزیر
ابن الله وقالت النصاری المسیح ابن الله لقوله سبحانه وتعالے عما یشرکون ولکن خصت عنها
بقوله تعالے والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وبخبر الرسول صلے الله تعالے علیه وعلی
آله وسلم باجماع الامة روی الحسن عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلے الله تعالے علیه
وعلے آله وسلم تزوجوا نساء اهل الکتاب ولا تزوجوا نساءنا فان فعل کیف اطلقتم اسم الشرک
علے من لم ینکر نبوة محمد صلے الله علیه وسلم قال ابو الحسن ابن الفارس لان من یقول القرآن
کلام غیر الله تعالے فقد اشرک بالله وغیره انتهے وتحقیق آنست که سابق مذکور شد یعنے آیات کثیره قرآن
در تخلید کفار در نار دلالت صریح دارد مطلقا ایما عنیاید بلکه به تخصیص صریح اهل کتاب نیز چنانچه آیه ان الذین کفروا
من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جهنم خالدین فیها وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودة الی قوله
فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون وجمیع اهل بدعت وهوا که بدعت ایشان بکفر رسیده داخل
آیه ان الذین کفروا من اهل الکتاب اند به تعمیم مشرک نیست ومراد ازا دون ذلک نیست مگر
ذنوب ومعاصی خواه کبیره باشد یا صغیره جمعا بین الادلة سوال نیز در جمیع متون کلامیه مرقوم است
که صحابی را طعن نباید کرد مضمون حدیث که ثم یکون ملکا عضوضا یقینا معاویه ملک است که بعد
سی سال شده است پس اگر کسے معاویه را بمقتضای حدیث طعن کند چه مضایقه دارد به سبب
ظلم وغیره که لوازم عضوضیت است که نسبت باو کنند وگرنه توجیه حدیث شریف وعقاید اهل سنت
چیست ودر مسلم وغیره مذکور است که الصحابة کلهم عدول پس توجیه بغاوت وعضوضیت ایشان

منع کنند و از فواحش انجا بپرهیزانند و از داشتن نذر و منت از نقد و جنس بر قبر منع کنند و دفع
مانند اگر شرط خدمت نه بجا آورده خورند و خورانند حرام است سوال رهن داشتن اراضی
و امثال آن مصولش منتفع شدن درست است یا نه اگر راهن محصول اراضی را بمرتهن هبه سازد و جایز است
یا نه جواب رهن داشتن اراضی مملوکه درست است و قبضه خود داشتن بر آن ضرور و محصول گرفتن
هم در قبضه کردن است اما باید که محصولش را نگاه دارد و در مبلغ خود وصول شمرد و قتیکه مبلغ خود
بگیرد و اینقدر وضع کرده و بدهد همچنین است حال کرایه حویلی و باغ و مکانات که دران کرایه جایز است
بکرایه داده در مبلغ خود وصول کند و هبه کردن راهن بمرتهن محصول اراضی وغیره را صحیح نیست
زیرا که در هبه قبض موهوب شرط است با قباض واهب که چیزی را از ملک خود و برکرده در ملک غیر اندازد
پس هرگاه که در ملک او نیامده است هبه آنوقت چگونه صحیح شود اگر گویند که هبه در هر سال دوماه میشود
با نیمعنی که اول در ملک مالک زمین محصول داخل میگردد من بعد از ملک او بیرون آمده در ملک مرتهن
می در آید پرسیده خواهد شد که از ملک مالک چگونه بیرون رفت اگر عقد اول برین کرده است
غلط است زیرا که در آنوقت اقباض نیست و اگر عقد هر ساله و هر ماهه برا بن کنند آن عقد در گردنها
نیست پس بهر حال محصول و کرایه اراضی مکانات مرهونه همیشه در ملک مالک آنها داخل میشود
و مرتهن قابض آنها میشود و نیابته از مالک پس تا وقتیکه در قبضه مرتهن است در قبضه راهن
است زیرا که مرتهن نائب او ست در تحصیل منافع مرهون باعتبار عرف زمانیان حال اگر
مرتهن آن منافع را براهن رساند او آنرا قبض کرده بمرتهن هبه کند بابت قبض نفع او را خواهد رسید
و این در حقیقت ربوا است پس اگر آن بیچاره بمرتهن ندهد از وی مرتهن خوشنود نخواهد شد و بدین
معامله راضی نخواهد بود بلکه فسخ معامله خواهد کرد پس در یصورت آنچه اهل زمانه کنند حیله سود خواری
برآورده اند لیکن این حیله هم هیچ قوت ندارد و باعتبار فقاهت مطلق ناروا است و داخل در سود
شیطان دشمن انسان است بهر حیله خواهد که او را بسوی دوزخ برد و طریق شیطان همان که بنظر عقل
ناقصان آنرا طریق صلاح میدانند و اگر صلاح ندانند چگونه در ربقه شیطان در آیند سوال بخشتن طعام
در ایام ربیع الاول برای خدا و رسانیدن ثواب آن بروح پرفتوح حضرت سرور کائنات صلے اللہ
تعالے علیہ و آلہ وسلم و یا حضرت امام حسین علیہ السلام در ایام محرم و دیگر آل اطہار سید مختار

صحیح است یا نه جواب انسان در کار خود مختار است میرسد که ثواب عمل خود ببزرگان
ایمان گرداند لیکن برای اینکار وقت و روز تعین نمودن و ماهے مقرر کردن بدعت است
آرے اگر وقتے بہ عمل آرند کہ دران ثواب زیادہ شود مثل ماہ رمضان کہ عمل بندہ مومن دران بہفتاد
درجہ ثواب زیادہ دارد مضایقہ نیست زیرا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وعلے الہ وسلم بران ترغیب
فرمودہ اند بقول حضرت امیر المومنین علی مرتضے رض و ہر چیز کہ بران ترغیب صاحب شرع و تعین
وقت نباشد آن فعل عبث است و مخالفت سنت سید الانام و مخالفت سنت حرام است پس ہرگز
روا نباشد و اگر دلش خواہد مخفی خیرات کند و ہر روز یکہ باشد کما نمود نشود سوال کسیکہ از قوم
قزلباش یا دیگر کہ زنان ایشان پردہ نمیکنند امام شود پس با او اقتدا کردن چہ حکم است جواب پردہ
شرعی در شریعت ہمین است کہ زن از سر تا قدم چادر کشیدہ باشد پس اگر زنان ایشان بچادر
میگردند و زنا کاری زنان مذکورہ در مردم مشہور نیست اقتدای مقتدیان بایشان مکروہ و اگر
زنا کاری ایشان مشہور شدہ باشد اقتدا حرام و درین صورت بر مردان زنان مذکورہ فرض است
کہ زنان خود را از بدکاری و بے پردگی مانع آیند و اگر آنہا باز نیایند طلاق دہند وگرنہ دیوث
خواہند بود اقتدا در نماز ایشان منع خواہد شد لیکن اگر خواندہ اند قضا آن نماز واجب نیست
زیرا کہ پس ہر فاسق و فاجر جائز باشد سوال طلاق دادن زوجہ بسبب نافرمانی و خطا کردن
جائز است یا آنکہ موقوف بر نافرمانی نیست ہر گاہ کہ خواہد طلاق دہد جواب طلاق دادن بر دو وجہ
است یکے مسنون و دوم مباح مسنون ہمان است کہ بے سبب طلاق ندہد زیرا کہ طلاق دادن
نزد خدا تعالے از چیزہائے پسندیدہ نیست بلکہ بنا چاری مباح است و مباح آنست کہ آدمی مختار است
اگر بے سبب ہم طلاق گوید بے افتد و زن از ربقہ اطاعتش بیرون میرود و درین صورت ہم
اگر برائے زیادتی ثواب نکاح باشد قریب بسنت است بلکہ در سنت خلفای راشدین داخل است
چنانچہ حضرت امام حسن رض زنہا را نکاح کردی و طلاق ہم دادی و باز نان دیگر ہم نکاح کردی
و درین سبب ثواب منظور داشتی پس اینقدر سبب در مسنون بودن طلاق کافی است و سبب
این از حضرت امام حسن رض پرسیدہ بودند فرمودند من میخواہم کہ بسیار قوم را بسبب من با پیغمبر
خدا صلے اللہ علیہ وسلم رشتہ مصاہرت پیدا شود و در حق ایشان بروز محشر کار آید سوال در

وسب شیخین بد کرده است وسب حضرت علی رض چرا کفر نباشد ترجیح بلا مرجح جمع است حالانکه بزرگی و علو مرتبت در همه متواتر المعنی است وبه فضیلت ابی بکر رض بعضے قطعی میگویند وبعضے ظنی چنانچه امام رازی وآمدی وسید شریف وعلامه تفتازانی تا شاه عبدالحق رحمهم الله این خلاف نیست وعقیده برکدام چیز باید داشت ودرین بزید توقف در بعضے منقول است پس تحقیق درین امر چیست جواب حضرت ختنین رض سب کننده یعنی خود را حکم بکفر فرموده اند اما حضرت عثمان رض پس در مشکوة موجود است که هر گروه از اهل جهان ایشان را تصور کرده اند از طرف خود در مسجد نبوی نصب کردند وآن ملعون سب حضرت عثمان رض مینمود مردم از حضرت پرسیدند که اگر امام عامه وقد نزل بک بازی ویصلی بنا امام فتنه ما تقول فی ذلک حضرت عثمان رض فرمودند الصلوة احسن ما یعمله الناس فاذا احسن الناس فاحسن معهم فاذا اساء واجتنب اساءتهم پس اجازت دادند همراه آن مبتدع نماز گذارند واگر حکم بکفر میفرمودند نماز چگونه ادا میشد اما حضرت علی رضی الله عنه پس حد وار قطنی ودیگر کتب حدیث مروی است که از حضرت علی رض سوال بنافت شامیه پرسیده بودند امشرکو هم قال من الشرک فروا باز پرسیدند امنافقو هم فرمود من النافقین لایذکرون الله الا قلیلا باز پرسیدند که مرتکب کبیره وبدعت شده اند اینها چه اعتقاد باید کرد وچه باید گفت فرمودند اخوانا بغوا علینا یعنی مسلمان اند لیکن مرتکب کبیره وبدعت شده اند اینها بقضای فرموده ختنین رض قدما ما اصحابنا سب ختنین را بدعت وفسق نوشته اند لیکن بدعت وفسق عظیم بخلاف سب شیخین که در ان این قسم آثار دارد ونشده اند پس حکم بکفر نمودن سب ختنین از قبیل استحسان بالاثر است که بخلاف قیاس بعمل آورده اند چنانچه در مسئله بیع واستصناع وغیرهما بالعمل آورده اند والا قیاس تقاضا میکند که سب هر همه اینهمه کفر باشد وهمو اختیار متاخری المتقین زیرا که علو مرتبه ودینگی هر همه متواتر المعنی است دار ضروریات دین واگر کسے را شبهه بخاطر رسد که ختنین چرا سب خود را حکم بکفر نکردند باوجود قیاس وقیام ادله صحیحه بر وجوب تعظیم اینها گوییم وجهش آنست که حضرت ختنین رض بنابر احتیاط در تکفیر مسلمانان شبهات آن ملاعین اعتبار نمودند ومعلوم فرمودند که تغییر سیرت شیخین رض از حضرت عثمان رض وبهمت قتل حضرت عثمان رض بر حضرت علی رض در نظر اینها آنقدر سوخ پیدا کرده که هرگز احادیث ومناقب وعلو درجات ما را در خاطر نمی آرند ویاد در آنها تعمق نمیکنند وتمسک به بعضے آیات قرآنی اند وگویا از اول تعصب ودینداری افراط در انکار بر ما مینمایند وانکار احکام قرآن

وضروریات دین دانسته نمیکنند گو این معنی لازم سب وطعن میباشد زیرا که لزوم کفر کفر نیست
بلکه التزام کفر کفر است بنابر این اهانت علم وعلما علم وعلما را دانسته کفر است واگر علم را جهل و
علما را جهال دانسته باعتقاد فاسد خود اهانت نماید کفر نمیشود واز نجاست که در حدیث شریف
وارد شده ادرؤا الحدود والقصاص بالشبهات یعنی دفع کنید حدود وقصاص را بشبهات
باین جهت در مقام شبهه از حکم بکفر آنها احتراز فرمودند سبحان الله این مرتبه احتیاط در دین است
که از حضرت ختنین رضی ابوقوع آمده اما متاخرین اهل سنت چون دیدند که حالا آن شبهات بالکلیه
زائل گردیده وحق از باطل ممیز گشته وتهمتهای آن ملاعین بی اصل برآمده وبعد از تتبع واحادیث
صحیحه یافته شده که جناب رسالتمآب صلے الله علیه وآله وسلم باهنکران حضرات ختنین رضی معامله
کفار فرموده اند اما در حق حضرت عثمان رضی پس در جامع ترمذی موجود است که جنازه پیش آنحضرت
صلے الله علیه وآله وسلم آوردند تا بران نماز گذارند آنحضرت صلے الله علیه وسلم نخود نماز گذارند
ودند دیگر از افرمودند که نماز بر وگذارند مردم ازین حال پرسیدند فرمودند که آنه کان یبغض عثمان فابغضه
الله واما در حق منکران علی رضی پس ازان جهت که در احادیث صحیحه وارد ست که حب علی آیة الایمان
وبغض صلے آیة النفاق ونیز وارد است لایحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق ونیز وارد
است اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ناچار حکم بتکفیر سب ختنین نمودند وهو المذهب المنصور
المفتی به فی زماننا وفضیلت حضرت صدیق رضی قطعی است وآنچه بعضے نوشته اند چنانچه امام
رازی وآمدی وغیرهما من علماء الکلام نیز صحیح درست است بتفصیلش آنکه نظر بهر یک از ادله تفصیل
ظنی است زیرا که خبر احاد مفید ظن است وآنچه در کلام الله تعالے که متواتر است واقع شده مثل
لایاتل اولوا الفضل منکم وسیجنبها الاتقی الذی وغیر ذلک محتمل التاویل است فلا یفید القطع
اما چون مجموع ادله را من حیث المجموع ملاحظه کرده شود مفید قطع میگردد وبسا است که هر دلیل
مفید ظن گردد ومجموع دلائل مفید قطع میگردد کما فی الخبر المتواتر فان الاحاد یفید الظن و
مجموعها اذا بلغت حد التواتر یفید القطع کذا هذا در کتاب ازالة الخفا وقرة العینین بسط این مقام
بوجهے واقع شده که بعد از عبور بران هیچ شبهه وقطعیت نمیماند در لعن یزید توقف از انجهت است
که روایات متعارضه ومتخالفه ازان پلید در مقدمه شهادت امام علیه السلام وارد شده از بعضے

روایات رضا و استبشار دانست اہل بیت و خاندان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مفہوم میگردد
و کسانیکہ این روایات در نظر آنہا مرجح واقع شدہ حکم بہ لعن او نمودند چنانچہ احمد بن حنبل و کیا مراسی
از فقہای شافعیہ و دیگر علماء کثیر رازیست بعضے روایات کراہت این امر و عتاب بر ابن زیاد و اعوان او
و ندامت بریں کار کہ از دست نواب او بوقوع آمد معلوم میشود و کسانیکہ این روایات نزد ایشان
مرجح شد از لعن او منع نمودند چنانچہ امام حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علماء شافعیہ و اکثر
علماء حنفیہ و جماعۃ از علماء کہ نزد آنہا ہر دو روایت متعارض شدند و ترجیح یکطرف بر دیگر حاصل نشد
بنا بر احتیاط توقف نمودند ہمین است واجب بر علماء عند التعارض و ہو قول ابی حنیفہ رح آنست
در لعن شمر و ابن زیاد کہ رضا و استبشار آنہا باین فعل شنیع قطعی است من غیر التعارض ہیچکس را در ان
توقف نیست **سوال** آنچہ در جواب طعن بر عائشہ رض در قصہ افشار سر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
و تحریم ماریہ قبطیہ مرقوم است کہ از عائشہ رض ہرگز افشار سر نشد پس معنے قولہ تعالے وان تتوبا
الی اللہ فقد صغت قلوبکما بضمیر تثنیہ کہ راجع است بسوی عائشہ و حفصہ رض چہ معنی دارد **جواب**
عائشہ رض ہر چند افشار سر نکردند لیکن بہ شنیدن تحریم ماریہ قبطیہ رض شادان و مسرور شدند و حفصہ را
از افشار سر منع نفرمودند بلکہ تلقی بہ بشاشت و رضا نمودند و انہمہ ترک اولے و مشوب نقصانیہ است
و از قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین محل توبہ و استغفار گشت و در حدیث صحیح وارد است آنہا
الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الی اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ و نیز وارد است انہ لیغان علی
قلبی و انی لاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ **سوال** چون در قرآن است ما ننسخ من آیۃ الآیۃ
حاصلش اینست نسخ ہر حکم مشروط است کہ حکم دیگر مثل آن یا بہتر از و از جناب کبریا عز اسمہ باید
پس حکم حل متعہ کہ از قول تعالے فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن الے آخر آیہ عند البعض مقرر است
کما فی البیضاوی نسخ آن از قول او تعالے فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون شد پس
بدل متعہ کدام حکم نازل شد عند ذلک البعض **جواب** مراد از ما ننسخ من آیۃ او ننسہا الآیۃ آنست حکمے
کہ منسوخ میشود بحکمے دیگر منسوخ میشود و آن حکم ناسخ بہتر از حکم دیگر کہ منسوخ است میباشد باعتبار
نفع در حق عباد و ثواب یا برابر حکم منسوخ میباشد در حق عباد ہمین اعتبار پس بدل حل تحریم
متعہ آمد چنانچہ حل حکمے است از احکام الٰہی تعالے ہمچنان تحریم حکمے است از احکام الٰہی تعالے

وتحریم نافع تراست در حق عباد زیراکه حفظ نسب وکفارت محرمیت وتوارث در صورت حل متعه
برباد میرود کما نصل فی التحفة الاثنا عشریة حاصل آنکه لازم نیست ناسخ از جنس حکم منسوخ
باشد حتی که ناسخ تحلیل هم ناسخ تحلیل شئے دیگر باشد بلکه جائز است که تحلیل تحریم همان شئ باشد
که ضد تحلیل انیست زیراکه بدل تحریم ربوا وخمر وقمار هیچ چیز حلال نشده وهمچنین در اکثر معاصی وبر تقدیر
آنکه مخالف به حکم ناسخ یا حکم منسوخ مسلم داریم میتوان گفت که بدل حل متعه حل جواز جواری مملوکه
است که کار متعه میکنند چه اگر مسافر مشتاق وقاع باشد جاریه را خریده تا مدت الاقامت منتفع شود
هرگاه که مستغنی گردد بفروشد ونیز بدل حل متعه حل طلاق است وتفصیل این مقام را در تفسیر فتح العزیز
که منشی منهاج الدین خانصاحب از النقل کنانیده در بحث این آیه ملاحظه باید کرد سوال چه وجه است
که حنفیان که اقتدای صاحبین میکنند در بعضے از مسائل وتقلید شافعی محظور وممنوع انگارند حالانکه
اگر اتفاق در اصول ملحوظ است پس در همه جا است واگر اختلاف در فروع منظور است پس در همه
جا است جواب صاحب من جواب دو طریق دارد اول آنکه جمهور حنفیه چنین میگویند که امام اعظم
مذهب خود را در میان اصحاب خود مثل زفر بن الهذیل وابو یوسف وحسن بن زیاد وابن سماعة
وقاضی اسد ومحمد بن الشیبانی وامثالهم شوری گذاشتند وگفته اند که مذهب هر همه اینها مذهب
است هرکه از مقلدان من خواهد بود تقلید این جماعة نماید چنانچه قصص کثیرة که دال برین شوری
است در طبقات کفوی ودیگر طبقات حنفیه مذکور است ومنظور لهذا حنفیه مذاهب اینهمه را که
اجله اصحاب امام اعظم اند مذهب امام اعظم قرار داده اند وتقلید همه را ولو عند الحاجة فی بعض
المسائل تقلید امام اعظم گویند دوم ارباب تحقیق ازینها گفته اند که مراتب اجتهاد چهار است
اجتهاد استقلالی واجتهاد انتسابی واجتهاد فی المذهب واجتهاد ترجیح امام اعظم وامام شافعی
هر دو مجتهد مستقل بودند یکے را تبعیت دیگر نبود اصلا بخلاف صاحبین وزفر وامثالهم که اینها مجتهد
منتسب بودند مجتهد منتسب تابع مجتهد مستقل است وبالاستقلال مجتهد نیست مذهب مجتهد مذهب
مستقل است چنانچه دو مرتبه دیگر از اجتهاد بالاجماع تابع اجتهاد استقلالی میباشد تفصیل این
اجمال آنست که مجتهد مستقل آنرا گویند که آیات واحادیث احکام را واثار صحابه وتابعین را خود
جرح وتعدیل نموده مایه الاجتهاد سازد وباز قواعد استنباط را وضع کند که عند الاستنباط

تناقض وتهافت دافع نشود وایں مرتبہ خاص امام اعظم وامام شافعی ومثالہما است بخلاف صاحبین وزفر
ومثالہم کہ اینہا ہمان احادیث وآثار فقہا وتابعین را کہ امام اعظم ماخذ ومابہ الاجتہاد خود قرار دادہ اند مشرب
خود ساختہ اند وقواعد استنباط را نیز از امام اعظم اخذ نمودہ وتابعوال امام اعظم تسنح میکنند گو در فرع مخالفت
رد وہد واین مخالفت مخالفت در مذہب نیست لیکنے در مادہ اجتہاد وطریق استنباط شریک اند مثالہم
اعظم چنین قرار دادہ اند کہ العام قطعی کالخاص والخاص مبین فلا لحجۃ البیان ولا عموم للمشترک فی معانیہ
ولا یجمع الحقیقۃ والمجاز وخبر الواحد اذا خالف القیاس یترک ویعمل بالقیاس کحدیث المصراۃ ومابہ الاجتہاد
احادیث وآثار حضرت عمر رض وحضرت علی وعبد اللہ بن مسعود وجابر وغیرہ کہ از فقہای کوفہ کبار بایشان
رسیدہ قرار دادہ اند وہمین است تعبیر مسلک صاحبین وزفر بلا تفاوت وامام شافعی رح
ودین قواعد استنباط اتباع امام اعظم نمیکنند نہ در تقریر ماخذ اجتہاد واین را بمثالی واضح کنم مثلا
وطب دو طریق مسلوک است یونانی وہندی قواعد طب است مثلا الاصح التنقیۃ قبل الہضم
ولا یجوز التحریک فی البخارین ولا یجوز استعمال الاقراص فی الحمی الا بعد الرابع عشر ولا یجوز
القوۃ بترک الغذا مدۃ طویلۃ بل یجب حفظہا بما امکن ویزاد الغذا فی المرض ومأخذ معالجہ
خود اقوال جالینوس وبقراط ومثالہما میباشند پس اطبای یونان قاطبۃ باوجود اختلاف آنہا در طریق
معالجہ مثل علویان وواصل خان کہ باہم خیلے تفاوت دارند در یک مذہب یونانی شریک اند
وطریق ہندی کمال مخالفت باین طریق دارد ودر اصول قواعد تفاوت بسیار است مذہب حنفی
وشافعی را باہم مثل طب یونانی وہندی قرار باید داد ومذہب صاحبین را باہم مذہب حنفی
طریق بقراط وطریق جالینوس باید فہمید بمنزلۃ المصنفین من نوع واحد وذلک نوعان متباینان
ولہذا المقام تفصیل طویل لیغنی عنہ ما حررہ سیدنا ومولانا فی رسالۃ الانصاف فی بیان سبب
الاختلاف وعقد البید فی مسائل الاجتہاد والتقلید فلیرجع الیہا واللہ یقول الحق وہو یہدی
السبیل ومنہ قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فیشفع یوم القیمۃ ثلثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم
الشہداء فی طریقۃ الامان شرح الوصیۃ لما نزلت ہذہ الآیات لہا سبعۃ ابواب لکل باب منہم
جزء مقسوم قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لجبرئیل علیہ السلام لمن ہذہ الابواب قال لاصحاب الکبائر
من امتک اذا ماتوا من غیر توبۃ فیعذبہم بقدر ذنوبہم ثم یخرجہم منہا بشفاعتک فبکی النبی صلے

علیہ وسلم ودخل منزلہ ولم یخرج الی الصلوٰۃ ولم یتکلم مع احد الی ثلثۃ ایام ثم وعدہ اللہ تعالی
بالشفاعۃ ثم الحیوان والحشرات لہن شفاعۃ لمن رحمہم واطعمہم وسقاہم وکذلک الصدقات
وانواع الطاعات حتی ان المساجد وبساطہا وترابہا المکنوس منہن الشفعن لاہلہا انتہی ومنہا
مارمی روی عن ابی ہریرۃ رض اذا مات المومن دار روحہ حول داره شہر افینظر الی خلفہ من ماله
کیف یقسم ماله وکیف یودی دینه فاذا تم شہر ردالی حضرته فیدور حول قبره حولا وینظر روحه من
یدعوله ویستغفر علیه فاذا تم سبعة سرفع الی حیث یجمع الخلائق الی یوم ینفخ فی الصور انتہی
بحر المذاہب ومنہا در نماز تراویح فقہا نماز تراویح را سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونیز
سنت عمر رض نوشتہ اند ودر فتاوی فروع بسیار درین باب ذکر کردہ اند وانچہ از عمل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ثابت است ہمان نماز تہجد بود کہ یکدو بار بجماعت گذارد ودر بخاری صریح
است بآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در رمضان وغیر آن زیادہ بر یازدہ رکعت نمیگذارد
مگر در حدیثی دیگر کہ آنرا بیہقی تضعیف کردہ است در رمضان بہ بست رکعت نماز ہم آمدہ واز خلفاء
راشدین عمل بدان نماز معلوم نمیشود بلکہ انچہ در حدیث آمدہ کہ حضرت عمر رض برآمدند ومردم را دیدند
در نماز گفتند نعمت البدعة ہذہ والتی تنامون عنہا خیر من التی تقومون یعنی وقت حضرت علی رض چون
مردم را در نماز دیدند فرمودند کہ نور اللہ قبر عمر کما نور المساجد صریح است در آنکہ این ہر دو امر کبیر
خود نگذارند واشعار ست بآنکہ این نماز تہجد است اگر در آخر شب گذارند بہتر است ونیز در مشکوۃ
است کہ در عہد عمر رض مردم یازدہ رکعت میگذاردند پس قول بسنت وآنرا موکدہ دانستن وایہمہ
تفریعات بران متفرع نمودن کہ اگر اینچنین کنند تراویح شود واگر چنان نشود تراویح نمیشود
از کجا است کہ اگر کسے اکتفا بیازدہ رکعت کند باید کہ تارک سنت نباشد واگر اصلا نخواند باید کہ آثم
نباشد ونیز ختم قرآن را درین نماز سنت میگویند این از کجا نعم در حدیث آمدہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در ہر رمضان با جبرئیل علیہ السلام مدارست قرآن میکرد ودر رمضان اخیر دو بار کرد این
جا سنت ختم در رمضان ثابت میشود لیلا ونہارا خارج الصلوٰۃ وعجب تر از ہمہ آنست کہ در بعضے از
کتب فقہ مذکور است کہ اگر اہل قریہ بر ترک تراویح اتفاق کنند امام را باید کہ با ایشان قتال کند امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تارک نماز فرض را مستوجب قتل نمیدانند واین قائل بترک تراویح اہل بلدہ را

حکم قبول میکنند بمنع رفع سبابه در نماز سنت است و از علماء حنفیه هم آمده است ملا علی قاری حنفی
دین باب رساله دارد مستوعب روایات چنانچه عبارت او منقول میشود و هی هذه و تبین ان یکون
رفعها الی القبلة لحدیث رواه البیهقی و ان ینوی برفعها التوحید والاخلاص لحدیث فیه رواه البیهقی
و ان لا یجوز بصره اشارته للاتباع المروی و ان تخصیص الرفع بقوله لا اله الا الله لما فی روایة المسلم و ان
یستمر علی الرفع الی آخر التشهد کما قاله البعض و احتر به عن قول جمع بان الاولی عند الفراغ اعادتها
و الاول هو المعول لان الاعادة یحتاج روایته منه موافق قواعد شرع شریف چیزیکه مخصوص بکفار
باشد و مسلمانان آنرا استعمال کنند خواه در لباس خواه در اکل و شرب داخل تشبه است و ممنوع
و آنچه مخصوص بکفار نیست گو که کفار را بیشتر استعمال میکنند و مسلمانان کمتر پس مضائقه ندارد و همچنین
اگر بعضی از امور مخصوصه کفار بنا بر آرام و یا بنا بر فائده در دوا استعمال کنند بی آنکه خود را متشبه
آنها سازند مضائقه ندارد و آنرے تشبیهے که ممنوع است مطلقا آن است که خود را و اعداد آنها داخل
کنند و استعمال قلوب بآنها داشته باشند و همچنین تعلم لغت و خط ایشان بنا بر تشبه البته ممنوع اما
بنا بر اطلاع بر مضامین ایشان یا خواندن خطوط ایشان اگر تعلم لغت کند مضائقه ندارد و تشبه
در عبادات و اعیاد مطلقا ممنوع است و احادیث دالة برین بسیار اند غرض که تشبه بآنها
هر چونکه باشد داخل منع است و همچنین پوشیدن پوشاک ایشان بنا بر فائده بدنی مضائقه
ندارد انتهے رقعه خانصاحب عالی مراتب مجمع خوبیها و الطاف قدردان علماء سلامت
از فقیر عبد العزیز بعد سلام مسنون مشهود ضمیر دکا تخمیر باد که عنایت نامه سامی بار دیگر و مرقومه
استفسار مرثیه خوانی و غیره وصول نموده مهر بانی فقیر را طاقت استماع عبارت طویله نیست چه جای
جواب مفصل و آنچه مرقوم بود که مولوی رشید الدین خان و یا مولوی محمد اسحاق را باید گفت
که ایشان بتحریر جواب پردازند این هر دو صاحبان بسیار قلیل الفرصت اند و لبسبب درس
و دیگر امور اصلا یکدم فرصت ندارند معهذا بتدریج این هر دو صاحبان را خواهد گفت لیکن بالفعل
آنچه معمول این فقیر است مینویسد از همین جا قیاس باید کرد در تمام سال دو مجلس در خانه فقیر
منعقد میشوند مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شهادت حسنین غرا اول که مردم روز عاشورا یا
یک دو روز پیش از این قریب چهار صد کس یا پنجصد بلکه هزار فراهم می آیند و در دو سه خوانند

بعد ازان که فقیر مے آید مے نشیند ذکر فضائل حسنین رض که در حدیث شریف وارد شده در بیان
مے آید و انچه در احادیث اخبار شهادت این بزرگان و تفصیل بعضے حالات در بیان قاتلان
ایشان وارد شده نیز مذکور میشود باین تقریب بعضے شدائد که در جناب ایشان گذشته از روی
احادیث معتبره بیان کرده میشود درین ضمن بعضے مرثیه ها که از مردم غیر یعنے جن و پری حضرت امام رض
و دیگر صحابه شنیده اند نیز مذکور مے شود خوابهای متوحش که حضرت ابن عباس رض و دیگر صحابه دیده
اند و دلالت بر فرط حزن و اندوه روح مبارک جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم میکنند مذکور میگردد بعد
ازان ختم قرآن مجید و پنج آیه خوانده برما حضر فاتحه نموده مے آید و درین بین اگر شخصے خوش الحان
سلام میخواند یا مرثیه بمشروع این اتفاق میشود ظاهر است که درین بین اکثر حضار مجلس را و این
فقیر را هم رقت و بکا لاحق میشود و اینست قدر یکه بعمل مے آید پس اگر این چیزها نزد فقیر بهمین وضع
که مذکور شد جائز نمے بود اقدام بران اصلا نمیکرد و بعد ازین آنچه امور دیگر نامشروع است حاجت
بیان نمیدارد و بجز توفیق حسنات چه بزرگ و السلام ۱۲۳۹ هجری رقمه دیگر فضائل مآب و
کمالات اکتساب ذو الذهن الثاقب و الفهم الصائب آخوند زاده مولوی عبد الرحمن صاحب
سلمه الله تعالے و زاد بسطة فی العلم و العمل و بلغه اعلے کل الامل - از فقیر عبد العزیز لعبد ابلاغ سلام
مسنون الاسلام مقرون بالتعظیم و الاکرام واضح رای شریف و ذهن لطیف باد که رقیمه کریمه
در توثیقه نواب صاحب بهجت شمول نموده حق تعالے مراتب علم و عمل در ترقی تزاید دارد و از جمیع
مکروهات و بلیات دارین در امان خود نگهدارد فقیر از عرصه چند سال بسبب هجوم امراض گوناگون
از مراجعت کتاب فقه محروم است بلکه بسبب فقدان بصارت هیچ کتاب مطالعه نمیتواند کرد و لهذا
جمع نمودن کتب بیفائده دانسته موقوف نمود لیکن انچه دیده و شنیده بفضل الهی محفوظ است
در مسئله حکم کردن استفسار رفته بود حقیقت آنست که شیخ الاسلام در صیدیه دو قول و حق
او نقل نموده یکے قول آنکه حرام است زیرا که بر انسان و دیگر حیوانات حمله میکند و میگزد
اگر چه گوشت نمے خورد پس معنے سبعیت در و پیدا شد و السباع کلها حرام و در کتاب حیاة الحیوان
نوشته اند که هو شدید العداوة للانسان یتبعه اذا سمع صوته فیقتله و لا یاکل منه شیئا کذا فی
المستطرف و قول دیگر آنکه نقل کرده است انیکه حلال است زیرا که کاه و نباتات میخورد

فهو من البهایم لامن السباع این وقت کتاب صید یه حاضر نبود که عبارت آنرا نقل کرده شود
اما مضمون عبارت بالیقین همین است که مرقوم شد و در کتاب حیوة الحیوان قول کمال الدین موسی
دمیری شافعی هم برحرمت این جانور مذکور است کتاب مذکور هم این وقت میسر نشد که عبارت نقل کرده
شود و این محفوظ است که کرگدن را حمار هندی گویند و کرگدن هم گویند لیکن لفظ اشتراک است
درمیان این جانور و جانور دیگر که خرد تر ازین میباشد و مشابهت دارد باگاومیش که در حق آن
جانور روایت صحیح است که حضرت مرتضی علی رض در کوفه حلال بودن آن فرموده لهذا بعضی علمای
سابقین را اشتباه روداد و حکم بحلیت این جانور هم داده اند والله تعالی اعلم بحقیقة الحال و بر
ذهن ثاقب سامی پوشیده نخواهد بود که این جانور بسبب جانور مشابهت دارد بدن و پاها مانند فیل
میباشد و سطش مانند گاومیش و در دهن دندان دارد و شاخیکه بر سر دارد مشابهت باخوک پیدا
کند در کتب مصرح است که هرگاه درمیان جانور حلال و حرام مشابهت پیدا میشود حکم آن
تابع صورت آن جانور است اگر مشابهت صورت با جانور حلال بیشتر دارد پس حلال است
و اگر با جانور حرام مشابهت بیشتر دارد حرام است چنانچه میان سگ و نر اگر بچه پیدا شود همین حکم
دارد هی جاریست پس درینصورت که مشابهت خوک و فیل درین جانور موجود است حکم بحرمت اولی
و انسب است و من القواعد المقررة اذا اجتمع الحلال والحرام حکم بالحرمة انتهی کلامه فقیر بتوفیق
الهی تعالی میگوید که در فتاوی رحمانی مذکور است که فیل و کرگدن نزد امام اعظم و ابو یوسف حکم
حل دارد و نزد محمد حرمت نقل از ذخیره کرده است و دلیل هر دو جانبین قایم کرده لیکن مخالف است
ازینجا یه که در باب بیع فاسد مرقوم است امام محمد فیل را نجس العین میگوید و بیع او جایز ندانند و همین
کرگدن و امام همام اعظم و امام ابو یوسف میگویند که فیل از سباع است پس ازین معلوم شد
که فیل و کرگدن هر دو حرام اند خوردن نباید اگرچه بیعش نزد امامین هر دو جایز است پس کسیکه
حکم بخوردنش میکند جایز نیست فافهم والله تعالی اعلم سوال در فوائد الفواد ملفوظ سلطان المشایخ
چند جا مذکور است که آیندگان بیش ایشان سر بزمین مے نهادند و چون یکے ازین امر استفسار
نمود فرمودند مے خواهم مردم را منع کنم لیکن ازین جهت که پیش خواجه قطب الدین شیخ فرید الدین
قدس سرهما همچنین میکردند نے توانم منع نمود و دیگر یرا فرمودند چیزیکه فرض باشد چون فرضیت

آن منسوخ شود سنیت باقیماند مثل صیام بیض وعاشورا وسجدهٔ آدم علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام
را مامور بود اکنون که تاکید آن منسوخ شد اباحت باقی است تجویز سجده ازین بزرگان که تقلد ایشان
ظاهر و باطن بودند محل حیرت است واین استدلال چنانکه هست ظاهر است **جواب** در منتخب
فتح العزیز که شیخ عبد الله جبید الاسلام آنرا بفارسی مینویسند وچند ازان نقل شده بخدمت سامی
رسیده وقصهٔ حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام تحقیق سجده لغیر الله لوجه احسن مرقوم
شد اگر آن نسخه اینوقت بهم میرسد چند سطر ازان نوشته خواهیم فرستاد آمدیم بر آنکه این بزرگان
تجویز سجده چرا میکردند غایت توجیه فعل این اکابر بعد از تفتیح وتفتیش بسیار چنین قرار یافته که سجده را
دو قسم دانستند سجده عبادت وسجده تحیه سجده عبادت را خود کفر دانستند وسجده تحیه را تجویز میفرمودند
وفرق درمیان سجده عبادت وسجده تحیه باوصف که تغایر نیست وتعظیم باطنی در هر یک بحسب ظاهر الامر
موجود آنست که اگر عند الملاقات والمحاضرة بطریق تعظیم وتکریم زائد بر تحیه مسنونه واقع شود آن
سجده تحیه است واگر بقصد تقرب الی رجال الغیب وتحصیل کیفیات نفسانیه مطلوبه واقع شود
آن سجده عبادت است چنانچه سجده کفار بسوی اصنام وسجده ملائکه برای حضرت آدم علی نبینا وعلیه
الصلوٰة والسلام از قسم تحیت بود چنانچه اکثر مفسرین برانند وبعضے گفته اند سجده برای خدا بود
وآدم قبله بهر حال چون ملائکه در مقابله حق تعلیم اسماء که از حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام
نسبت بایشان واقع شده مامور باین نوع تحیه شدند دیگر متعلمان ومسترشدان بطریق اولی
نسبت بمعلمان ومسترشدان خود مامور شوند قیاساً جلیاً وچون در شریعت منسوخ است از فرضیت
بندب انتقال نمود لیکن در مقدمات این استدلال شبهه نوعے که متوجه میشود بر صاحب ظاهر
چنانچه خود قلمی فرمودند وقویتر ازین استدلال شبهه دیگر است که عبد الکریم بهره گجراتی در
تفسیر کلالی که بر وفق تصوف نوشته است آن را در تفسیر سوره یوسف آورده است حاصلش
آنکه موافق قاعده اصول شرایع من قبلنا حجته است مالم یظهر لنا ناسخ فی شرعنا وسجده تحیه در شریعت
حضرت یعقوب علیه السلام بنص کتاب که خود الله سجد اجائز بود پس در شریعت ما نیز جائز باشد وناسخ
این جواز در شریعت ما غیر از خبر واحد نیست وهو قوله لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت المراة
ان تسجد لزوجها ولکن لا ینبغی لبشر ان یسجد لغیر الله اوکما قال وناسخ نص کتاب را باید که خبر

متواتر باشد نہ خبر واحد و معہذا این خبر واحد ہم محتمل است کہ نظر باشتباہ سجدہ تحیہ باسجدہ عبادت
دادہ شدہ زیرا کہ مردم قریب العہد بالکفر بودند و بعبادت غیر اللہ معتاد و خوگر در آنوقت منع مطلق
فرمودند کما لنہی عن الختم والنقرت و جواب این شبہہ آنست کہ بدین تقریر سراسر غفلت از اجماع
قطعی است بر تحریم سجدہ و ذہول عن ذکر الناسخ انتہے منہ نواصب فرقہ جدا است ورائی خوارج
در مغرب و شام بسیار بودہ اند و متوکل عباسی و وزیر او علی ابن جہم نیز از جملہ نواصب است خوارج
جمیع مقاتلین را از صحابہ ہمچو طلحہ و زبیر و امیر المومنین علی مرتضے و معاویہ و عمرو بن العاص تکفیر
میکنند و نواصب محض عداوت امیر المومنین علے مرتضے کرم اللہ وجہہ و ذریت طاہرہ او شعار خود
دارند و از متاخرین حافظ مغربی نیز ناصبی است منہ در موالات کفار آنچہ فقہا نوشتہ اند تفصیلے
مے خواہد حاصلش آنکہ موالات بمعنے دوستی اگر من جہۃ الدین باشد بالاجماع کفر است و اگر لعلے محض
ست ہمچو محبت فرزند کافر و زوجہ کافرہ حرام نیست مگر آنکہ در تذلیل آن مہما امکن باید کوشید و
تطبیق آیات و احادیث واردہ در ینباب بتفصیل مذکور چندان تکلفے نیست مثل قولہ تعالے
لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ و مثل قولہ لا یتخذ المومنون الکافرین
اولیاء من دون المومنین و مثل قولہ و من یتولہم منکم فانہ منہم لے غیر ذلک و اما حکم موالات
بمعنے معاونت و مناصرۃ پس مبنی است بر اصلی مقرر و ہو ان الاعانۃ علے الکفر و المعصیۃ معصیۃ
اتفاقا لقولہ تعالے ولا تعاونوا علے الاثم والعدوان و این معاونت گاہے باجرت میباشد
و آنرا در عرف چاکری میگویند و گاہے بے اجرت میباشد آنرا مدد و کمک میگویند و حکم ہر دو قسم
واحد است یعنے اگر کفار خواہند کہ با مسلمانے قتال کنند یا ملکے و بلدے از اہل اسلام کتصرف
نمایند نوکری آنہا حرام و مدد و کمک نیز حرام بلکہ کبیرہ است و اگر با ہم کنند یا برائے جمع مال
دہند و بست ملکے کہ از سابق در تصرف خود دارند مسلمانرا نوکر گیرند نظر بظاہر شرع اباحت است
قیاسا علے سائر الاجارات مثل الخیاطۃ والتجارۃ و غیرہما کیف وقد ثبت عن الاکابر انہم آجروا
انفسہم من المشرکین لیکن عند التعمق آنہم خالی از حرمت نباشد خصوصا در زمان زبرا کہ
چاکری اینہا سیما در شناسان راہ بے موجب مفاسد دینی میگردد و اقل مفاسد مداہنت است
در انکار بر افاعیل منکرہ ایشان و مناصحت و خیر خواہی ایشان و تکثیر سواد و تقویت شوکت و تعظیم

مفرط ایشان وخداوند وصاحب وقبلہ گفتن واظہار محبت مفرط اینہا اسے غیر ذلک آرے اگر این
اجارہ باشد کہ سابہ کاران در راہ خطرناک جماعۃ از مسلمین را بطریق بدرقہ میگیرند نے آنکہ طول صحبت
ودیگر مفاسد دران رفاقت متحقق شود بلاشبہہ جائز است وظاہر مراد فقہا باجازت نوکری کفار ہمین
قسم است واگر در نیصورت مسلمانے ہمراہ ایشان کشتہ شود مثل من مات علی الفراش است
لہ ولا علیہ وہمین قسم اعانت کہ ذمی بلا اجرت در مقام مکافات باکفار کہ نسبت باین کس سابق اعانت
نموودہ باشند درست لقولہ تعالے لا ینہکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین وقد ثبت فی الصحاح عن رسول اللہ صلے اللہ
تعالے علیہ وعلے آلہ وسلم اتی خزاعۃ قبل ان یسلموا علے ثقیف وکان بینہم حرب ودین قسم
ہم فرق باید کرد درمیان طاعت کفار یکہ معاند دین اند وطاعت مثل سکہان وفرنگیان وغیر ایشان
مثل مرہٹہا واللہ تعالے اعلم سوال ربوا گرفتن از کافر در دار الحرب نزد ابی حنیفہ رح در ہدایہ
رد انوشتہ خلافا لصاحبیہ والشافعی ونظر بر تشدید شارع کہ در کتاب وسنت واقع است بر اخذ ربوا
این مسئلہ بسیار مستبعد مینماید ومعمولہ انگریز واشباہ ایشان دار الحرب است یا نہ ایما فرمایند
جواب ولا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب محمول بر ظاہر است وموافق قاعدہ فقہیہ است
واین جنس مسائل بسیار است مثل لا ربوا بین المالک والمملوک وغیر ذلک واصل آنست کہ
ہر جا گرفتن مال مجانا بلا شرط معاوضہ درست باشد اتجار بوا حرام نمے ماند وہر جا مسلم مستامن
شدہ در دار الحرب بماند اورا بزور گرفتن مال حربیان درست نیست واگر بہ خوشی خود بدہند ولو
فی ضمن عقد فاسد آن شرط فاسد درست میشود لانہ مباح الاصل فی حقہ وانما حرم تعرضہ لاموالہم
لما فیہ من نقض العہد واذا بذلوہا بالرضا فلا وجہ للحرمۃ وآنچہ مرقوم شد کہ معمولہ انگریز واشباہ ایشان
دار الحرب است یا نہ پس بدانند آنچہ کہ میگویند کہ دار الاسلام گاہے دار الحرب نمیشود واین قول
مرجوح است واصح آنست کہ دار الاسلام دار الحرب میشود آرے درین اختلاف است کہ کی
میشود وطائفہ میگویند کہ اگر یک چیز از شعائر اسلام ممنوع باشد مثل اذان ودختان دار الحرب میگردد
وطائفہ گفتہ مدار حیدرہ دار الاسلام ودار الحرب بر محو شعائر اسلام نیست بلکہ ہرگاہ شعائر کفر
نے وغدغہ باطلان رواج گیرد دار الحرب میشود گو شعائر اسلام ہمہ برقرار باشند وفرقہ سوم

ازینهم ترقی کرده اند و گفته اند که حد دار الحرب آنست که ان لا یبقی فیه مسلم و لا ذمی امنا بالامان السابق سواء ترک بعض شعائر الاسلام او لا سواء اعلن شعائر الکفر او لا همین قول ثالث را محققین ترجیح داده اند و بریں تقدیر معمولہ اگر یزد و اشباه ایشان بلاشبهه دار الحرب است و الله تعالے اعلم سوال بعضے از علماء امامیه پورب بجواز اخذ ربوا از انگریزان فتوی میدهند و بر یک روایة مختلف برای جبر نفع عمل کردن و از نصوص دیگر که در عدم جواز موالات کفار وارد است کناره کردن و بایشان مصاحبت و موافقت نمودن همان حکم دارد که انتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض همین معهذا در فتح این باب مسایله خواهد آمد و رفته رفته از کفار هند بل مابین مسلمین هم در اخذ ربوا مضایقه نخواهد ماند جواب مفاسدیکه در اخذ ربوا از حربیان مرقوم شده بود واضح گشت اما حاصل این مسالمه مبحوث منهاست و معهذا مفاسدیکه درین مرقوم شده اکثران مفاسد منقوض است بجهاد کفار که متضمن قتل رجال و نهب اموال و سبی ذراری و تخریب عمارات و احراق اشجار و نظایر آن و ظاهر است که این عمل با مسلمین در غایت قبیح است و منجر بودن این معامله مفاسد دیگر را چیزے دیگر است کلام دران نیست بلکه بر فرض خلو ازین مفاسد است و الا مباحات مستحبات و مندوبات بسبب مجاورة مفاسده کسوت حرمت بپوشند چه جای این مسئله که اباحت آن نیز متفق علیها نیست مخصوص بعلماء حنفیه است و تجویز علماء امامیه درین مقام اعتبار ندارد و زیرا که نزد ایشان از ذمیان و سنیان نیز اخذ ربوا جائز است صرف در تجویز علماء حنفیه است و عمل نکردن اکثر اشخاص برآیاتیکه دال بر تبری از کفار است البته موجب طعن در تدین آنها است لیکن ایمان ببعض الکتاب و لو بجر النفع ازان قبیل نمیتواند شد که کلام بحسب ظاهر متوجه بشود و لا یتولی حساب السرائر سوال سنن رواتب که آن در نماز بیگانه معمولست در اذهان عوام چنان نشسته که مجموع این رکعتهای سنت و فرض و نفل در اصل نماز است و حال آنکه اینقدر تاکید در غیر سنت فجر و احادیث یافته نمیشود و بسا مسلمانان از مرد و زن که از کثرت رکعات مواظبت بران دشوار میدارند و اگر بهفده رکعات فرض امر کرده شوند بآسانی مواظبت توانند کرد جواب در باب سنتها علماء ما وراء النهر غلو نموده در اذهان جهال عوام قریب فرض رسانیده اند و اینقدر از احادیث ثابت نمیشود و همین است مذهب حضرت والد مرحوم ما درین مسئله و همین است موید باحادیث

و آثار صحیحه و مشدد ان ما در ار النهر بتواکید این نماز ها را اثبات فرموده اند که همسر فریضه گشته بلکه
حضرت والد مرحوم ما درین مسئله مکرر میفرمودند که هر چند این مردم به نیت نیک این تشدیدات نموده
اند تا در اقامت سنت مردم تساهل نکنند لیکن مردم بسیار را از نماز فرض محروم داشته اند که به سبب
کثرت اعداد رکعات هر وقت و عدم فرصت اهل نماز را هم ترک میکنند و میفرمودند این تشدیدات
نوعے از تحریف شریعت است منه بیع الی اجل مع الزیادة فی الثمن بلاشبهه جائز است بلکه
همین وجه برکت است که در حدیث شریف وارد است البرکة فی الثلث فی الشرکة و فی
البیع الی اجل و فی خلط البر بالشعیر للاکل لا للبیع و مقابله زیادة ثمن باجل درینجا مضر نیست زیرا که
تفاضل و اجل در صورتے حرام است که جنسین باهم متقابل شوند یا ما هو فی حکم الجنسین کالنقدین
رقعه مهر باطن تصرف جن و شیاطین در بدن آدمی یعنے در روح حیوانی و تسلط او که
حامل قوی است و ازالهٔ صرع الجن در عربی مے بامند و باسیب و خبط در عرف تعبیر مے کنند
نزد اهل سنت بلکه اکثر فرق اسلام مسلم است چنانچه در تفسیر نیشاپوری وغیره در تحت آیه یتخبطه
الشیطان من المس مذکور است و اکثر المسلمین علی ان الشیطان قادر علی الصرع و القتل
و الایذاء بتقدیر الله تعالے و مخالف درین مسئله غیر از فرق معتزله دیگرے نیست و آنها در این آیه
از توجیهات رکیکه مینمایند چنانچه در تفاسیر آنها مرقوم است و نقل آن و اهیات نے حاصل
و در اناجیل اربعه یوحنا و متی وغیرهما و پانزده قصه آسیب جن و اخراج آن از بدن مصروع بدم
عیسوی مذکور است و در احادیث نیز قدرے کثیر ازین باب آمده هر گز کسے را جای انکار نیست آمدیم
بر آنکه انسان هم بعد موت این کار میکند یا نه درین مسئله علماء اهل سنت را اختلاف است
اکثر محققین تجویز آن کرده اند و بعضے بامتناع آن رفته دلیل منکران آنست که اگر انسان
نیز اینکار کند باید که حقیقت او مقلوب بحقیقة جن گردد و انقلاب حقائق محال است و نیز اگر
انسان صالح است پس این نوع ظلم و ایذا چه قسم ازو سے بوقوع مے آید که خلاف اصلاح
است و اگر فاسق است یا کافر پس او از دست موکلان عذاب چگونه خلاص شده فرصت
این عمل مے یابد بنا بران مجوزین درین باب دو گروه شده اند جماعه میگویند که این از
باب انقلاب نیست بلکه نوعے است از مسخ اخروی که اصل آن در آخرت و ما بعد الموت

انبردو احادیث ثابت است و در جامع صغیر سیوطی از کتب متعدده و در تتمه حدیث معراج حضرت
آنحضرت نقل کرده که رایت در جلد اخونه الشیاطین عند الموت فجاء ونی بغسله من الجنابة فغسلته
من ایدیهم لکما قال و ازین حدیث بوی ازین عالم بمشام میرسد و چون این مسامحه از باب مسخ
اخروی شد پس خلاص از عذاب فاسق راجح الازم آید بلکه این هم نومیدی ست از عذاب که دران
گرفتار است مسلک علمای حنفیه ماتریدیه همین است ملا مسکین در شرح برزخ گفته از متمدان علماء ماوراء النهر
است میگوید الانسان قد یصیر جنبا فی عالم البرزخ بالمسخ و هذا تعذیب و غضب من الله تعالی
علی من شاء کمن کان یمسخ فی الامم السابقة والقرون الماضیة قردة و خنازیر الا انه رفع هذا
العذاب عن هذه الامة المرحومة فی عالم الشهادة ببرکة النبی صلی الله علیه وآله وسلم الا ما هو من
علامات الساعة الکبری فقد ورد فی الاحادیث الصحیحة ان یکون فی هذه الامة مسخ و خسف و قذف
عند القیامة ذلک مسخ الانسان فی البرزخ یکون غالبا فی الکفار والمومنین الظالمین المؤذین
والزانین والمغلمین سیما اذا ماتوا و قتلوا علی جنابة کذا المرتدین غیر تائبین فلیس کل من کان کذلک
یکون ممسوخا بل من شاء الله مسخه و عذبه بالمسخ لا یکون فی الصلحاء والاولیاء اسلاما ان ماتوا
علی جنابة و یکون المسخ فی القیامة کثیرا کما ورد ان کلب اصحاب الکهف یحشر بحشر العلماء والسلاطین یحشر کلبا
و یدخل ذلک فی الجنة و یلقی هذا فی النار و من هذا القبیل حشر راس من رفع او وضع راسه فی
الصلوة قبل الامام راس حمار حقیقی مسخ آخذ الرشوة و واضع الاحادیث و امثال ذلک کثیر انتهی
و جماعت دیگر میگویند که این نه از باب مسخ است بلکه نومیدی است از مشابهت و افعال و حرکات که
اصناف مختلفه را باهم بهم میرسد بمنزله آنکه در دوره ریل ها جماعة از هندیان و ستارکی بسته
و زلفین را آویخته چند لفظ پشتو آموخته خود را بهیاه وضع کردند و مانند آنها خشونة در معاملات و ضرب
و شاق بهیوجب بعمل می آورند کذا هذا و بحکم من تشبه بقوم فهو منهم آن افراد انسان را که کار
جنیان میکنند در عرب خنیث میگویند و بهندی بهوت اسمی نامند بنا بر آنکه تغیری در حقیقت
آنها واقع شود و همین است که اکثر علماء عراق و عرب این را مسلک مختار گفته اند و هو الاقوی و الاصح
نظرا الی الدلیل و الیه کان یمیل سیدی الوالد قدس سره فی اثناء البحث فی هذا المسئلة کما وقع
مرارا عدیدة سنة ۱۳۱۲ هجری مسئله در مسئله بروز و تناسخ انچه از کتاب منقول نموده بودند

درست است و فرقیکه درمیان بروز و تناسخ نبوده بود نیز صریح بلکه نزد صوفیه تصرف یعنی بروز
روح در روح حی یا میت و اصل از خواص حقیقة الحقایق تعالے و تقدس است و چون نسبت او تعالے
با مخلوقات نزد ایشان بسبب ظاهر بمظاهر و تجلی است در مخلوقات نیز این نوع تصرف ثابت
است از حی صمد و این نوع تصرف در بعضے مخلوقات که ملائکه و جنیان باشند عادی و مطرد است و در بعضی
دیگر مخلوقات که ارواح بنی آدم اند خارق عادت و در قصص الانبیاء ازین باب چیزے بسیار منقول است
و خود شیخ اکبر ازین باب قدرے کافی روایت کرده و مشارکت ارواح بنی آدم با رواح جنیان مثل
شیخ سعد و غیره درین باب موجب انقصان و قدح نمیشود و چه مشارکت در تمثیل و تشکیل باشکال مختلفه
فیما بین ملائکه و شیاطین ثابت است و از اولیا هم بسیار منقول چنانچه قصه چهل غزال سید
همدانی قدس سره و غیره ازان باب است و اصلا موجب مدح و نقصان ملائکه و اولیا نمیگردد
اگر تشبه شیاطین را به سبب اقتضاء نشأة خود اینقدر مشابهت با ملائکه و اولیا حاصل شود چه باک که
نیکان و بدان از هر جنس با هم در امور بسیار شریک اند و میباشند مثل مشهور است که ع انچه آدم
میکند بوزینه هم فرق است که شیاطین مثل شیخ ستده و غیره این تصرف را برای اعدای بنی
آدم و بقصد قتله و عبادت خود نزد و قرابین برای خود میکنند و ارواح مقدسه برای القاء علمی
باحداث کیفیتے محموده و مدح قابل این نمیباشند و بیشتر مدار فرق در نیکان و بدان بقصد و غرائم
و نیات که صالحه و خبیثه میباشند نه در صورت عمل شهداء و کافران در استعمال سلاح و اجرای
سنان و قواعد شناسی فرو سیت یکسان میباشد و تفاوت نیکه فیما بین الفریقین است راه
حسن نیت و خبیثه آنست و بس و مشابهت این عمل ارواح مقدسه با عمل شیخ سعد و غیره
از شیاطین و شبیه یک عمل با عمل دیگر چنداں نزد صوفیه بعید نیست بلکه برای تفهیم این تمثیل
در ارواح ایشان جا بجا مذکور است حتے در حق حضرت مقدسه ربوبیت چه جای ارواح دیگر
در تائیه شیخ ابن فارض مصری علیه الرحمة واقع است و مولانا رومی قدس سره در مثنوی شریف
همان معنے را بفارسی میفرمایند مثنوی چون پری غالب شود بر آدمی مکر گم شود از مرد وصف مردمی
چون پری را این دم و قانون بود مکر دگر آن پری خود چون بود مکر و کند آن مقام آنست نسبتیکه
روح را با بدن خود از قدیمیت میباشد میتواند که روح دیگر را که اوسع و اقرب اطلاق روح است

باین روح بهم میرسد و آن روح حکم روح الروح او پیدا کند و هر قدر وسعت و اطلاق زیاده تر شود این تصرف
زیاده تر بروز نماید حتی که در حقیقة الحقایق که روح جمیع ارواح است این معنی اتم و اوفر متحقق میباشد
و از جناب بر سر روح این تصرف فایض میتواند شد آری استعداد قابل شرط است انیست
آنچه بر قواعد تصرف منطبق می تواند شد اما علماء ظاهر این قسم را حمل میکنند بر تلبیسات شیاطین و جن زیرا که
این نوع تصرف مینمایند و گاهی نام یکی از بزرگان میگیرند تا مردم بانکار برنخیزند و بتعظیم پیش آیند
و کلام ایشان را باعتقاد بشنوند و دانستن مسائل تصوف و مضامین فصوص نزدیک جنیان سهل کاریست
آری بعضی از شیاطین باین نوع تصرف صریح اغوا قصد میکنند و نزخواص تلبیس ایشان پیش میرود
و بعضی از ایشان در پرده ارشاد و تعلیم خوگر کردن مردم رجوع بسوی خود قصد مینمایند و درین تلبیس خرابی
نیز در رنگ عوام اشتباه پیدا میکنند و بنا بر همین نام کسی از بزرگان داکار میگیرند و در زمان
جاهلیت آمدن شیاطین بر بعضی اشخاص بهمین وضع مثل اسق و سطیح و دیگر کاهنان آنوقت قریب
بتواتر انجامیده جای انکار نیست و الله تعالی اعلم و دلیل علماء ظاهر درین دعوی آنست که اگر این
نوع تصرف از ارواح طیبه انبیا و اولیا یا ملائکه یا حضرت حق واقع ست حال آنکه بالقطع والیقین این
نوع تصرف از شیاطین و ارواح خبیثه واقع است تلبس عظیم لازم آید و اشتباه قوی رو دهد
و جاهله را ممکن شود که بروز روحی مقدسه را در خود ادعا نمایند و اقوال و افعال آنها جای انکار
نشود و افحام اهل حق لازم آید بلکه دجال اکبر را که بروز حضرت حق بخود ادعا خواهد نمود اسکات و
الزام ممکن نشود و قصصی که از اولیا درین باب منقول است چنانچه در نفحات در ذکر اوحد الدین
کرمانی است همچنین در فتوحات شیخ اکبر پس بر قصص اولیا در حیات است که بر روح زنده دیگر تصرف
کرده او را معطل ساختند و بجای او نطق و تکلم کرده و این معنی جای اشتباه نیست که در حالت حیات
اگر شخصی ادعا بر بروز روحی از ارواح زندگان نماید و قولی و فعلی از و صادر شود و آن زنده رجوع
کرده حل شبهه بتوان کرد بخلاف ارواحی که در برزخ اند یا ملائکه یا حضرت حق جل و علا و اهل
مشرب تصوف در تجویز بروز ارواح اولیا مطلقاً خواه زنده و خواه مرده مینمایند ازین دلیل
چنین جواب میگویند که اشتباه و تلبیس چون سریع الارتفاع باشد و قریب الزوال لازم آید
نیست و این تلبیس و اشتباه از همین قبیل است که با وفی رجوع بدلائل کتاب و سنت

واحکام شرعیہ مرتفع میشود اقوال وافعال آنکس را باید کہ بمعیار شریعت محل نماید اگر مطابق آن باشد
بر فرد روح پاک است واگر بخلاف آن باشد بر فرد روح خبیث است ونیز میگویند کہ این نوع
تلبیس واشتباہ در خرقات ابلیسے وہفت ملکہ ذوق الٰہی وتمنی شیطانی والہام ملکی ووسوسہ
شیطانی بتمثیل بشری کہ از ملک وجن وشیاطین میشود نیز واقع است وآنچہ از طرق رفع این
تلبیس واشتباہ در انجا بکار برده میشود در اینجا ہم جاری خواہد شد ومعہذا باول قارورہ کسرت
بالجملہ طریق اسلم ہمین است کہ امکان را بر قاعدہ تصوف انکار نباید نمود ووقوع را کہ محل اشتباہ است
اسلم نباید داشت کہ دلیلے بر آن سوائے این دو سہ نقل بر وقوع قایم نیست وبر فرض کشوفے کہ
مجمع علیہ صوفیہ است ورائے این نوع صور بسیار دارد کہ در کتب تصوف مشروح است اما از شواہد
این بر فرض در کتب حدیث قصہ زید بن خارجہ است وابو بکر بن ابی الدنیا فی کتاب من عاش
بعد الموت وقاضی ابو بکر بن فحلہ ودیگر محدثین روایت کردہ اند کہ بعد از موت وقبل از دفن روح او
بابدن متعلق شدہ آوازے کرد مضمونش آنکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ وسلم
النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ کان ذلک فی الکتاب الاول ثم قال القائل علی لسانہ
صدق ثم قال ابو بکر خلیفۃ رسول اللہ الصدیق الامین الذی کان ضعیفا فی جسدہ قویا فی امر اللہ
کان ذلک فی الکتاب الاول ثم قال القائل علی لسانہ صدق صدق ثم قال الاوسط اجلد
القوم الذی کان لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم الذی کان یمنع الناس ان یاکل قویہم ضعیفہم
عبد اللہ عمر امیر المومنین کان ذلک فی الکتاب الاول ثم قال القائل علی لسانہ صدق صدق
ثم قال عثمان امیر المومنین وہو رحیم بالمومنین وہو یعاف الناس من ذنوب کثیرۃ خلت
لیلتان جعلت السنتان کلیلتین وبقی اربع سنین ولا نظام لہم وانحت الاحمار ودنت الساعۃ
واکل الناس بعضہم بعضا ثم ارعوی المومنون الی آخر القصۃ الطویلۃ وازین قصہ معلوم میشود کہ در انجا
بروز دو روح شدہ بود یکے از انہا روح زید بن خارجہ کہ بابدن خود متعلق شدہ تکلم میکرد ودوم
روحے دیگر بود کہ بعد از ہر کلام او را تصدیق میکرد ہم بر زبان او پس بروز متنازع فیہ ثابت
شدہ ودر کتب حدیث قصہ دیگر نیز ہمین وتیرہ وارد است کہ الفاظ آن بنیاد نیست واللہ تعالے
اعلم سوال لینذر قوما ما اتہم من نذیر من قبلک صریح است در آنکہ قوم آنحضرت صلے اللہ

تعالے علیہ وآلہ وسلم در زمان فترہ غافل از تکلیفات شرعیہ بودند واین آیہ در سورہ قصص
واقع است وسیاق این آیہ صریح است در مدعا زیرا کہ میفرماید ولولا ان تصیبہم مصیبۃ بما قدمت
ایدیہم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک ونکون من المومنین اما آیۃ لتنذر قوما ما انذر آباءہم
فہم غافلون پس درین معنے لفظ نیست زیرا کہ کلمہ ما سہ احتمال دارد الاول ان یکون نافیۃ
والثانی ان یکون مصدریۃ والثالثۃ ان یکون موصولۃ وعلے الاول یحتمل نفی الانذار دون
السابقین ودر تفسیر نیشاپوری میگوید وقد یقال انہا نافیۃ او موصولۃ او مصدریۃ ای ارسلت لتنذر
انذار اباءہم او ما انذر اباءہم او ما انذرہ اباءہم فانہم فی غفلۃ فعلے ہذا کونہم غافلین بسبب باعث
علے الانذار وعلے الاول عدم الانذار سبب غفلتہم انتہے بالجملہ بانضمام این آیہ بآیہ سورہ قصص
یا آیہ وما کنا معذبین حتے نبعث رسولا نجات اہل زمان فترہ ثابت میشود موافق قاعدہ اہل
سنت وجماعتے کہ قایل اند بحسن وقبح شرعی منکر وجوب عقلی اند اما کلام در نیست کہ انذار
وراء بعث رسول است در زمان آن ست کہ در وی بعث رسول نباشد واز نبودن انذار در زمانے
کہ آنزمان زمان فترہ است حکم فترہ نمیشود پس فیما بین حضرت عیسے وآنحضرت علیہما الصلوۃ والسلام کہ
مدت پنجصد وشصت سال است زمان فترہ نبود کہ اہل آن زمان حکم فترہ پیدا کنند مانند غیر مکلفین
چون صبیان ومجانین معاقب نشوند زیرا کہ علم انبیاء ماتقدم خصوصا حضرت موسے وعیسے دران
بلاد موجود بود وحاملان آن کتب اگرچہ در امور بسیار تحریف کردہ بودند اما در توحید واثبات
نبوۃ ومعاد کہ اصول ثلثہ دین است فے الجملہ قدمے میزدند ولہذا در تفسیر نیشاپوری در تحت
آیہ سورہ قصص میگوید من قبل کانت حجۃ الانبیاء قائمۃ علیہم ولکن ما بعث الیہم من تحدث تلک
الحجۃ علیہم فبعث اللہ تعالے تقریر تلک التکلیفات وازالۃ لتلک الفترۃ پس نفی انذار نسبت
بقوم آنحضرت وبعث رسول ہر دو متحقق شد ومراد از بعث رسول در آیہ وما کنا معذبین حتے
نبعث رسولا آن نیست کہ رسول ازان قوم باشد بلکہ مراد آنست کہ در عالم رسولے بود کہ خبر آن
رسول واحکام آوردہ او در لوا جمالا بمکلفین برسد ومکلفین را علم آن رسول حاصل گردد کہ وراء
مذہب ما در عالم مذہبے دیگر طریقہ ہست کہ آنرا حق ومطابق واقع مے انگارند زیرا کہ ہمین قدر
بحث وتفتیش وسوال وتحقیق دین کفایت میکند از سے زمان فترہ درمیان حضرت نوح وحضرت

ابراہیم علیہما السلام بعد از گذشتن عاد و ثمود مسلم است اگر در زمان فترہ مجرد نیامدن رسول
از قوم خود کفایت کند لازم آید کہ اکثر ازمنہ در حق اکثر اہل زمین زمان فترہ باشد و لیس فلیس
در احادیث صحیحہ تامل باید فرمود کہ اہل زمان خود را چہ قدر نگوہش فرمودند مثل ان اللہ نظر الی
اہل الارض فمقتہم عربہم و عجمہم الا بقایا من اہل الکتاب بود در آیات قرآنی امعان نظر باید فرمود
کہ کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا و امثال ذلک چہ معنی دارد پس زمان جاہلیت را
کہ قبل از وجود باجود آنجناب است زمان فترہ مصطلحہ نتوان گفت گو فترہ لغویہ باشد و بہمین معنی لغوی
است در آیہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من
بشیر و لا نذیر زیرا کہ خطاب با اہل الکتاب است و فترہ مصطلحہ در حق اہل کتاب متصور نمیتواند شد
و لہذا در حدیث شریف جا بجا حکم تعذیب مردگان آنوقت وارد است مثل ابی و ابوک فی النار
در جواب کسیکہ پرسیدہ بود این ابی و مثل لیتہین اقوام عن فخرہم بآباءہم الذین ہم فحم من
فحم النار او لیکونن اہون علی اللہ من الجعل الذی یدہدہ الخرء بانفہ الیس غیر ذلک آرے قوم
آنحضرت را تذبیری نیامدہ بود کہ ایشانرا بر کفر و معاصی ایشان تبر ساند و ہر چند نیامدن نذیر گذاری
در دفع عذاب حجت نمیشود اما عنایت الٰہی این عذر ایشانرا ہم زائل فرمودہ نذیر را ہم برگزیدہ و
اگر امعان نظر در مضمون آیہ و لولا ان تصیبہم مصیبۃ بما قدمت ایدیہم کردہ شود ظاہر میگردد کہ رسیدن
مصیبت در عوض اعمال ایشان کہ کنایہ از عذاب است سوار کان دنیویا او اخرویا مقدر و در صدد
وقوع بود اما ایشان را در آنصورت جائی گفتن بود کہ ما را پیش از بعث رسول بسوی ما و قبل از
انذار چرا عذاب واقع شد لہذا ترا فرستادیم چنانچہ قید الینا و لولا ارسلت الینا رسولا بآن
اشارہ میکنند و در آیہ دیگر کہ و اقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءہم نذیر لیکونن اہدی من احدی
الامم بہمین معنے تصریح است و کذلک در آیہ ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین
من قبلنا و ان کنا عن دراستہم لغافلین او تقولوا لو انا انزل علینا الکتاب لکنا اہدی منہم
الی آخرہ و ازین آیات ظاہر میگردد کہ آنہا معتقد نزول کتاب بر طائفتین بودند میدانستند
کہ حال آن ہر دو طائفہ چیست و در باب توحید و نبوت و معاد چہ اعتقاد دارند بلکہ در حق ورقہ
بن نوفل در اول صحیح بخاری مذکور است کہ فکتب من الانجیل بالعربیۃ ما شاء ان یکتب

ازین معلوم میشود که در میان ایشان نیز دعوت عیسوی رسیده بود و ترجمه انجیل را میشنیدند
پس درین حالت احکام زمان فترة چه قسم جاری میتواند شد آنچه مرقوم بود که اگر زمان بعثت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زمان فترة باشد پس وقوع اختلاف در حال ابوین شریفین
چیست که در فقه اکبر ایشان منصرح است و سیوطی و دیگر علماء در ایمان ایشان رسائل
نوشته اند جواب مهربان من چون معلوم شد که زمان بعثت آنحضرت زمان فترة نبود بلکه زمان
جاهلیة بود پس اشکال زائل گشت و بر تقدیر یکه زمان فترة هم باشد این اختلاف گنجایش دارد
که ایمان و کفر چیزے دیگر است و عذاب و نجات چیزے دیگر کافران زمان فترة را نهایة
کار آنست که نجات نیابند اما ایمان آنها خود البته ثابت نیست بحث در این است که در
زمان فترة آباء آنحضرت صلے اللہ تعالے علیه و علے آله وسلم مشرک و کافر بودند که به سبب
غفلت فترة معذب نشوند یا موحد بودند و منتظر بعثت آنحضرت صلے اللہ تعالے علیه و علے
آله وسلم و عزم مصمم کرده بر اتباع آنجناب صلے اللہ تعالے علیه و علے آله وسلم پس آنچه در
فقه اکبر است که ابوین آنحضرت صلے اللہ تعالے علیه و علے آله وسلم ماتا علے الکفر اثبات
نجات ایشان منافقے ندارد آرے اگر توحید و برائة از شرک از انها ثابت شود البته منافقے
آن خواهد بود و نهایت کار این مردم همین است که نجات ثابت میکنند تفصیل این اجمال آنکه
در اثبات نجات والدین آنحضرت صلے اللہ تعالے علیه و علے آله وسلم علماء را سه مسلک
است اول آنکه ایشان با وجود کفر و شرکیکه داشتند معذب نخواهند شد مثل صبیان و
مجانین بعلت آنکه در زمان فترة بودند و پیش از بعثت پیغمبر بمقتضاے آیه و ما کنا معذبین حتے
نبعث رسولا تعذیب قبل از بعث مستحق نیست و قد سبق فی هذا المسلک من المنافاة و در این
مسلک هم عبارت فقه اکبر صحیح است زیرا که مدلول او همین قدر است که ماتا علے الکفر تعرض
تعذیب آنها در آن عبارت واقع نیست مسلک دوم آنکه ایشان را برائے آنحضرت زنده ساخته
و انها ایمان آورده اند و این مسلک نیز باعتبار فقه اکبر منازعت ندارد و لهذا شمس الدین کردری
که از اجله علماء حنفیه ماوراء النهر است در فقه خود میگوید و یجوز لعن من مات علے الکفر الا والد
رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیه و علے آله وسلم لثبوت انه تعالے احیا هما له حتے امنا به

مسلک سوم اینکه اینها به عقل خود باستماع از ملة ابراهیمی قبیح شرک را دریافته ترک آن گرفته بودند و توحید را مستفاد بودند و اصنام را تعظیم نمیکردند و کابر اعن کابر بعثت آنحضرت را صلے الله تعالے علیه و علے آله وسلم شنیده منتظر قدوم ایشان و تولد ایشان بودند و بدل عزم مصمم داشتند که هرگاه آن مسعود بر منصه ظهور جلوه گر شود ما ازدل و جان متابعت او اختیار کنیم چنانچه قصه نوری که در حجین عبد الله والد شریف آنحضرت صلے الله تعالے علیه و علے آله وسلم بود و از بزرگان خود موروث داشت شاهد این مدعا است بیشتر مختار سیوطی در رساله خود همین مسلک است پس درین صورت هم نجات ایشان ثابت میشود و هم ایمان ایشان زیرا که در الوقت همین قدر ایمان اجمالی متحقق میتوانست شد چنانچه در حق ورقه بن نوفل نیز همین قدر ثابت است اما برین مسلک هم عبارت فقه اکبر از دست نمیرود زیرا که شاید عدم ایمان تفصیلے را و عدم وقوع ایمان معزوم علیه را تعبیر بکفر کرده باشند اما ابی و ابوک فی النار و لم یوذن لی بالشفاعة فیهما که در حق مادر شریفه ارشاد شده ازین هر سه مسلک ابا کلی و منافرت تمام دارند فالاولی فی هذه المسائل السکوت منه در باب تراویح چنانچه این حدیث صحیح واقع شده که ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احد عشرة رکعة همچنان این احادیث هم صحیحه وارد شده اند که قالت عائشة رض کان رسول الله صلے الله تعالے علیه و علے آله وسلم یجتهد فی رمضان مالا یجتهد فی غیره رواه مسلم و عنها رض کان اذا دخل العشرة الاخرة من رمضان احیا اللیلة و ایقظ اهله و جد و شد المیزر رواه البخاری و مسلم و ابو داود و نسائی و عن النعمان بن بشیر قال قمنا مع رسول الله صلے الله تعالے علیه و علے آله وسلم فی شهر رمضان لیلة ثلث و عشرین الے ثلث اللیل الاول ثم قمنا معه لیلة خمس و عشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معه لیلة سبع و عشرین حتے ظننا ان لا ندرک الفلاح ای السحور پس وجه تطبیق و میان این روایات که صریح دلالت بر زیادتی و کمیتی رکعتی نماز آنحضرت در رمضان بر غیر آن مے کنند و دران روایت که نفی زیادت میکنند همین است که آن روایت محمول بر نماز تهجد است که در رمضان و غیر رمضان یکسان بود غالبا بعد یازده رکعت مع الوتر میرسید دلیل برین عمل آنست که راوی این حدیث ابو سلمه است در تتمه این روایت میگوید که قالت عائشة رض فقلت یا رسول الله صلے الله تعالے علیه و علے

آله وسلم انتام قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی رواه البخاری ومسلم
ظاهر است که نوم قبل از وتر و نماز تهجد متصور میشود نه در غیر آن در روایات زیادة محمل بر نماز
تراویح است که در عرف آنوقت بقیام رمضان معبر بود آمدیم بر آنکه قیام رمضان بچند رکعت ادا
میفرمودند در روایات صحیحه مرقومه تعیین عدد نیامده لیکن از الفاظ مذکوره در جد واجتهاد آنحضرت
علیه الصلوة والسلام معلوم میشود که عدد ش بسیار بود و در مصنف ابن ابی شیبه و سنن بیهقی
بروایت ابن عباس رض وارد شده که کان رسول الله صلے الله تعالے علیه وعلے آله وسلم یصلے
فی رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة ویوتر اما بیهقی این روایت را تضعیف نموده بآنکه راوی این
حدیث جد ابوبکر ابن ابی شیبه است حال آنکه ابوشیبه جد ابوبکر بن ابی شیبه آنقدر ضعف ندارد که
روایت او مطروح مطلق ساخته شود آری اگر معارض او حدیث صحیح می شد البته ساقط می گشت
وقد سبق ان یزید هم معارضا له اعنے حدیث ابی سلمة عن عائشة المتقدم ذکره لیس معارضا بالحقیقة
فبقی سالما کیف وقد تاید بفعل الصحابة رض کما رواه البیهقی فی سننه باسناد صحیح عن السائب بن یزید رض
قال کانوا یقومون علے عهد عمر بن الخطاب رض فی شهر رمضان بعشرین رکعة وروی المالک فی
الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر رض بثلاثة وعشرین وفی روایة
باحدی عشرة وبیهقی درین هر دو روایت جمع نموده است باین طریق که اول صحابه کرام عدد زیاده
را که عدد مشهور تهجد آنحضرت بود درین نماز هم اختیار فرموده بودند لعلة المشترکة بینهما وهو ان کلا منهما
صلوة اللیل وچون نزد ایشان ثابت شد که آنحضرت درین ماه درین قیام زیاده ازان عدد میفرمودند
وبه عشرین میرسانیدند من بعد عدد بیست وسه را اختیار کردند درین عدد اجماع شده بود بعد از تحقق
اجماع مراعات این عدد هم از ضروریات گشت در حق قرون متاخره ازین جهت است که فقها درین
امر تشدد میکنند وچیزهای بسیار است که بعد از تحقق اجماع تاکید شدید پیدا کرده اند وقبل ازین چندان
تاکید نداشتند خصوصا چون آن امر مجمع علیه شعار اهل حق گردد ومابه الامتیاز از اهل بدعت شود
ورد روافض نیز تاکید یکه بعد از قرن صحابه بهم رسیده سابق ازان نبود کما یظهر من تتبع الروایات
فی ذلک وقد اختیار این عدد وجوه دیگر هم موجب ترجیح بهم رسیده از انجمله آنکه در غیر رمضان
صلوة اللیل که عبارت از تهجد است بعد دوازده وارد شده آنرا در رمضان که وقت جد وتشمیر است

مضاعف کرده اند و عدد رواتب پنج وقتی نیز عند اکثر الشافعیه بده میرسد تضعیف آن بیست میرسد و سه رکعت وتر را بآن عدد ضم کنند بست و سه میشود بهر حال در اینجا قاعده کلیه را ملحوظ نظر باید فرمود که در وقت اجماع و اتفاق اهل حل وعقد بر امری از امور شرعیه دلائل و ماخذ آن امر از طرق شتی و مسالک متعدده بر قلوب اهل عصر وارد میشود و بهیئت مجموعیه موجب تیقن یا ظن غالب بحکم آن امر میشود اگر از دیگران که در آنوقت حاضر نبوده اند هر یک ماخذ و دلیل را فرادی نظر کنند نزد ایشان علمیه بظن یا تیقن نمیشود لیکن در حق ایشان اجماع منعقد در زمان سابق در دلیل بودن کفایت میکند ازین قاعده مسائل بسیار سر بر آید و اگر اهل زمان متاخر خواهند که سوای اجماع دلیلی دیگر دران مسائل پیدا کنند متحیر میشوند و هرگز ایشان را بر و یقین میسر نمیشود زیرا که دلائل مانند اجماعیه در ذهن ایشان فراهم نمی آیند آنچه از امام مالک رح منقول است که سی و شش رکعت باید خواند سوای وتر و میگویند که عمل اهل مدینه همین بود پس اهل تاریخ وجه آنرا چنین نوشته اند که اهل مکه در مابین هر دو ترویحه هفت شوط طواف بجای آورند چون اهل مدینه محل طواف نداشتند در مابین ترویحتین چهار چهار رکعت خواندن اختیار نمودند ازین جهت مجموع نماز ایشان باین عدد میرسد و فی مصنف ابن ابی شیبة عن داود بن قیس قال ادرکت الناس بالمدینة فی زمن عمر بن عبد العزیز رح وابان بن عثمان یصلون ستا و ثلثین رکعة ویوترون بثلاث انتهی وظاهر احدوث این زیادة که بسبب نوافل فیمابین واقع شده در زمان عمر بن عبد العزیز یعنی زمان امارت او بر مدینه منوره بوده است که در آنوقت مردم را کمال رغبت در عبادت بهم رسیده بقدر ماثور و منقول ایشان را شبع حاصل نمیگشت والله تعالی اعلم منه اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور حدیث نیست قول بزرگیست و له معان شتی منها اذا تحیرتم نظرا الی الدلایل المتعارضة فی حل بعض الاشیاء و حرمتها فاترکوا اجتهادکم و تقلدوا ابن قدامات و هذا القول اشبه منقول عن عبد الله بن مسعود رض و سفیان الثوری رض و منها انکم اذا تحیرتم فی الامور الدنیویة و ضاق بسبب ذلک قلبکم فانظروا الی اصحاب القبور کیف ترکوا الدنیا و استقبلوا الاخرة و اعلموا انکم ایضا صایرون الی ما صاروا و هذا العلم یسهل علیکم صعاب الدنیا و شدائدها بالجملة لفظ در معنی استمداد نیست منه حیل مطلقا مکروه نیست و انکار بست نمی آید زیرا که در مسائل بسیار در احادیث مشهوره عمل بالحیل آمده

منہائی الصحیحین بیع الطبع بالدراہم واتبع بالدراہم جنیبا فانہ صریح فی مفاصلۃ الربویات بتوسط غیر الجنس الی غیر
ولک آرے نزد شافعیہ ومالکیہ وحنابلہ استعمال حیل عند الضرورت جائز است یعنے برائے تخلص
از ضیق ودفع ضرر از خود ونزد اکثر حنفیہ برائے جلب نفع نے ضرورت کہ معتد بہا است نیز جائز است
مالم یکن فیہا اتلاف حق واجب للہ تعالے او لاحد من العباد ومتاخرین ایشان درین تعمق بسیار
کردہ اند واستعمال حیل را برائے منع وجوب حق نیز جائز داشتہ اند وحرمت را مخصوص گردانیدہ اند بانچہ
حق واجب شدہ وفیہ بعد لا یخفی منہ استعانت بارواح درین امت بسیار بوقوع آمدہ انچہ جہال
وعوام انہا میکنند ایشان را در ہر عمل مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرک جلی است ونذر اولیا کہ برائے
قضاء حوائج معمول ومرسوم است اکثر فقہا بحقیقۃ آنہا پے نبردہ اند وآنرا بر نذر خدا قیاس کردہ
حکم بردۃ برآوردہ اند کہ اگر نذر بالاستقلال برائے آن ولی است باطل واگر برائے خدا است
وذکر ولی برائے بیان مصرف است صحیح است لیکن حقیقت این نذر آنست کہ اہدار ثواب طعام
وانفاق وبذل مال بروح میت کہ امری است مسنون واز روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل
ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ این نذر مستلزم میشود پس حاصل این نذر آنست کہ ان
نسیت مثلا اہدار ثواب ہذا الفدر لے روح فلان وذکر ولی برائے تعین عمل منذور است
نہ برائے مصرف ومصرف این نذر نزد ایشان متوسلان آن ولی میباشند از اقارب وخدمہ
وہمسایگان وامثال ذلک وہمین است مقصود نذر کنندگان بلاشبہ وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء
لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع آرے اگر آن ولی را حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب
اعتقاد میکنند این عقیدہ او منجر بشرک وفساد میگردد لیکن این عقیدہ چیزے دیگر است ونذر
چیزے دیگر منہ رسالہ در بس احمر در اصل یکے از علمای روم تصنیف کردہ بود وحضرت
شیخ ابو طاہر کردی رح حضرت ولی نعمت ما را فرمودند کہ آنرا مطالعہ نمایند وبرآن چیزے بنویسند
ایشان بعد مطالعہ بطریق حاشیہ چیزے برآن رسالہ نوشتہ اند ہمین حاشیہ در فہرست
مولفات ایشان داخل است ودرین باب مختار آنست کہ ہر احمر حرام نیست بلکہ معصفر فقط وآن
ہمچو مورد ومفرح واحمر قانی باشد ومرانبیکہ دون ہمو راند مثل شنجرفی وپیازی وغیر ذلک
مباح اند وبانات سرخ کہ آنرا عربان جوخ احمر گویند بالاجماع جائز است وہمچنین کہ ہاروہ دازین جا

معلوم میشود که مدار بر شوخی رنگ است نه بر حرمۃ منہ فرق در لزوم کفر انکار آنست که نصیکہ در مقدمہ وارد شدہ ان نص را کسے تاویل دور از کار کہ باعتبار قواعد عربیہ واصول راست نیاید نمود و مدلول ظاہر انرا انکار نماید پس لزوم کفر متحقق نشد لیکن التزام وقتے متحقق میشود کہ مدلول نص را مدلول نص اعتقاد کردہ بے تامل انکارش نماید وگوید کہ ہر چند نص وارد شدہ است امامن اینمعنی را قبول ندارم پس لزوم کفر نظر بواقع ونفس الامر است والتزام باعتبار اعتقاد منکر ومعنی لزوم کفر آنست کہ این عقیدہ کہ در حقیقت کفر است وجحود ولازم سے آید بر قائل آن نداند کہ جحود وکفر است منہ لولاک لما خلقت الافلاک در ہیچ کتاب بنظر نیامدہ منہ از احادیث حرمت سود گرفتن ودادن مطلقا معلوم میشود الا عند الضرورۃ التی تکون مخمصۃ وامثالہا فانہا مستثناۃ بالنص القرآنی الوارد فی حرمۃ المیتۃ وغیرہ وعموم بلوی را مخصص این حرمت ساختن چنانچہ در ممالک ہندوستان واقع است جراۃ نمیشود عموم بلوی در طہارت ونجاست البتہ تاثیر میکند لا فی الحل والحرمۃ منہ قاعدہ اجارہ آنست کہ ہر شے واجب ومندوب منعقد نمیشود وتعلیم قرآن فرض بالکفایہ است ومندوب علے العین پس محل اجارہ نیست آرے در خانہ کسے رفتن وازصبح تا شام نشستن واطفال او را شبانی کردن فعلے است ورا تعلیم کہ بران اجارہ منعقد میتواند شد ورقیہ بالقرآن مباح است فینعقد علیہا الاجارۃ رقیہ را بر تعلیم قیاس نباید کرد وبذلک یندفع التعارض وآنچہ در ترجمہ مرقوم است کہ نگرفتن اجرت عزیمت وگرفتن رخصت باینمعنی است کہ اگر وقت تعلیم شرط نکردہ بود وبعد از تعلیم مکافات آن نعمت بچیزے قصد کند قبول آن چیز رخصت است کہ بظاہر اجرت نیست ونگرفتن آن عزیمۃ کہ موضع طمع ونقصان اجر است احتیاط مقتضی آنست وگرفتن اجرت بر رقی وعزائم بالاجماع جائز است لاباس بہ وتعلیم قرآن را متاخرین جائز داشتہ اند کہ باجرت توان کرد امامراد ایشان ہمین تعلیم است کہ در دیگر افعال گذشت ورا تعلیم سہ شرط باشند تا محل اجارہ تواند شد نہ محض تعلیم مثلا شخصے پیش شخصے بیاید کہ مرا فلان آیت تعلیم کن واین از وے مزدوری خواہد کہ این اجرت بالاجماع بین المتقدمین والمتاخرین حرام است منہ در حق اصحاب کہف مذہب مشہور ومجمع علیہ ہمین است کہ ایشان احیا اند وہمراہ امام مہدی خواہند برخاست در نصرت ایشان مشغول خواہند بود وبعد از ان

خواہند مرد ولیکن ادلہ صحیحہ الماخذ قویۃ الدلالۃ برین امر از روی روایات یافتہ نمیشود و در تفسیر
در منثور و دیگر تفاسیر روایات ضعیفہ بوی ازین وادی بمشام میرساند و در نظم قرانی ہم
اشارہ باینمعنی است و قصہ فرستادن حضرت علی کرم اللہ وجہہ برای دعوت ایشان باسلام
کس دیگر موضوع است یاد دارم کہ صاحب نزہۃ الشیعۃ و دیگر محدثین حکم بوضع آن کردہ اند
اما بعضے طرق ضعیفہ وارد است کہ شب اسرا آنحضرت بران جماعت گذشتہ دعوت فرمود و ایشان
ایشان اجابت کردہ باز بخواب رفتہ اند واللہ تعالے اعلم مسئلہ لفظ حدیث در مسلم و ترمذی
اینست کہ معاویۃ بن ابی سفیان سعد ابن ابی وقاص را گفت ما منعک ان تسب ابا تراب
بعضے جانب داران معاویہ بن ابی سفیان این لفظ را تاویل میکنند و گویند مراد ش این بود
کہ چرا با حضرت علی مرتضے رض درشتی در کلام نمے کنی و نمے فہمانی کہ دست از حمایۃ قاتلان
عثمان بردارد و در مقام قصاص بما سپارد لیکن مدین توجیہ دو خدشہ بخاطر میگذرد اول آنکہ
برین تقدیر میباید کہ این گفت و شنید در ایام خلافت امیر المومنین علی رض بودہ باشد و از روی
تاریخ ملاقات سعد با معاویہ مدت نیست زیرا کہ سعد از ابتدای فتنہ در موضع عقیق کہ بیرون
مدینہ است منزوی شدہ و در ان ایام آمدن معاویہ در مدینہ منورہ اتفاق نیفتاد بلکہ بعد از
صلح از امام حسن رض برای حج آمدہ و با اہل مدینہ ملاقات نمودہ دوم آنکہ جواب سعد اما با ذکرت
فلانا الی آخرہ ازین توجیہ ابا صریح دارد چہ کثرت فضائل شخص مانع از نصیحت و پند گوئی نمیشود
بلکہ بہتر ہمین است کہ این لفظ را بر ظاہرش جاری باید داشت نہایت کار آنکہ از ارتکاب این
فعل شنیع یعنے سب یا امر سب از معاویہ بن ابی سفیان لازم خواہد آمد و لیس ہذا با اول قارورۃ
کسرت فی الاسلام چہ مرتبہ سب کمتر از قتل و قتال است لما روی فی الحدیث الصحیح سباب المومن
فسوق و قتالہ کفر و ہر گاہ قتال و امر بالقتال یقینی الصدور است ازان گزیر نیست بالجملہ اصلح
ہمین است کہ ویرا مرتکب کبیرہ باید دانست و زبان از طعن و لعن بند باید نمود و الا یلزم ان یقال فی من زنی
و من شرب من الصحابۃ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین و ہر جا ہی خطای اجتہادی را دخل دادن
خالی از سماحت نیست **جواب سوال** حافظ صدر الدین حیدرآبادی در استفسار مسئلہ وحدۃ
الوجود و وحدۃ الشہود از مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز **اول** معنی این دو کلمہ

باید فهمید باز حقیقت حال باید شنید معنی وحدة الوجود آنست که وجود حقیقی بمعنی مابه الموجودیة بمعنی
مصدری یک چیز است که در واجب و در ممکن ممکن و در جوهر جوهر و در عرض عرض و
این اختلافات موجب اختلافات در ذات نمیشوند مثل شعاع آفتاب که بر پاک و ناپاک می افتد
و فی ذاته پاک است ناپاک نمیشود و این مسئله فی نفسه حق است و هیچگونه مخالف شرع نیست نیز اگر
هر مرتبه از مراتب این وجود حقیقی حکمی جداگانه دارد و شرع شریف بیان حکم هر مرتبه میکند یعنی را هادی یعنی
را مضل و یعنی را واجب الاطاعة و یعنی را واجب العصیان و یعنی را حلال و یعنی را حرام و یعنی را
پاک و یعنی را ناپاک میفرماید مردم کوتاه بین میدانند که این همه اختلافات ذات است حاشا و کلا اینهمه
اختلاف شیون و اعتبارات است مانند آنکه در معرکه جنگ غیر از جسم نمودار نمی باشد اگر قاتل است
جسم است و اگر مقتول است جسم است و علی هذا القیاس راکب و مرکوب غالب و مغلوب و غیر آن
مجید چند جا اشاره باین مسئله واقع شده و صحیح ترین آیات و الله بر آنست یعنی این آیه است سنریهم
آیاتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق اولم یکف بربک انه علی کل شئ شهید الا
انهم فی مریة من لقاء ربهم الا انه بکل شئ محیط و نیز آیه هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن اینست
معنی وحدة الوجود اما معنی وحدة شهود پس حقیقتش اینست که سالک راه در وسط سلوک بسبب غلبه حق
و انحصار توجه که بسمت آن لبود همه موجودات در نظر او غائب میشوند غیر از وجود حق او را بنظر نمی آید و
بسبب استغراق درین مشاهده از ضبط مراتب نیز گاهے غافل میشود و میگوید سبحانی ما اعظم شانی و انا الحق
و امثال ذلک لیکن چون بدرجه انتها میرسد هر چیز را در مقام خود می بیند و میگوید مالالتراب و رب الارباب
تمثیلش آنکه در روز بسبب غلبه شعاع آفتاب هیچ ستاره بنظر نمی آید و بیننده حکم میکند که غیر از آفتاب
هیچ ستاره موجود نیست و این حالت حالت وسط سلوک است چنانچه حالت ابتدا مانند شب است
که ستارها بنظر می آیند و آفتاب بنظر نمی آید لیکن میداند که این همه نور آفتاب است که درین ستارها
ظهور کرده است و در حالت انتها که نمونه آن موجود نیست تا برای تمثیل آورده شود هر دو چیز بنظر می آید
هم آفتاب و هم ستاره و بحسب حال میگوید ﴿ هر مرتبه از وجود حکمی دارد ﴾ اگر حفظ مراتب نکنی
زندیقی اگر انتباه باز سوال مشارالیه از نوشته مولانا احوال مسئله موصوفه از سر فراز نامه حقیت
و معتبری مسئله وحدة الوجود ثابت شده و مسئله وحدة شهود غیر معتبر لیکن عرض دیگر اینکه جائیکه

مقام کشف و کرامات است یک مقام است و درینجا طریق دو یک معتبر و یک غیر معتبر و در هر دو
طریق اکثر اولیاء کمل شده اند چنانچه جناب حضرت شیخ احمد سرهندی رح بطریق شهود رفته اند و
مقلدان حضرت موصوف بران طریق قایم غرض اینست که هرچه احوال شیخ موصوف آنجناب
دریافته باشند ارقام فرمایند که طمانینت ازان حاصل آید انتهی جواب از مولانا صاحب - صفات توحید
وجودی مجمع علیه صوفیه است الاحضرت شیخ علاؤالدوله سمنانی از متقدمین و حضرت شیخ احمد سرهندی
مجدد الف ثانی از متاخرین توحید شهودی رفته اند و تحقیق آنست که وحدة وجود در مرتبه ذات با قید
اطلاق حق معین است و توحید شهودی که خبر از غیریت میدهد در مراتب تعینات واجب القبول
است پس هر دو امر در واقع تحقیق دارند حکمت الهی در ابتدا ارتشوونما کمال است محمدیه علی صاحبها
الصلوة والسلام والتحیة القای علوم توحید فرمود تا مردم از معنی قرب و معیت و حضور و همراهی جناب
حضرت حق عزوعلا متلذذ و مشوند و در زهد و مجاهده غایب بازمی نمایند و لنعم ما قیل ؎ صفای دل نه
سزوار بمن نمائی ست که در اندرون و بیرونم پارسائی تو و سرگاه این معرفت بخشه شد رفته
رفته در فهم کلمات عارفان طریقت مردم کج فهم راه الحاد پیمودند و این معرفت نامفید را وسیله
ابطال شریعت و تکلیفات نمودند و مذهب شیخ محب الله آبادی که ظاهرش قدم در وادی
الحاد میزند شیوع تمام در رواج مالا کلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سرهندی را بردی
کار آورد و از علوم غریبه را بطال ایشان القا فرمودند من قبیل تعدیل الحار بالبارد و الرطب بالیابس
حتی که اعتدال کامل تر در ازمان مردم جای کرد و باطل ممزوج بحق ارتفاع و انتفا پذیرفت همین است
مصداق مضمون مجدد یه والله تعالے اعلم و علمه اتم و احکم

بسم الله الرحمن الرحیم

سوال از فرزند احسن علیه صاحب بخدمت مولانا شاه عبد العزیز صاحب قدس سره العزیز
در مذهب اهل حق قول بالبداء باطل است چنانچه تفصیل تمام دلائل عقلیه و براهین نقلیه در کتب
احادیث و تفاسیر و کلام مصرح است و آنچه در کلام حضرت فخر المحدثین امام المتصوفین جناب شاه
ولی الله صاحب قدس سره ثبوت بداء در کتاب همعات مذکور شده بکدام معنی باید فهمید و بکدام محمل

صحیح حمل باید نمود تا مخالف کتاب و سنت نباشد عبارت ہمعات اینست و ارادہ و قضای حوادث از ان تجلی فوارہ صفت جوش میزند و مبدا ارادہ نسبے حوادث ہمان ارادہ است و آن ارادہ را نیز اسباب دیگر اند بعضے مستتر مثل قوای کواکب و افلاک و طبقہ کلیہ کہ مدبر شخص اکبر است و بعضے ظاہر مثل اوعیہ ملا اعلے و حوادثے کہ از اسفل مرتفع میشود درین موطن محو و اثبات و مبدا رنسخ واقع میشود و ہمین تجلی است کہ مری بنی آدم خواہد شد و معاد الے اخر ما قال و امام بغوی در تفسیر معالم التنزیل در بحث آیہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب بنقل فرمودہ مراد از محو و اثبات کہ موہم بدا راست چہ خواہد شد و ہذہ عبارتہ عن عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہما قالا لا یمحو السعادۃ و الشقاوۃ ایضاً فمحو الرزق و الاجل و یثبت ما یشاء عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان یطوف بالبیت و ہو یبکی و یقول اللہم ان کنت کتبتنی فی اہل السعادۃ فاثبتنی فیہا و ان کنت کتبت علے الشقاوۃ فامحنی و اثبتنی فی اہل السعادۃ و المغفرۃ فانک تمحو ما تشاء و تثبت و عندک ام الکتاب و مثلہ عن ابن مسعود فی بعض الآثار ان الرجل یکون قد بقی لہ من عمرہ ثلثون سنۃ فیقطع رحمہ فیرد الے ثلثۃ ایام و الرجل قد یکون بقی من عمرہ ثلثۃ ایام فیصل رحمہ فیرد الے ثلثین سنۃ انتہی پس مراد از محو و اثبات کہ موہم بدا است چہ در احادیث اول و زیادت بنا بر صلہ رحمی و کوتاہی بنا بر قطع رحم و در حدیث آخر چیست و اگر بر قضای معلق و مبرم حمل کنند خالی از تکلف نیست جواب از مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ۔ بدا در کتاب ہمعات بمعنی تجدد ارادہ واقع است کہ مشائخ را است و در بخاری در حدیث اعمی و اقرع و ابرص کہ بدا للہ عز و جل ان یبتلیہم واقع شدہ نیز ہمین معنے است و بدا بمعنے تجدد ارادہ مخالف مذہب حق نیست زیرا کہ اہل سنت قاطبۃ ارادہ را از صفات قدیمہ ازلیہ حضرت باری میدانند و تعلقات آنرا حادث مے انگارند و حضرت ایشان در کتاب ہمعات و در کتب دیگر ارادہ را در مرتبہ ذات صفت قدیمہ ازلیہ میدانند و در مرتبہ تجلی اعظم ارادہ را حادث اثبات میفرمایند پس قدم ارادہ در مرتبہ ذات است و حدوث آن در مرتبہ متاخر از مرتبہ ذات کہ مرتبہ تجلی اعظم است و ہر گاہ حدوث و قدم در دو مرتبہ واقع شد تخالف بر خاست آری مرتبہ تجلی اعظم را کہ مدبر شخص اکبر است و علما ظاہر نمیدانند و اثبات نمیکنند پس نزد آنہا حدوث ارادہ در ہیچ مرتبہ گنجایش نماند بلکہ تعلق ہمان ارادہ قدیمہ را حادث انگاشتند و ہذا قریب من النزاع اللفظی و در آیہ کریمہ نیز اشارتے باختلاف مراتب معلوم میشود زیرا کہ فرمودند یمحو اللہ ما یشاء و یثبت

باز فرموده اند وعنده ام الکتاب صریح دلالت دارد بر آنکه محو واثبات در جای دیگر است
ودر هر دو اثر حضرت عمر وابن مسعود رضی الله عنهما نیز وقوع تخالف باختلاف مرتبتین توان فهمید علمای ظاهر
بمقتضای سیاق وسباق وقوع تخالف میفرمایند ولا باس بذلک لانهم لا یثبتون مرتبة سوی الذات
للقدسة اما الصوفیة فلما اثبتوا التجلیات ومرتبة التجلیات متاخرة عن مرتبة الذات امکن لهم القول
بحدوث الاراده فی تلک المرتبة من غیر لزوم محذور ودر کتاب همعات ودیگر تصانیف ایشان اثبات
حدوث اراده قدیمه درین مرتبه مفصل مذکور است چنانچه بعد ازین واضح خواهد شد سوال ازین مزاحم جواب
نزد اهل حق یعنی اهل سنت وجماعت صحیح وثابت شده به براهین نقلیه وعقلیه که ماسوای انبیاء ورسل
دلیلی که علیهم السلام عصمت در احدی ثابت نیست حتی که اگر کسی را معصوم گوید درست نیست
ولهذا متکلمین وفقهاء رحمهم الله اطلاق عصمت بر غیر انبیاء وملائکه روا ندارند پس آنچه جناب فخر المحدثین
حضرت شاه ولی الله صاحب قدس سره در تفهیمات الهیه وغیره صفات اربعه که عصمت وحکمت وجلالت
وقطبیت باشد برای حضرات ائمه اثنا عشر علیهم السلام ثابت کرده اند وآن هدایت مآب نیز ازین
مراتب را در رساله که در بیان اعتقادات بحضرت ایشان تالیف فرموده اند لازم قائل شده اند آنرا اگر امام محل صحیح حمل
باید نمود ودلیلی از کتاب وسنت واجماع امت بران کدام است وجواب تخالف این قول که بر نسبت
مذهب اهل سنت نمایان شده چه خواهد شد ومع ذلک منافی تفضیل خلفای ثلثه رضی الله عنهم خصوصا
حضرات شیخین خواهد بود بطلان آنکه این مسئله تفضیل مجمع علیه اهل سنت است عند من یعتمد به وعلاوه
آن خود جناب افادت مآب هدایت انتساب حضرت شاه ولی الله صاحب بهزار ضبط وربط واسطراق
تمام این مسئله را یعنی تفضیل خلفای ثلثه سیما شیخین را رضی الله عنهم بدلائل نقلیه وعقلیه وکشفیه
وجدانیه بتقریر وافی ومثال شافی وترتیب کافی تحریر فرموده اند پس جواب تخالف وتعارض
این مسئله ممهده ثابته متفق علیها بآن مسئله غریبه غیر ثابته عند اهل حق یعنی اهل سنت
وجماعت چه خواهد شد بنوا توجروا جواب از مولانا سے ممدوح ـ عصمت وحکمت وجلالت نزد
صوفیه معانی اصطلاحیه دارند خصوصا در کتب مصنفه حضرت والد ماجد قدس الله سره مفصل مذکور اند
این وقت بسبب شدت بیماری امکان نیست که تمهید مقدمات نموده آید اگر کتب مصنفه ایشان
موجود باشند مطالعه باید نمود واضح خواهد شد وشرح اهتمام از تصانیف شاه محمد عاشق الهی

سنز اگر ہم رسد شافی وکافی خواہد بود والجملہ موافق علماء ظاہر ایں وقت جواب نوشتہ میشود عصمت دو معنے
دارد اول امتناع صدور ذنب مع القدرۃ علیہ واین معنے باجماع اہل سنت مخصوص بحضرات
انبیاء وملائکہ علویہ است دوم عدم صدور ذنب مع جوازہ من غیر لزوم مخدور واین معنی نزد صوفیہ
محفوظیت خوانند وہمین معنے در کلام صوفیہ سوال عصمت برای خود آمدہ چنانچہ در اول دعاے
حزب البحر واقع شدہ نسالک العصمۃ فی الحرکات والسکنات والارادات والخطرات الے اخرہ ایں معنے
مخصوص بانبیا نیست وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ برائے اہلبیت خود خواستہ اند بقولہ اللھم اذھب
عنھم الرجس وطھرھم تطہیرا ہمین معنے است ودر حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ وارد شدہ ان الشیطان
لیفرق من عمر نیز وارد شدہ ان الحق ینطق علی لسان عمر وقلبہ ودر حق صہیب رومی مطلع شدہ نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ فلا
اشکال وحکمت بمعنے علم نافع است اگر مکتسب باشد واصطلاح صوفیہ آنرا حکمت نگویند بلکہ علم وفضیلت
نامند واگر ان علم بطریق وہبی بر دل شخصے واقع شود آنرا حکمت نامند واتینا ہ الحکمۃ وفصل الخطاب
وکلا آتینا حکما وعلما وخواہ آن علم متعلق بعقاید باشد یا باعمال یا باخلاق واین معنے ہم مخصوص
بہ انبیا نیست ولقد آتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للہ بعد ازان آیہ واذ قال لقمان لابنہ تا آخر رکوع
بیان بعضے از حکمت ایشان است آرے ازین باب ہر چہ بوحی آید آن مخصوص بانبیا است
وہبی اعم است نبی وغیر نبی دران شریک اند ولہذا در حدیث شریف وارد شدہ انا دار الحکمۃ
وعلی بابہا ودر روایت مشہور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا وقشر مراد از علم در بنجا ہمین معنے است
ووجاہت بمعنے آنست کہ بعضے بندگان خود را حق تعالے بوجہے معاملہ نماید از دفع طعن معاندان
وتہمت ہاے عیوب وحفظ در اصابت بادشاہان واسراء در حق محبوبان ومرید اران مے نمایند ہمچنی
در حق دوکس از انبیاء اولے العزم منصوص قرآنی است اول حق حضرت موسے علے نبینا
علیہ الصلوۃ والسلام ہرگاہ ایشانرا نبی اسرائیل تہمت اذوہ وبرص کردند قال اللہ تعالے یا ایہا
الذین امنوا لاتکونوا کالذین آذوا موسے فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا حق تعالے رضی
نشد بہ تہمت ایشان اگرچہ آن تہمت ہیچ مخدور شرعی نداشت دوم در حق حضرت عیسے کہ یہود
بر حق ایشان تہمت زنازادگی بر زبان آوردند بسخن آمدن ایشان در حین طفولیت آن تہمت
زائل فرمود وقال اللہ فی سورۃ آل عمران وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس

فی المهد وکهلا الی آخره و اینمنے در حق اکثر اولیا به ثبوت پیوسته اول در حق ابوبکر صدیق رضی
الله عنه که ان الله یکره فوق السموات السبع ان یخطأ ابوبکر فی الارض دوم در حق علی مرتضی
رضی الله عنه که دعا کردند اللهم ادر الحق حیث دار و گفتند ادره حیث دار الحق و معنی قطبیت باطنه آنست
که حق تعالی بعضے بندگان خود را مخصوص سازد که مهبط فیض الهی اولاً بالذات ایشان باشند و از ایشان
بدیگران منتقل شود گو بظاهر کسے تلمذ و اکتساب از ایشان نکرده باشد مانند آنکه شعاع آفتاب از راه روزنے
در خانه بیفتد پس اولاً آن روزن روشن شده و بواسطه آن تمام اشیای خانه روشن شود و این را قطب
ارشاد نیز نامند بخلاف قطب مدار بالجمله اثبات این صفات اربعه عند التحقیق نه مخالف مذهب اهل سنت
است گو ظاهر بینان از اطلاق این الفاظ تحاشی نمایند و نه مخالف تفضیل شیخین که مجمع علیه جمیع
اهل حق است زیرا که مدار آن تفضیل بر اکثریت ثواب است عند المتکلمین و جائز است که خدای تعالی
بعضے بندگان خود را مخصوص بزیادت ثواب گرداند هر چند فضائل دیگر و صفات کمال در غیر آنها
بیشتر باشد و مصنف کتاب همعات قدس الله سره مدار تفضیل شیخین بر تشبه انبیا داشته است و درست
است و رفع شبهات و ترویج دین و نگاهداشتن مردم از بدعت و اجرای جهاد و امر بالمعروف و نهی
عن المنکر و ظاهر است که زیادتی شیخین درین امور اوضح من الشمس و ابین من الامس است و لهذا
قال اکثر المتکلمین التفضیل عندنا بالتوفیق لا بالفضایل فقط سوال از مرزا احسن علیصاحب که کتاب
صواعق موبقه در رد مذهب روافض خذلهم الله تعالے که تالیف نصر الله کابلی است بملاحظه شریف
در آمده بانه و بعد از انکه ملحوظ نظر فیض اثر شده باشد فرقے در تصنیف آن و تصنیف جناب افادت
مآب که تحفه اثنا عشریه است چیست و معاندان این دیار خصوصاً روافض خذلهم الله بطریق
زار خانی و بیهوده گوئی خیلے شور و شغب میکنند که کتاب مستطاب تحفه اثنا عشریه ترجمه صواعق
موبقه است هر چند سوال این معنی با مخلصان و فدویان را لاطائل و بیهوده مینماید و از جمله یاوه
البطلان است و هر کس که از مایه علم الهی داشته باشد این خبر را از محکی عنه مخالف خواهد دانست
لیکن بعضے کسان این ناکس را بسیار تنگ کردند لهذا این امر نامرضی را موجب سمع خراشی
جنابعالی انگاشته شد جواب از شاه صاحب ممدوح ۔ در وقت تصنیف تحفه اثنا عشریه از کتابهای
اهل سنت که در رد مذهب شیعه و کتب شیعه که در رد مذهب اهل سنت تالیف شده سه قسم بهم رسیده

قسم اول در مجادله این مسئله خاص یعنی اثبات خلافت خلفای ثلثه و رد آن مثل نور الروافض الروافض
و مزاحض الروافض و صواعق محرقه و شرح تجرید از طرف اهل سنت و مصائب النواصب و رد شبهات
الاعور و اظهار الحق و سفینة النجاة از طرف شیعه قسم دوم آن کتابهاست که در مسئله امامت و شروط
آن و موانع آن به تفصیل تصنیف شده مثل بحث امامت در شرح مقاصد و شرح مواقف و طوالع الانوار
و اربعین از طرف اهل سنت و تصانیف علامه حلی و حدایق موبقه در رد صواعق محرقه و مقداد از طرف
شیعه قسم سوم آنست که تمام مذهب شیعه را هم در الهیات و هم در معاد و هم در امامت و هم در روایات
احادیث و هم در اصول رد کرده اند مثل ابطال الباطل و صواقع موبقه تالیف نصر الله کابلی از طرف
اهل سنت و منهج الحق علامه حلی و احقاق الحق قاضی نور الله شوستری از طرف امامیه این هر سه قسم
کتب در وقت تالیف تحفه اثنا عشریه موجود و مستحضر بودند در آنوقت ترتیب صواقع بسیار پسند خاطر
افتاده و بهمان ترتیب درین کتاب کلام واقع شد و احقاق الحق نیز بهمین ترتیب دارد و ابطال الباطل
نیز بهمین ترتیب دارد لیکن صواقع بسیار مختصر و خوشنما بنظر آمد بهمانرا اختیار کرده شد مگر بحث تولا و تبرا
در آن نبود و شرح حدیث الثقلین نیز در آن نبود و مسئله انکار نبوت و اتحاد که لازم مذهب شیعه است
به شرح و بسط در آن نبود این ابواب افزوده شد و باب مطاعن و جواب آن اصلا در آن کتاب مذکور
نیست و نیز در صواقع اکتفا بر دلائل کلامیه نموده و روایات را از کتب امامیه کمتر آورده در تحفه اثنا عشریه
آن دلائل کلامیه را حذف نموده و در تکثیر روایات از کتب امامیه کوشیده شد پس این کتاب را جمعه
آن کتاب گفتن محض بظاهر ترتیب آن نمی تواند شد مانند آنکه مواقف را از طوالع و مسلم را از مختصر الاصول
ابن حاجب ماخوذ دانند حالا فرق واضح شد در هر دو کتاب نظر تامل بکار برده شود تا این خیال بالکلیه
زایل گردد و معهذا اجابی طعن معاندان و حاسدان وقتی متوجه فقیر می تواند شد که این فقیر دعوی تصنیف
این کتاب موجب افتخار خود دانسته تقریرا و تحریرا بالقلم زبان یا بزبان قلم کرده باشد معلوم است که
این کتاب را تصنیف حافظ غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد ابن شیخ ابو الفیض نوشته ام اگر منظور
خوبی نسبت این کتاب بخود نمی بود چرا اینقدر اخفا بنامهای غیر معروف بعمل می آوردم
علاوه الاهم هرگز به نسبت این کتاب بطرف خود خوش نمیشوم آری اگر تفسیر فتح العزیز و امثال این
تصانیف را اگر به فقیر نسبت کنند موجب شادمانی خاطر میگردد و خوشکه منظور رد این مذهب بود که مردم

همین این کتاب دران اعتقاد سست شوند یا ترک نمایند الحمد لله که این معنی حاصل شد و نیز اگر زائل کنند
رد افضل را هرگز جای نیست زیرا که این کتاب اگر ترجمه وقایع است آخر اثبات مذهب اهل سنت
میکند رد مذهب رد افضل مے نماید اینها را چه کار از آنکه تفتیش کنند که گوینده کیست جواب باید نوشت
و این طعن جواب نمیتواند شد آرے بعض اهل سنت که آنها را بشهرت این کتاب نسبت با این فقیر
عرق حسد بجوش آمده میخواهند که نسبت با این فقیر درمیان نماند جواب سخن ایشان گذشت که فقیر
دعوی این کتاب نمیکند و فخر خود نمے خواهد منظور فقیر غرض ازین مقدمات سلوک این طریق جدید
برادران اولے الالباب و طالبان راه صواب بود الحمد لله که حاصل شد سوال از بعثی ذوالفقار علیخان
مبعوث شدن رسول الثقلین جهت هدایت عالم و دعوت اسلام است و نازل شدن قرآن بزبان
عربی برای سهولت فهم و ادراک غوامض آن باهل عرب پس این قرآن جهت سهولت دریافت
اهل عجم و فرنگ و هندوستان و بنگاله وغیره اقالیم و جزائر و بنادر که السنه متغایره و لغات مختلفه دارند
کافی نیست بلکه اصلا فهم آنها بعبارت و معانی آن نمیرسد و از زبان اکثری از اقوام اطراف و جبال
با وصف سعی و کوشش تعلم تلفظ کلام الله بصحت او انمیگردد و دعوت اسلام هم در وقت پیغمبر خدا
و خلفای برحق او باکثر از ساکنان اقالیم و اطراف عالم مثل پیگو و نیپال وغیره نرسیده و بعد ازان
نیز سلسله جنبانی دعوت اسلام بآنها نگردیده پس اتمام حجت بطور ساکنان دیار عرب براین اقوام یافته
نمیشود و خدای تعالے برهمه بندگان خود رحیم و منصف است واحدے را زیاده از طاقت او تکلیف نمیدهد
درینصورت این قوم که دعوت رسول و خلفای برحق برایشان نرسیده و کتاب احکامے جهت سهولت
فهم آنها صادر نگردیده در مواخذه چنانکه مروی است داخل باشند یا نه اگر باشند شبهاتیکه برین لازم
مے آید مخفی نیست جواب هرچند آنحضرت صلے الله علیه وسلم مبعوث شدند برای ارشاد و هدایت
ساکنان جمیع اقطار و بلدان و جزائر و جبال لیکن بعثت اولے آنحضرت بسوی جن و انس عرب
بود و بواسطه عرب بدیگران یعنے فارس و روم و بواسطه آنها به سند و هند و هم جزائر الجزائر
و الجبال پس و نازل کردن قرآن اولا بزبان و لغت و اسلوب کلام عرب و اعجاز آنها از معارضه
اش اختیار فرمودن ضرور افتاد تا عرب بخوبی دقایق این کلام را و معانی او را بساکنان عراق و عجم
و خراسان رسانند و آنها به سند و هند و ترکستان رسانند همچنین اگر رعایت هر قوم کرده قرآن را

بلغت ہر قوم نازل مے فرمودند اختلاف در دین مے شد و باب تحریف و زیادت و نقصان مفتوح میگشت اول کسیکہ قرآن بر او نازل می شد یعنی ذات مطہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز معانی و لغات اقوام دیگر یا کہ مخارج حروف و لہجہ کلام ہر فرقہ نمیدانستند پس تبلیغ آن کلام مجہول اللفظ والمعنی چہ قسم متصور میگردید اگر شخصے عربی نژاد را کتاب پدماوت تعلیم کنند و بگویند کہ فلان کس را برسان ہرگز از و ممکن نخواہد شد و اگر سالہا مشق کند ہرگز مخارج و لہجہ لغت این کتاب را نخواہد دریافت و اگر کسے گوید کہ چنانچہ تعلیم امی بہ نسبت آنحضرت واضح شد پس خوارق عادات بود ہمین قسم تعلیم مخارج و لہجہ و الفاظ لغت با آنحضرت ؐ بطریق خرق عادت مے شد گوئیم کہ آنحضرت را اتفاق ملاقات با اقوام دیگر در مدت العمر نشد و این معنی در علم الٰہی متحقق بود پس بطریق خرق عادت تعلیم ہر لغت ضالین در ایمان مے افتاد خلاف حکمت الٰہی ہمین وضع را اختیار نمود کہ بوقوع آمد آمدیم بر آنکہ اثبات نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر غائبین زماناً و مکاناً غیر واقفین مثل اعجاز قرآن چہ قسم صورت بندد جوابش آنکہ امام رازی و دیگر علمای کلام نوشتہ اند کہ اثبات نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در ہیچ وقت کہ تحمل بعد از آنجناب رو داده اعجاز قرآن نیست بلکہ حالا دو طریق است برای اثبات نبوت طریق اول آنکہ بطریق تواتر کہ در ہر قرن کرور ہا ناقل معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثل اعجاز قرآن و شق قمر و تسلیم حجر و مدد و اطاعت احجار و اشجار و زیادتی در طعام و شراب و سخن آہو و شتر و گرگ و سوسمار کہ مجموع آنہا در کتب حدیث بعدد سہ ہزار سوای اعجاز قرآن رسیدہ بود نزد ہر قوم ثابت کردہ شود و افادہ متواترات علم بدیہی را از قبیل امور متفق علیہا است پس نزد آنہا بطریق ہدایت وجود آنحضرت ؐ و بعثت آنجناب بلکہ احکام شرعیہ متواترہ نیز ثابت خواہد شد بالاتفاق در امور ماضیہ طریق ثبوت علم ہمین است و وجود نوشیروان و حاتم طائی و سکندر و خلافت بنی عباس و آمدن سلطان محمود غزنوی مدعیہ نزد ہندوان بچہ طور ثابت شدہ سوای این طور دیگر نیست دوم آنکہ گویند کہ حالا احتیاج اثبات نبوت نمانده زیرا کہ آنحضرت ؐ پیدا شدند و لکھوکہا کس بسلوک و صحبت ایشان متوجہ بخدا و مشغول بعبادت و اطاعت الٰہی گشتند و مجتنب از معاصی و ملازم تقوے و طہارت و اخلاق نیک و آداب مستحسن پیش گرفتہ و مشغولے بعبادت و طاعت و اجتناب از معاصی و ظلم و حسن اخلاق و آداب و حقوق نزد ہر قوم مستحسن و پسندیدہ است و آنرا ہدایت میدانند پس چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

دعوی ہدایت خلق الله فرمود آن ہدایت واضح شد پس حاجت اثبات نبوت نماند که معنی
نبوت همین است و پس دار البیان بیان و این هر دو طریق نزد ساکنان جزایر و جبال و
وبیال محقق است اگر بالفرض کسے ازانها ازین هر دو طریق محروم ماند حکم او حکم اهل فترت خواهد بود
علے اختلاف المذاهب چنانچه در کتب اصول مثل مسلم و حضدی مشروح و مبسوط است سوال سیم
اخبار و تواتر و آثار بخوبی ثابت است که در هندوستان نیز مانند سایر ممالک قوم هنود آنها را خالق و بعضے را مظاهر
خود ها دانند گذشته و راجهای باشوکت و قوت و خلقت بسیار بوده اند از بدو آفرینش کدام پیغمبر بدین
قوم هم مبعوث شده و کدام کتاب برای هدایت آنها بلغت هندی یا دیگر نازل گردیده بیست یا نهصد و
عدم آن پیش چیست جواب مفاد آیه قرآنی وان من امة الا خلا فیها نذیر آنست که در هر امتے
ترساننده گذشته است که از ارتکاب قبایح و اتلاف حقوق بترساند خاص از انکه آن ترساننده
از انبیا باشد یا از علما یا وعاظ یا از اولیا و عرفا و اگر از احوال مختلفه مثل روم و حبش و ترکستان و ختا
و فحص تفتیش کرده شود هرگز نشان پیغمبری نمی یابند که در آنها گذشته باشد بلکه مفهوم نبی را هم
نشناسند اعتقاد عظمت و بزرگی عبادت و زهاد و تارکان دنیا و خلوت نشینان در طبایع آنها مستحکم
است و معامله حضرت حق با هر فرقه مختلف است باختلاف استعدادات آنها و باختلاف علوم فحوای
آنها و دیار عرب از زمین تا شام و مصر به یک رنگ هدایت الهی ظهور فرمود انبیا و رسل را مبعوث
فرمود و معجزات بدست آنها آفرید و کتابهای نازل فرمود زیرا که این بلاد آمال علم غیب را گرچه
از بعضے بشر به بعضے بشر باشد بسبب بعد مکانے یا بعد زمانے بهمین طریق میدانستند که قاصدے
بیاید و پیغام زبانی برساند یا خطے همراه خود بیاورد آرے نشان راستی آن قاصد از و طلب میشد
چنانچه در امرا و ملوک و سلاطین حالا هم همین مروج است که فرمانے یا نشانه بدست معتبرے خود
میفرستند و برای تصدیق او بعض چیزها مخصوص از بالکی و فیل و فوج همراه او میدهند پس
اهل این بلاد را که دیار عرب است طریق هدایت همین طور مقرر شده و هنود را چون این طریقه
معتمد علیه نبود بلکه ظهور حضرت حق را در بعض چیزها و تکلم بزبان حق با صدور افعالے که مخصوص
بمرتبه الوهیت است از خوارق عادات و حکمرانی در مخلوقات نیابت حق میدانستند لهذا بایشان
همین وقیع معامله واضح شد و پندها نوشنیدند تا مدت دراز قیام هدایت ایشان بهمین اسلوب

ما نا چنانچه از کتاب جوک باسشت و رامایین و بهاگوت معلوم میشود تا آنکه بیاس نام شخصے پیدا شد
و باغوای شیطانی تمام مذهب آنهارا برباد داد و شرک و بت پرستی رائج کرد و بعد ازان همه هنود
مشرک شدند و صورت پرستی پیش نهادند آری باختلاف شرایع باختلاف اقوام مثل کابه و کهتری
و مهاجن از قدیم درانها بود و این معنی هم در شرایع قدیمه ما اصلے دارد چه هر سبط از اسباط بنے
اسرائیل مخصوص باحکامے چند بودند بلکه در شریعت ما نیز بنی هاشم به مصرفیت خمس و حرمت زکوة
و حرمت تقبیل مخصوص اند و تمام قریش باستحقاق خلافت ممتاز و مشترکین عرب را جزیه نیست لا تقبل
منهم الا الاسلام او السیف بالجمله اوتار هنود مظاهر حق گشته باشند خواه از افراد بشر باشند
خواه از شیر و ماهی مثل عصای حضرت موسے و ناقه حضرت صالح لیکن عوام این فرقه بسبب قصور فهم
درمیان ظاهر و مظهر فرق نکرده همه را معبود ساخته اند و در ضلالت افتاده اند و همین است حال فرقها
بسیار از مسلمین مثل تعزیه سازان و مجاوران قبور و جلالیان و مداریان و الله اعلم بحقیقة الحال فقط

سوال از غلام علی شاه صاحب - حضرت سلامت - السلام علیکم و رحمة الله نماز بطرف قبر و تصویر
اگرچه از انبیا باشد حرام است پس استقبال جدر کعبه و حجر اسود و مقام ابراهیم علیه السلام که مشابهت
باطراف قبور دارند چرا واجب کرده اند و حجر اسود که جای تقبیل انبیا است علیهم السلام نسبت
بایشان دارد و مقام ابراهیم که مناسبتے با ابراهیم علیه السلام پیدا کرده و می تواند که از انوار خلت
حضرت ابراهیم علیه السلام حظے داشته باشد جدر کعبه که طاف انبیا و ملائکه علیهم السلام است و محل
درود و برکات مسجود یعنے حضرت حق سبحانه پس باین وجوه استقبال آنها واجب کرده اند لیکن خدشه
ما باقی است غیر حق پیش کسے سجده چرا باشد بنوا توجروا **جواب** اصل حقیقت انیست که تمام
کعبه قبله مسجود است بنا بر آنکه بیت الله منسوب بجناب الهی است ملاحظه انبیا رسا بقین و باقی
هیچ نیست و لهذا اگر جدر آن منهدم شوند نعوذ بالله منه چنانچه در وقت حجاج بوقوع آمد و یا حجر
اسود دور شود چنانچه در عهد قرامطه بوقوع آمده یا مقام ابراهیم را کسے دور سازد فضاء کعبه قبله است
قبله بودن بر خشت و چوب و سنگ موقوف نیست پس درین صورت هرگز ملاحظه معنی که در ما نحن فیه
و مطاف فلان نبی یا ولی یا ملک است اصلا درمیان نیست بانیوجه شرک دران جاری نمیشود
بخلاف قبور انبیا و اولیا و تصاویر بزرگان که درانها نسبت بآن بزرگان صریح است و همچنین است

آنہا استقبال و سجود الیہ میدانند پس فرق واضح شد و جاے اشکال نماند و در مقام ابراہیم چیزے دیگر بجز امامت ابراہیم علیہ السلام اصلا ملاحظہ نیست امام بودن چیزے دیگر است و مسجود بودن چیزے دیگر و آنہم بنا بر استحباب نہ بنا بر وجوب حتے کہ صلے فی ای مقام شاء من المسجد الحرام اجزأتہ الصلوٰۃ و ہو المذہب الاصح چنانچہ در حق کعبہ آمدہ است کہ بیت اللہ است ہمچنین در حق حجر اسود بالخصوص آمدہ است کہ الحجر الاسود یمین اللہ فی الارض یصافح بہ من شاء من عبادہ و دست بوس خدا است و عظمت او ہمین جہت است چون منسوب بخدا شد بہر کعبہ وجہ مسجود الیہ شدن ہم رسانید آرے این نسبت را نص صریح متواتر مے باید و آن در غیر کعبہ و بیت المقدس مفقود است و بہمین وجہ گفتہ بودند بنی اسرائیل اجعل لنا الہا کما لہم الہۃ و حالا ہیچ چیزے در عالم منسوب بحضرت حق نیست بلا واسطہ الا فضاے کعبہ یا فضاے حجر معلق و آن منسوخ است و این ثابت ہر چہ از منسوبات دیگر مسجود الیہ واقع میشود از قبیل تصاویر یا معابد اسلاف ہمہ منسوب بغیر خدا است بالجملہ فرق بسیار است باندک تامل ظاہر میشود در تفسیر فتح العزیز در آخر سپارہ الم در تفسیر آیت وعہدنا الے ابراہیم و اسمعیل ان طہرا بیتی للطائفین و اول سپارہ سیقول در تفسیر قل للہ المشرق و المغرب یہدی من یشاء الے صراط مستقیم الے آخر الآیات ملاحظہ باید نمود اسرار عجیبہ ظاہر خواہد شد و این قدر تا ل در رفع این اشکال کافی و شافی است کہ ہر گاہ انبیا بطرف این خانہ سجدہ کردہ اند و این حجر را تقبیل نمودہ اند پس نزد آنہا عظمت این ہر دو چیز بجہت وجہ بود اگر بسبب آن بود کہ ہر نبی لاحق تقبیل و سجدہ نبی سابق را ملاحظہ مے نمود پس تسلسل در انبیا و قدیم بودن آن مکان لازم آید و اگر بسبب این نبود محض نسبت بخدا بود حالا ہم ہمین علت موجود است اگر انبیاء سابقین میکردند یا سجدہ بالسنت مے نمودند آنہم شریک بودند یا امتثال عین امر پس امتثال را نیز ملاحظہ این معنی در میان نیست والسلام والاکرام۔ سوال در واقعہ باغ فدک۔ روی مسلم عن عائشۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارسلت الی ابی بکر تسال میراثہا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الے آخر الحدیث در بخاری ہم است تغضبت فاطمۃ و خرجت عنہ و لم تکلم حتے ماتت و نیز در بخاری است من اغضبہا فقد اغضبنی روی مسلم عن عمر انہ قال لعلی و عباس فی حدیث طویل فرایتماہ یعنے ابا بکر کاذبا و اثما

وغادره او خائنا قال عمر واللہ لعلم انہ لصادق وبار وراشد وتابع للحق ثم توفی ابو بکر وانا ولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وولی ابو بکر فرایتمانی کاذبا وآثما وغادرا وخائنا واللہ یعلم انی لصادق وبار وراشد و تابع للحق ومدارج النبوۃ است این روایت وقف محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہذہ القریۃ المعلومۃ بحدودہا علے فاطمۃ علیہا السلام وقفا محرما علے غیرہا موبدا علیہا من بعدہا علے ذریتہا فمن بدلہ بعد ما سمعہ فانما اثمہ علے الذین یبدلونہ ان اللہ سمیع علیم جواب روایت اول در صحیح مسلم است وازین روایت ہیچ تقصیر ابو بکر رضی اللہ عنہ ثابت نمیشود زیرا کہ ایشان غیر از روایت حدیث کہ خود از انحضرت شنیدہ بودند وحضرت علی وحضرت عباس وحضرت عمر وحضرت عثمان ودیگر عشرہ مبشرہ نیز شنیدہ بودند چنانچہ از روایت آیندہ صریح معلوم میشود ہیچ نکتہ وبیان مسئلہ شرعی قباحتے ندارد واز الفاظ خشونت وخصومت وبے ادبی ازین روایت مفہوم نمیشود وبہ خشم آمدن حضرت خاتون رضی اللہ عنہا وترک کلام وملاقات تا چند روز نیز تقصیر حضرت ابو بکر ثابت نمیشود زیرا کہ حضرات معصومین در بعضے اوقات بے تقصیر ہم بخشم میآیند چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام بر حضرت ہارون علیہ السلام در مقدمہ گوسالہ پرستان خیلے بخشم آمدند چنانچہ در کلام اللہ منصوص است بر ہمین قیاس خشم حضرت خاتون بر حضرت صدیق باید فہمید علاوہ آنکہ روایت ہر چند لم تکلم حتے توفیت واقعشدہ ودر دیگر روایات اہل سنت و امامیہ رضامندی حضرت خاتون از حضرت صدیق ثابت شدہ وقاعدہ اصول است کہ المثبت مقدم علے النافی امار وایات اہل سنت پس در مدارج النبوۃ وکتاب الوفا بیہقی وشرح مشکوۃ موجود است بلکہ در شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق نوشتہ کہ ابو بکر صدیق بعد این قصہ بخانہ فاطمہ رفت ودر گرمی آفتاب بر در بایستاد وعذر خواہی کرد وحضرت زہرا از وراضی شد ودر ریاض النضرۃ نیز این قصہ بتفصیل مروی است ودر فصل الخطاب بروایت بیہقی از شعبی نیز ہمین قصہ مروی است کہ ابن السمان در کتاب الموافقۃ از اوزاعی روایت کردہ کہ گفت بیرون آمد ابو بکر بر در فاطمہ در روز گرم وگفت نمیروم از نجا تا راضی نگردد از من بنت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم درآمد بروے علی پس سوگند داد بر فاطمہ کہ راضی شو پس راضی شد فاطمہ امار وایت امامیہ پس صاحب منہاج السالکین وغیر او از علمای ایشان روایت کردہ اند ان ابا بکر لما رای فاطمۃ

انقبضت عنہ ہجرتہ ولم تکلم بعد ذلک فی امر فذکر لہا ذلک عنہ فاراد استرضاءہا فقال لہا
صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقسمہا فیعطی
الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یؤتی قوتکم وللعاملین فقالت افعل فیہا کما کان یفعل
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یفعل فیہا فقال ذلک واللہ علی ان افعل فیہا ما کان یفعل
ابوبکر فقالت واللہ لافعلن ذلک فقال اللہم اشہد فرضیت بذلک واخذت العہد علیہ وکان
ابوبکر یعطیہم منہا قوتہم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل انتہے عبارت مروی
در سراج السالکین و دیگر کتب معتبرہ امامیہ وحدیث من اغضبہا فقد اغضبنی نیز صحیح است
لیکن ہر کہ از لغت عرب فی الجملہ وقوف دارد میداند کہ اغضاب در لغت عرب آنست کہ شخصے
بقول یا بفعل در غضب آوردن شخصے قصد نماید پر ظاہر است کہ حضرت صدیق ہرگز قصد ایذاء
حضرت فاطمہ نداشت بلکہ روایت حدیثے کہ ہمہ عشرہ مبشرہ از اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
شنیدہ بودند و بیان مسئلہ شرعی کہ از ان مفہوم بود نمود پس مدلول من اغضبہا بر وصادق
نیامد و عید فقد اغضبنی نیز در حق او متحقق نباشد کہ اذا فات الشرط فات المشروط روایت دوم نیز
در صحیح مسلم است لیکن قصہ کہ در صحیح مسلم و دیگر کتب صحیحہ کہ مذکور است اینست کہ متروکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در دست حضرت صدیق بود و از ان حضرت خاتون و ازواج مطہرات را خوراک
و پوشاک و حوائج ضروریہ میدادند بعد از ان محتاج بنی ہاشم را ہر گاہ حضرت عمر خلیفہ شدند حضرت
علی و حضرت عباس نزد ایشان آمدند و متفق اللفظ والمعنی درخواست کردند کہ متروکہ آنحضرت را
بدست ما حوالہ کنید کہ موافق عمل آنحضرت و عمل حضرت ابوبکر و عمل شما دران عمل نمایم حضرت
عمر بہمین شروط بایشان دادند و گفتند کہ این را تقسیم نہ نمایید و میراث دران جاری نکنید بعد
چندے حضرت عباس را منظور افتاد کہ این را تقسیم باید کنانید حضرت علی این امر ابا نمودند و منازعت
بسیار شد تا آنکہ حضرت علی حضرت عباس را بید خل ساختند حضرت عباس حضرت علی را برائے
فیصل این منازعت و نالش نمیتی پیش حضرت عمر آوردند و گفتند کہ ارحنی من ہذا الآثم الکاذب
الغادر الخائن یعنے خلاص کن مرا از دست این ظالم غدار خیانت کنندہ دروغگو و ہمین لفظ
در صدر این روایت در صحیح مسلم موجود است حضرت عمر چون چنین دیدند برائے حمایت

حضرت علی بحضرت عباس گفتند و هر چند خطاب بهر دو کس است لیکن منظور شنوانیدن حضرت
عباس است که اگر حضرت علی درین مقدمه یعنے منع از تقسیم که موہم اجرار میراث است ظالم و
خائن و غادر و دروغگو باشند پس حضرت ابوبکر نیز باعتقاد شما دروغگو و ظالم و خاین و غدار
باشند و خدا امید از ایشان صادق و بار و راشد و تابع حق بودند و همچنین من نیز باعتقاد شما ظالم
و غدار و خاین و دروغگو باشم زیرا که ما همه یعنے حضرت علی و حضرت ابوبکر و من در منع از تقسیم و اجرا
میراث شریکیم و بحدیثے که شما همه میدانید تمسک و آن حدیث قابل تاویل و تحریف نیست والا حضرت
خاتون چه تاویل آن نمے فرمودند پس معلوم شد که این کلام حضرت عمر محض برای شنوانیدن
حضرت عباس بود تا از حضرت علی نالش ننمایند و منازعت نکنند چنانچه همین واقع شد که من
بعد آن متروکه همه در دست حضرت علی ماند و حضرت عباس را دران دخل نشد تا آنکه مروان
برای خود اقطاع نمود و در لغت عرب بسا اوقات دو کس را در کارے شریک میکنند و منظور
یک کس سے باشد در کلام الله واقع است یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم حال آنکه
رسولان از جن نیامدند بلکه از انس آمده اند فقط و نیز در کلام الله واقع است یخرج منهما اللولو
والمرجان حال آنکه مروارید و مرجان از دریاے شور سے برآیند نه از دریاے شیرین در روایت سوم
که در معارج النبوة است منسوب به کتاب معتبر نیست و الفاظ او نیز خلاف لغت قدیمه اند و بر تقدیر
روایت آن صحیح باشد مخالف مذهب امامیه است چه ازان روایت صریح معلوم سے شود که
آن قریه نه میراث بود نه هبه بلکه وقف بود و همین است مذهب اهل سنت که نزد ایشان متروک
آنحضرت همه وقف بود و وقف کننده هرگاه وفات نماید و از طرف خود کسے را از اولاد یا عصبات
متولی وقف نسازد تولیت وقف بوالی آفاق تعلق میگیرد نه به موقوف علیه چنانچه در فتاوے عالمگیری
مذکور است و ان کان الواقف میتا فوصیه الی من القاضی فان لم یکن اوصی الی احد فالرای
فی ذلک الی القاضی انتهے پس این روایت که در معارج است مؤید مذهب اهل سنت است
و مخالف مذهب امامیه فرق این قدر است که نزد اهل سنت بر جمیع اهل بیت وقف بود حضرت خاتون
و ازواج مطهرات و محتاجان بنی هاشم همه درین داخل بودند اگر از مصارف ایشان باقی سے ماند
بر دیگر فقرا و مساکین مقسوم سے شد چنانچه در جمیع اوقات همین حال است و ازین روایت خصوصیت

وقف بر حضرت خاتون و ذریت ایشان معلوم مے شود علی ای حال ہر گاہ وقف شد متولی آن
حضرت ابوبکر خواہد بود بحکم ولایۃ الامر چنانچہ ہمین معنے را حضرت عمر خود فرمودہ اند کہ انا ولی من ولیہ
صلے اللہ علیہ وسلم و ولی ابی بکر اہلبیت نبوی علیہم السلام مصارف این وقف شدہ اند
نہ متولی فقط سوال منشی عاشق علی ملازم حکیم مہدی لکھنوی کہ بالفعل بسبب عتاب حاکم آنجا
در فرخ آباد در سایہ حمایت صاحبان عالی شان سکونت ورزیدہ است اختلاف در مسائل اصول
دین فیما بین مجتہدین اربعہ مذہب اہل سنت و جماعت در کدام کدام مسائل است با توجیہات
ہر یک ارشاد فرمایند اختلاف در اصول دین ہر گاہ مجتہد اربعہ را با خود ہا در میان است پس چرا
یکے مر دیگرے را از خود ہا بیگانہ نمیدانند بلکہ در ہر چہار مذہب حق دائر میفرمایند ہر گاہ اختلاف در
مجتہدان اہل سنت و جماعت روا باشد ہر چند در کتر مسائل یافتہ میشود لیکن چون وجود اختلاف
موجود شد پس اعتراض اختلاف اصول دین کہ بر مذہب امامیہ وارد میشود مرتفع گردید گو در انجا
بسیار اختلاف واقع باشد لیکن شیعہ اثنا عشریہ زمان ما را اختلاف در اصول دین فیما بین مجتہدان
اثنا عشریہ منکر بحث اند و ہمین عدم اختلاف اصول دین را دلیل بر حقیت مذہب خود می آرند
و مذاہب دیگر را از خود بیگانہ میدانند و در مذہب خود مشمول نمیدانند جواب کہ بہمان مجالس مرقوم
گردیدہ و بمعائنہ تحریر جواب سائل متحیر گشتہ مقرا نمعنی شد کہ مثل مولانا صاحب کسے عالم در ین
زمانہ نیست علمای اہل سنت و جماعت در اصول ثلثہ دین اختلافے ندارند مگر در بعض متفرعات
اختلاف لفظی فیما بین اینہا واقع است و بین اختلاف سہ فرقہ شد۔ اشعریہ ماتریدیہ و حنابلہ
و اصل اینست کہ علمای اہل سنت را حق تعالے دو چیز عطا فرمودہ یکے ذہن رسا کہ بسبب آن
بغور عمیق رسند و منجمد بر الفاظ نمیشوند دوم انصاف و قلت حسد کہ بسبب آن کلام ہر قائل
را بر محمل نیک حمل مے نمایند و حتے المقدور تکفیر و تضلیل نمیکنند مثلاً ماتریدیہ قائل شدہ اند بہ کہ صفت
تامہ کہ آنرا تکوین میگویند و آن صفت قدیم مے انگارند و اشعریہ صفت تکوین را اعتبار کردہ اند
و مے فہمند کہ از تعلقات قدرت و ارادہ این صفت حادث میشود چنانچہ تعلقات ہر صفات
حادث اند انہم حادث است پس کلام ماتریدیہ را کہ قائل بقدم ان صفت اند حمل میکنند
بر قدم سبب آن کہ قدرت و ارادہ اند و تضلیل و تکفیر نمے نمایند و ہمچنین است حال خلافیات

دیگر کہ فیما بین ایں ہر سہ گروہ واقع است مثلاً اشاعرہ و ماتریدیہ میگویند کہ کلام اللہ غیر مخلوق است و مراد ازان کلام نفسی است نہ الفاظ زیرا کہ حدوث الفاظ کہ کیفیات اصوات غیر قارہ اند بدیہی است و انکار بدیہی نتوان کرد۔ نابلہ میگویند کہ الفاظ ہر چند کیفیات اصوات غیر قارہ اند لکن القرآن بودن اینہا در وجود تلفظی است و اینجا یعنے الفاظ وجودیست دیگر در متخیلہ سامعین وان وجود بطریق تجدد الامثال قرار دراز دارد مثلاً گلستان شیخ سعدی را بہمان وجود توان گفت کہ از مدت شصت صد و سی سال موجود است یعنے بہمین الفاظ منت مرخدای را تا آخر اولاً در متخیلہ شیخ سعدی لباس وجود پوشید باز در متخیلہ سامعان دیگر و ہلم جرا الے یومنا ہذا پس کلام لفظی الٰہی را در علم الٰہی نامند کلام نفسی قدیم گوئیم ہیچ انکار بدیہی لازم نمے آید بلکہ عموم نص کلام اللہ غیر مخلوق را از ظاہر صرف کردن و بر کلام نفسی محمول داشتن بعید از فہم است اشعریہ و ماتریدیہ دانستند کہ سخن حنابلہ راہ بدیہی دارد البتہ از تکفیر و تضلیل نباید نمود اشعریہ میگویند کہ حسن و قبح در افعال بمعنے ایجاب ثواب و عقاب ذاتی افعال نیست والا نسخ در شرع جائز نمیشد لان ما بالذات لا یختلف ولا یتخلف و ماتریدیہ میگویند کہ افعال را قبل از وجود شرع حکمے نیست از وجوب و حرمت چنانچہ معتزلہ میگویند اللہ در نفس فعل چیزے ہست کہ مقتضی وجوب است مثل نماز کہ مشتمل بر مناجات معبود است و چیزیست کہ مقتضی حرمت است مثل زنا کہ موجب اختلاط انساب و ازبسکہ شارع حکیم است حکم او جزافی نیست انچہ قابل وجوب است او را واجب ساختہ است و انچہ قابل حرمت است او را حرام ساختہ است آرے حسن و قبح بعضے افعال بقول ناقصہ ما مدرک نمیشود باین جہت اشعریہ انکار حسن و قبح ذاتی افعال بعمل نمودہ اند تا عوام بقول ناقصہ خود در میدان پر خطر جولان نکنند و از جادہ ایمان بیرون نروند و الیہ اشار سیدنا و مولانا امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ حیث قال لو کان الدین بالرای لکان باطن الخف اولے بالمسح من ظاہرہ پس اشعریہ قابل تکفیر و تضلیل نیستند و ہمچنین جمہور متکلمین صفات حق تعالےٰ را زائد بر ذات مے شمارند و میگویند اثبات قدما مار مستقلہ یعنے ذوات متعددہ کفر است و اثبات قدم یک ذات و نسبت آن ذات قدم صفات آن ذات اصلا کفر نیست و علما ماوراء النہر از اثبات قدما مار متعددہ و نسبت صفات متعددہ احتراز کردہ صفات را لا عین و لا غیر دانستہ اند زیرا کہ اگر عین گوئیم نفی آنہا لازم مے آید مذہب معتزلہ و فلاسفہ میشود و اگر زائد گوئیم

نفی غیریت پس طعن بر تشیع مخالفان باثبات قدما رسعدده میشود باین جهت نفی عینیت وغیریت کردند
وجمهور متکلمین فهمیدند که مراد از نفی غیریت مستقله است چنانچه ما میگوییم نه انکار آن صفات ولهذا نفی
عینیت هم کردند حالانکه نفی عینیت نفی حقیقت ست ونفی حقیقت چیزے را از چیزے مفسط ظاهر است
وهمچنین علمار ماتریدیه میگویند السعید قد یشقی الشقی قد یسعد واشعریه میگویند السعید من سعد فی بطن امه
والشقی من شقی فی بطن امه هر دو فریق غرض فریق دیگر فهمیده تکفیر وتضلیل زبان را بند ساخته اند زیرا که
یک فرقه انجام را نظر کرده وفرقه دیگر وسط را نیز اعتبار کرده به تبدیل شقاوت وسعادت قائل
شده وهمچنین است حال اختلافے که در ایمان واقع است الایمان هو التصدیق فقط والاقرار
کاشف عن التصدیق او هو التصدیق والاقرار والعمل بمعنے ان العمل من کملاته جمهور محدثین
از شافعیه ومالکیه وحنابله قائل باخیر شده اند وحنفیه قائل باول ولهذا این فریق جزم نمیکنند بایمان
خود میگویند که انا مومن انشاء الله وحنفیه میگویند انا مومن حقا زیرا که در کمال ایمان که عمل است
شبهه است که هست یا نیست ودر نفس ایمان که تصدیق است هیچ شبهه نیست وعلے هذا القیاس
وانچه اثنا عشریه میگویند که در فرقه ما اختلافے نیست در اصول دین همچنین است وحال ماتریدیه
وحال اشعریه که فیما بین خود با اختلاف ندارند پس جاے قبح نیست معهذا فیما بین اثنا عشریه
نیز در بعض اصول اختلاف است ومنه القول بالبدا والمراجعة حتے انکره بعضهم وقول بحذف
بسیارے از کلام الله که جمهور اثنا عشریه بآن قائل اند ودر کتاب اعتقادات صدوق ابن بابویه را
انکار برین قول بسیار است وبشدت نفی آن نموده ومثل قول بحجیت قیاس که همه امامیه اثنا عشریه
بآن قائل است ودیگران انکار آن مے نمایند وهمین جهت اورا ثلث عشریه لقب داده اند
تاهم بسبب این اختلافات تکفیر وتضلیل نمیکنند چه ابن بابویه را بکمال تعظیم پیش آیند ولقب
به صدوق نموده اند فما هو جوابکم فهو جوابنا فقط سوالات مسطره بحر که چهار سوال بجواب حضرت ممدوح
فرستاده در خط خود نوشته بود که جواب این سوالات موافق قرآن شریف ارقام سازند
سوال نکاح دختر صغیر کرده دادن مادر وپدر را جائز ست یا نه جواب این مسئله از چند آیات
کلام الله مستخرج میشود در آیه اول وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم طریق
استخراجش اینکه لفظ ایامی جمع ایم است در لغت عام صغیر وکبیر ومرد وزن را گویند ومنکحش

کسے است کہ جفت نداشتہ باشد اگر مرد است زن ندارد و اگر زن است شوہر ندارد و پس معنی
کلام اللہ چنین شد مردان بے زن را و زنان بے شوہر را از زمرہ خود لفظ ایم عام شد و دختر
صغیرہ نابالغ نیز دران داخل گشت و این طریق را موافق اصول مدرج فی العموم میگویند آیہ دوم
ویسئلونک عن الیتامی قل اصلاح لہم خیر یعنے سوال میکنند ترا از حال یتیمان کہ صغیر السن و
بے پدر باشند و یتیم در آدمیان ہمان است کہ صغیر السن بے پدر باشد چنانچہ در جانوران
آنست کہ صغیر السن بے مادر باشد و صغیر السن دران معتبر است والا ہر فرد نیز یتیم باشد بعد ازان
مے فرمایند قل اصلاح لہم خیر یعنے بگو کہ اصلاح کار ایشان بہتر است پس معلوم شد کہ در
انچہ مصلحت یتیم باشد تعمیل باید آورد و اکثر اوقات نکاح کردہ دادن یتیم در صغر سن موافق
مصلحت مے باشد خصوصاً زنے یتیمہ کہ بعد از نکاح نان و نفقہ او بر ذمہ شوہر لازم میگردد و مہر
برائے او مقرر میشود سراسر منفعت است چون در یتیم جواز نکاح کردہ دادن ثابت شد باوجود
آنکہ قرابت قریبہ ندارد پس در حق دختر کہ نہایت قرابت قریبہ دارد اصلاح حال مہم تر مینماید
البتہ نکاح کردہ دادن جائز خواہد بود این طریق را موافق اصول قیاس بالادلے و دلالۃ النص
گویند مسئلہ دوم اگر دختر خواہد کہ از غیر کفو نکاح خود نماید امتناع پدر و مادر او را میسر میشود یا نہ
جواب این مسئلہ از چند آیات کلام اللہ مستنبط میشود آیہ اول در جاہائے بسیار در قرآن مجید
واقعشدہ وبالوالدین احسانا یعنے با پدر و مادر خود نیکی کنید و قاعدہ عقل مقرر است کہ الامر
بالشئی نہی عن ضدہ یعنے چون حاکم امر فرماید بکردن چیزے پس ضد آن چیز ممنوع میشود
زیرا کہ اجتماع ضدین محال است پس ازین آیت معلوم شد کہ والدین را ایذا نباید داد
زیرا کہ ایذا ضد احسان است در صورتیکہ دختر با غیر کفو نکاح خود نماید والدین را ایذاء کلی باہم
میرسد و عار شدید لاحق میشود پس حرام شد آیہ دوم در سیپارہ پانزدہم واقع است وقضی
ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدہما او کلاہما فلا تقل لہما
اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریما یعنے حکم کردہ است پروردگار تو کہ عبادت نکنید مگر او را
و با مادر و پدر نیکی کنید اگر برسد بحد پیری یکے از ایشان یا ہر دو ایشان پس تنگدل شدہ
با انہا کلمہ اف نگویید و باواز بلند ایشان را زجر نکنید و بگویید برائے ایشان سخنے کہ در دے

عزت واکرام آنہا باشد ازین آیت معلوم شد کہ اہانت شان رسانیدن و ذلیل ساختن
حرام است و ہرگاہ دختر باغیر کفو نکاح خود کند اینہم ایذا و ذلت بابوالدین میرسد پس حرام باشد
ووالدین را ممانعت ازین عمل بائز باشد فقط **مسئلہ سوم** اگر شخصے پیش از نکاح بہ پدر و مادر زن
شرط نمود کہ من در خانہ شما خواہم ماند دختر خود را بمن نکاح کردہ دہید بعد ازان در خانہ پدر و مادر زن
آن شخص نماند نکاح باطل میشود یا نہ **جواب** نکاح باطل نمیشود زیرا کہ مدار نکاح بر دو شخص است زن
و شوہر کہ علاقہ زن و شوی ہم میرسانند پس مساکنت زن با شوہر و شوہر با زن ضرور است پدر و مادر
زن بعد انکاح کردہ دادن دختر از نکاح بے علاقہ میشوند در خانہ آنہا ماندن چہ ضرور است در کلام اللہ
در اول سیپارہ پنجم کہ والمحصنات است واقع شد بعد از بیان محرمات اُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ اَنْ
تَبْتَغُوا بِاَمْوَالِکُمْ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ یعنے حلال کردہ شد برائے شما کہ طلب نکاح کنید ماورا ایں
محرمات را بخرج کردن مال ہائے خود در مہر و نان نفقہ لیک دران حالت کہ آنہا را در قید خود آرید
و در خانہ خود نگاہ دارید نہ سوائے شما دیگرے را بران دسترس نباشد محض شہوت رانی قصد
نکنید کہ خفیہ میشود بلکہ با علان و حاضر کردن شاہدان نکاح کنید پس معلوم شد کہ مدار نکاح بر ہمین
چیزہا است شرطہائے دیگر کہ در فلان خانہ باشد یا بروے نکاح دیگر نکنند یا حرم نگیرد لغو است
و معتبر نیست آری اگر این شخص با پدر و مادر زن بخوشی خود شرط کردہ است کہ من دختر شما را
از خانہ شما نخواہم برآورد و خود ہم در خانہ شما خواہم ماند بریں معاملہ عہد شدہ و وفا بالعہد حتی المقدور
لازم است اگر بے عذر ازین عہد ہا نقض نماید عند اللہ گنہگار میشود اما در نکاح خلل نمی افتد
در سیپارہ دوم انکلام اللہ واقع است والموفون بعہدہم اذا عاہدوا یعنے مردمان کسانے ہستند
کہ وفا میکنند بعہد خود چون عہدے بندند و قطع نظر ازین آیت در جاہائے بسیار از کلام اللہ حکم مرکد
بوفاء عہد آمدہ قال اللہ تعالیٰ واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا حکم مرتب است **مسئلہ چہارم** جائیکہ قطب بر سمت
باشد و گردش فلک بسوی باشد در مدت شش ماہ یا کم ازان باشد در انجا حکم صوم و صلوٰۃ چیست
جواب حکم این مسئلہ بالتخصیص در ہیچ کتاب از کتب فقہ مذکور نیست و دریں شبہا ہر اعلماء رسانیدن
بجہت اینکہ این موضع یعنے عرض تعین مکان حیوانات نمیتواند شد چہ جائے انسان زیرا کہ
بسبب کمال بعد آفتاب از انجا استیلا بر رودت بحدے میباشد کہ بعیش و بحیات کہ موقوف

برحرارت عزیزی است ممکن نمیشود پس بحث از حکم صوم وصلوة در انجا عبث دیده اند و مهمل گذاشته
لیکن از کلام الله حکم این موضع هم مستخرج میشود صورتش اینست که آفتاب هرگاه بحرکت خاصه خود
در بروج شمالیه یعنی از حمل گرفته تا آخر سنبله در آید پس نزدسکان ان مواضع در تمام دوره یوم ولیله
غائب نمیشود و بحرکت فلک الافلاک هر روز مداری را قطع میکند مدار هر روزه را دو حصه نمایند
یک حصه را روز اعتبار کرده سه نماز که فجر وظهر وعصر است به تقسیم آن نصف مدار بمقدار اوقات ادای
نماز کنند و نصف دیگر را شب اعتبار کرده اول مغرب ادا نمایند و تا اینکه آفتاب بربع آن مدار برسد
نماز عشا ادا کنند اینست حکم صلوة وقتیکه آفتاب در مدارات شمالیه باشد و در نظر سکان انجا ظاهر
باشد و هرگاه آفتاب در بروج جنوبیه یعنی از میزان تا آخر حوت داخل شود پس باندازه وتقدیر
مدارات شمالیه مدارات جنوبیه را حساب کرده مدار بر یوم ولیله تنصیف کنند نصفی را شب و نصفی را
روز اعتبار کنند زیرا که مدار جنوبی و مدارات شمالی متساوی اند تفاوت در انها نیست گو در نظر
به اختلاف اوج وحضیض قدری تفاوت غیر محسوس هویدا شود اما صوم پس حکمش اینست که تحقیق نمایند
از آیندگان مراکب که متصل زمین معمور آمد و رفت دارند که شهور قمریه کدام ماه است وان ماه را
محفوظ داشته سی روز دیگر شهور قمریه را اعتبار کنند هرگاه بان حساب رمضان المبارک در ایام
نصف هر مدار را روز اعتبار کرده روزه بگیرند و نصف آنرا شب اعتبار کرده افطار نمایند طریق
سهل اینست اگر آلات نجوم وتقویم شناسی داشته باشند چنانچه مسموع شده که در بلاد روم
برای شناخت ماه ها گهڑیال کے سازند که ازان تشکلات قمریه ماه از اول تا آخر دریافت میشود
پس از روی آن آله رمضان اعتبار کرده داداره دیگر ساعات روز و شب را دریافته موافق آن
روزه دارند و افطار نمایند اگر خواهند منازل قمر را از ابتدای آن ماه دریافته هر منزل را دو قسم کنند
نصفی را روز و نصفی را شب اعتبار کنند و طریق سهل آنست که منطقه مایل قمر بنج درجه از منطقة
البروج میلان دارد پس هرگاه در منازل شمالیه خواهد بود مدار او بر مدوم انجا ایم بظهور خواهد بود
هر مدار را تنصیف کرده صوم وافطار کنند و هرگاه مهتاب در منازل جنوبیه بود و همان حساب منازل
شمالیه را یاد داشته دران منازل بعمل آرند و حکم این مسئله مستخرج است از آیه کلام الله که در
سیپاره پانزدهم واقع است وهو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا

عدد السنین والحساب یعنے حق تعالے آن ذات پاک است کہ گردانیدہ است آفتاب را
درخشندہ و مہتاب را روشن و مقدر کرد برائے مہتاب منازل را یعنی منازل بست و نہ گانہ تا بدانید
شما شمار سالہا را و حساب ماہ ہا و دیگر آنچہ متفرع برین دانستن است مثل صوم و صلوٰۃ و حج و
وجوب ما ہیانہ و غیر ذلک و در سیپارہ بست و ہفتم در سورہ الرحمن فرمودہ اند الشمس والقمر بحسبان
یعنے آفتاب و مہتاب بحساب مقرر قطع بروج و منازل مے نمایند اگر کسے را شبہہ بخاطر رسد کہ
اوقات نماز بساعات روز و شب مقرر است روز و شب ہر چونکہ باشد دراز یا کوتاہ پس درینش ما
سہ نماز ادا باید کرد و در ششماہ دو نماز و ہمچنین صوم در شرع بطول ماہ از اول ماہ مقرر است ہرگاہ
کہ مہتاب بر شکل تحت القطب بحرکت خاصہ خود طلوع کند روزہ بگیرند و ہرگاہ طرف جنوب بیاید افطار
نمایند گوئیم این وضع بچند جہت خلاف مقصود و خلاف آیات کلام اللہ است اول آنکہ اوقات
بر ساعات شب و روز است کہ بحرکت اولے کہ اسرع حرکات است تعلق دارد نہ بحرکت خاص
آفتاب کہ بحرکت خاصہ او تعلق دارد و آیہ قرآنی در سیپارہ نوزدہم واقع است و ہو الذی جعل
اللیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا یعنے او تعالے آن خدائیست کہ گردانیدہ
است شب و روز را آیندہ و روندہ برائے کسے کہ ارادہ یاد خدا دارد یعنے بزبان یا بدل یا ارادہ
شکر دارد یعنے بجسد و جوارح پس معلوم شد کہ برائے ذکر و شکر خدا ہمین روز و شب کہ تعلق بحرکت
اولے دارند آمدہ در فت مینمایند مقرر است و صوم نیز در شکر داخل است زیرا کہ صایم بدن
خود را بترک غذا برائے خدا مے کاہد و صرف میکند و جہ دوم آنکہ در تمام مدت ششماہ سہ نماز
فرض میشود در مدت ششماہ دیگر دو نماز ہرگز مقصود از فرضیت نماز حاصل نمیگشت زیرا کہ فرضیت
نماز برائے آنست کہ بندہ بفاصلہ قلیل ساعت بساعت متوجہ بخالق خود شود و عبادت کند تا رنگ
توجہ و عبادت بر روح و نفس او مستولی شود و زنگ غفلت و نکرت دور گردد و اگر در مدت یکسال
پنج بار این قصہ اتفاق افتد اصلا امرے بنفس و روح نمیرساند بلکہ یاد ہم نمیماند و اگر در صوم
ناششماہ روزہ و تا ششماہ افطار مقرر مے شد در حق سکان آن موضع تکلیف مالا یطاق
لازم مے آمد زیرا کہ در مجرد مے عادات امتناع از اکل و شرب تا این مدت دراز مہلک است
و آیہ قرآنی بنفی این تکلیف ناطق است در سیپارہ سوم و در جاے دیگر ہم واقع است

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا و نیز در کلام اللہ در سیپارہ دوم در جائیکہ فرضیت روزہ بیان فرمودند
واقع است کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات یعنے
بر شما روزہ ہا فرض کردہ شد چنانچہ بر پیشینیان فرض کردہ شد تا شما ورزش تقوے بیاموزید
و روزہ ہائے شمردہ شدہ و ظاہر است شمردن روزہ ہا در یک ماہ یا کمتر یک ماہ مے باشد و در عرف مشہور است
کہ روزہ ہا بشمار ذکر میکنند دوم و سوم و چہارم ہر گاہ از ماہ تجاوز کند بماہ ہا شمار میکنند یکماہ و دو ماہ
و سہ ماہ و دو نیم ماہ پس معلوم شد کہ روزہ زیادہ بر یک ماہ فرض نیست تا شش ماہ چہ رسد و بعضے
فقیہ منشا نزاع در اینجا شبہہ دیگر بخاطر میرسد بیانش آنکہ در کتب اصول مبینوید کہ سبب وجوب
در نماز و روزہ وقت است و در ارض تسعین چون وقت نماز نباشد یعنے طلوع فجر و زوال
آفتاب و غروب آن ہر روز نباشد پس وجوب چرا باشد زیرا کہ مسبب بدون سبب متحقق نمیشود
وقت را کہ سبب وجوب میگویند بمعنے علامت است در اصل سبب وجوب حکم الٰہی است و حکم
الٰہی را تغیر سببے ہست ہمہ حکمت مقصود است پس در نماز سبب وجوب در حقیقت تنبیہ بذکر
و فکر خالق و دفع غفلت از انجناب است و در صوم کسر نفس بترک مالوفات نامدت دراز و این اسباب
لازم وجود نوع انسان است ہر جا کہ باشد و موافق قواعد آسانی شرع مبینوان حکم نماز و روزہ
بطور دیگر بر آورد و این آنست کہ مدت شش ماہ روز و شش ماہ شب باشد بحکم جبلت و تجارب شش ماہ
بیدار بودن و مشغول کار و بار بودن و ہمچنین مدت شش ماہ خواب کردن و بے حس و حرکت ماندن
از محالات عادی است لابد در مدت شش ماہ وقت استراحت و خواب از وقت کسب و تلاش
معاش جدا خواہند کرد و پارہ را برائے اینکار و پارہ را برائے آنکار معین خواہند نمود پس وقت
تلاش و تردد در حق آنہا روز قرار باید داد و نماز ہائے روز در آنوقت باید گزارد و وقت استراحت
و خواب را در حق آنہا شب قرار باید داشت و نماز ہائے شب را در اول و اوسط وقت باید گزارد
و ہمچنین روزہ و افطار باین طریق بسیار سہل و موافق قاعدہ فقہ کہ عرف و عادت را در
بعض احکام عند الضرورت معتبر میدارند در آیات کلام اللہ نیز اشارہ باصل این مطلب مذکور
است در آخر سیپارہ ہفتم میفرمایند فالق الاصباح و جعل اللیل سکنا و الشمس و القمر حسبانا یعنی
او تعالے شگافندہ روشنی روز است و گردانیدہ است شب را وقت سکون و استراحت و آفتاب

وماہتاب را برائے یاد داشت حساب ماہ و سال بلکہ سیارہ ہشتم میفرماید من رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ۔ یعنی از رحمت و لطف خود گردانیدہ برائے شما شب و روز برائے سکون و استراحت و برائے تلاش معاش و درین عبارت لف و نشر است یعنے شب را برائے سکون و روز را برائے کسب و تلاش معاش ازین آیت ہم معلوم میشود کہ شب در حقیقت وقت استراحت است ہر چونکہ باشد و روز وقت تلاش و تردد است ہر چونکہ باشد موقوف بر طلوع و غروب آفتاب و ماہتاب نیست فقط **سوال** از مولوی جمیل علی۔ ماہی را کہ صیاد کافر صید کردہ باشد و در اکل آن چہ حکم است **جواب**۔ حلال است در کتب فقہ مسطور است لا باس باکل السمک الذی یصیدہ المجوسی و حاصل آنکہ گرفتن ماہی در جمیع احکام حکم ذبح ندارد تا آنرا ذبیحہ کافر گمان کردہ شود **سوال** وضو ئیکہ برائے نماز جنازہ کردہ باشند یکے از نماز پنجگانہ بدان وضو گزاردن روا است یا نہ **جواب** روا است زیرا کہ در وضو نیت شرط نیست بہر نیت کہ کند گزاردن نماز بآن جائز است در تیمم کہ نیت شرط است نیز روا است فی العالمگیریۃ تیمم لصلوۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوۃ اجزاہ ان صلے بہ مکتوبۃ بلا خلاف کذا فی المحیط فقط **سوال** نماز گزاردن بر فرش گلیم دنمد و سجدۂ تلاوت روا است یا نہ **جواب** روا است بشرطیکہ پیشانی بران قرار گیرد **سوال** زید بمرض تحلل ریح چنان گرفتار است کہ یک رکعت ہم بضبط ریح ادا نتواند نمود پس بنا بر ہر نماز وضو تازہ کند و بعد ادائے نماز آنچہ معمول او باشد از منزل کلام اللہ و تلاوت حدیث شریف و صلوۃ طیبات بدان وضو بخواند یا بتجدید وضو بخواند و بعد ادائے نوافل مثل تہجد و چاشت و اشراق وغیرہا نیز برائے ادا و معمولہ وضو تازہ نماید **جواب** حاجت تجدید وضو نیست اگر نا قضے دیگر تحقق نشدہ باشد ہمان وضو کفایت میکند **سوال** در فوائد محیط آوردہ کہ شخصے بجناب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم عرض نمود کہ زید در سفر است و گور مادر و پدر در وطن بمسافت بعیدہ بادر موضع غیر معلوم است و او زیارت را مشتاق است چہ کند آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم فرمودند کہ خطے کشیدہ بخیال مادر و پدر زیارت آن خط بکند پس در صورت ساختن تعزیہ تمسک باین روایت اغلب کہ حکم جواز دارد **جواب** این روایت در کفایہ شعبی است چندان معتبر نیست معہذا دران روایت ذکر سفر و بعد مسافت نیست فقط

صورت مجہول بودن موضع قبور پدر و مادر مذکور است معلوم را بر مجہول قیاس روا نیست زیرا که
اگر قبلہ مجہول باشد تحری جائز است چون موضع قبور پر نور حضرت امامین معلوم است زیارت تابوت
مصنوع جائز نباشد والا بدین نوع زیارت قبر پیغمبر و حج گزاردن برائے کعبہ مصنوعہ و عرفات مصنوعہ
نیز جائز باشد فقط سوال زیارت تابوت تعزیہ و فاتحہ خواندن بران و مرثیہ خواندن و گفتن و شنیدن
آن و فریاد و نوحہ کردن و سینہ کوبی نمودن و جرح خوردن بماتم حضرت امام حسینؓ چہ حکم دارد
جواب این چیزہا ہمہ ناروا است در کتاب السراج بروایت خطیب آوردہ لعن اللہ من زار بلا
مزار و لعن اللہ من زار شبحا بلا روح و مرثیہ گفتن و خواندن و شنیدن آن بشرطیکہ متضمن تحقیر و
اہانت اہل بیت یا نسبت ظلم و ستم بجناب الٰہی نباشد بجانہ خود باکے ندارد و فاتحہ و درود و صدقات
نیز بجانہ خود مستحسن است و فریاد و نوحہ کردن و سینہ کوبی نمودن و جرح خوردن ہمہ حرام است و در
حدیث است لیس منا من حلق و سلق و خرق ترجمہ یعنے نیست از ما شخصے کہ جرح خورد و گریہ بآواز
نوحہ کند و گریبان درد و نیز در حدیث است لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی
الجاہلیۃ این ہر دو حدیث در مشکوٰۃ المصابیح است فقط جواب سوال مولوی محمد زاہد خان
شاہجہان پوری ۔ حدیثے کہ مرقوم شدہ بود بلا حظہ در آمد در کتب صحیحہ حدیث موجود نیست
اما در تفاسیر محدثین مثل ابن جریر و ابن مردویہ بروایت ضعیف موجود است و معنی حدیث
بر مذہب اہل سنت کم کسے میداند بموجب فرمودہ سامی نوشتہ میشود اول یک مقدمہ را
خاطر نشین باید ساخت بعد ازاں معنے حدیث خود بخود فہمیدہ خواہد شد مقدمہ اینست کہ
حق دو قسم میباشد حق دایر و حق متعین مثلاً دین و اسلام حق متعین است و مذہب حنفی
یا شافعی مثلاً حق دائر است حاصل آنکہ حق دائر آنست کہ خود ہم حق باشد و غیر او نیز حق باشد
مثل صوم و افطار در حق مسافر کہ ہر دو حق اند و قیام و قعود در نماز نفل و جہر و اخفا در نماز منفرد
و علے ہذا القیاس و حق متعین آنست کہ غیر او حق نباشد مثل اصل نماز فرض چون این مقدمہ معلوم شد
پس باید دانست کہ مراد از حق در سوال مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ کہ بالحق مراد حق متعین بود نہ حق
دایر و لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در جوابش قرآن و اسلام را ذکر فرمودند کہ ہر دو متعین اند
کتب دیگر و ادیان دیگر منسوخ شدہ اند و خلافت حضرت علی ذکر فرمودند و مقید ساختند بقولہ

اذا انتهت الیک یعنی چون خلافت بتو رسد حق متعین گردد زیرا که در آنوقت از خلفای راشدین
خبر از ذات ایشان موجود نبود بخلاف خلافت خلفای ثلثه چون وقتیکه خلافت بحضرت صدیق
رسید دایر بود در میان چهار کس زیرا که امامت مفضول با وجود فاضل جائز است اگر در آنوقت
با حضرت علی یا حضرت عثمان بیعت میکردند جائز بود همچنین وقتیکه بحضرت عمر رسید دایر بود در میان
دو کس و هرگاه که بحضرت علی رسید دایر شد میان خلافت موجود نبود و لهذا ایشان را خاتم الخلفا گویند
و از معنی از لفظ اذا انتهت الیک مفهوم میشود زیرا که ولایت تا بتک نگفتند و الا مفهوم میشد که ولایت
غیر تو مطلقا حق نیست و از این لفظ مفهوم میشود که مطلق ولایت چون بتو رسید منتهی شود و تمام
گردد در این لفظ نیک غور باید کرد و نیز مقدمه دیگر باید دانست که حق دائر لازم نیست که
همه شقوق او متساوی در برابر باشند بلکه جائز است که یک شق او افضل باشد از شق دیگر و در اصل
حقیقت مشترک بات چنانچه در کفاره یمین که حق دائر است در میان اعتاق و اطعام و کسوت
حال آنکه اعتاق بلاشک افضل است از اطعام و کسوت و کسوت افضل است از اطعام کذا
هذا و الله اعلم بالصواب سوالات منشی نجم الحق - نماز حنفی المذهب با اقتدا آئمه ثلثه
یعنی شافعی و مالک و احمد حنبل رحمهم الله جائز است یا نه جواب نماز حنفی المذهب در پس
شافعی المذهب و مالکی و حنبلی همه جا جائز است چرا که در اصول ایشان اختلافی نیست و از کتب
احادیث صحیحه و فقه صحیحه ثابت است لیکن فی زماننا هذا بعض علماء ما وراء النهر بسبب قصور فهمی
خود و تعصب مذهبی گفتگو میسازند قول ایشان مردود است و خلاف فقه و حدیث بمجتهد خود است
هرگز قابل سماعت و اعتبار نیست و در کعبه الله الی الآن نیز همین طور جاری است و الا در
مذهب اهل سنن و فرقه فلاحیه چه فرق معلوم میشد نزد اهل سنن و جمیع فقهای محققین در هر چهار
مذهب حق دایر است و این مسئله را از کتب اصول معتبره دیده باید گرفت تا که اطمینان کلی حاصل شد
کتبه فقیر عبد العزیز عفا عنه و کفر عن سیئاته سوال دیگر غنی را نان وقف خوردن چه حکم
دارد جواب جائز است سوال کسیکه حلال را حرام و حرام را حلال داند عند الشرع حکم او
چیست جواب اگر آن شخص میداند که فلان چیز در شرع حرام است باز بمجرد اتباع نفس او را
حلال میگوید یا بالعکس پس آن شخص کافر میگردد و اگر نمیداند پس کافر نمیشود سوال زید

و معنی حدیث شریف تنبیهات واهیه و کسیکه که منفی بطرف انکار میشود میکنند و هر چه موجب مسایل
فقهی بر وگناه لازم سه آید بیان فرمایند جواب تفسیر قرآن و حدیث را اول علم صرف و نحو و اشتقاق
و لغت و معانی و بیان و علم فقه و اصول فقه و عقاید یعنی علم کلام و علم حدیث و آثار و تواریخ ضروریست
بدون معرفت این علوم در آمدن در معانی قرآن و حدیث هرگز جایز نه و بعد ازین هر صاحب مذهب
تمسک بقرآن و حدیث میکند و در رفع شبهات مخالفین محتاج بتاویل میشود و تاویل قرآن و حدیث
موافق مذهب خود حق میداند و مخالف مذهب خود باطل و میزان در معرفت حق و باطل فهم صحابه
و تابعین است انچه این جماعت از تعلیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بانضمام قراین حالی و مقالی
فهمیده اند و دران تخطیه ظاهر نکرده واجب القبول است پس این صاحب توجیهات رکیکه اگر از
قبیل اول است تهدید و وعید در حق او بسیار است من فسر القرآن برایه فقد کفر من فسر القرآن
برایه فلیتبوء مقعده من النار و حال قرآن و حدیث یکسان است که هر دو مبنای دین اند و لغت
عرب مشتمل بر حقیقت و مجاز و ظاهر و مأول و ناسخ و منسوخ است و اگر از فرقه ثانی است متبوع است
و اگر بر خلاف قرن اول حمل میکند پس در بدعت او ملاحظه باید نمود و اگر مخالف اوله قطعیه است
یعنی نصوص متواتره و اجماع قطعی است او را کافر باید شمرد و اگر مخالف اوله ظنیه قریبه الیقین
است مانند اخبار مشهوره و اجماع عرفی گمراه توان فهمید دون الکفر و الا از باب اختلاف امتی
رحمة باید دانست چون تمیز این مراتب بعلم وافر تعلق دارد ظاهر آنست که اختراع کننده این توجیهات
از قبیل جاهلان است او را بلزوم و استحقاق جهنم و زجر و تشدید در امر معروف و نهی منکر ازین امر
شنیع باز باید داشت و بر عوام الناس تاکید باید کرد که با و صحبت ندارند و سخن او را نشنوند و اگر از
فرقه ثانی کسے باشد که مذهب معلوم است مانند رافضی و خوارج و معتزله و مجسمه قبیح مذهب او بر
مردمان آشکار باید کرد و اگر گمراهی خود را در پرده اهل حق دامے نماید توجیهات او با یجانب باید
داشت تا حکم آنرا از ارقام نموده آید والسلام **سوال** شخصے دعوت شخصے میکند و کارد نمیخورد دعوت
کننده نیز در پیش است غرض او ازین دعوت همین است که از خیال همین سخن مدعو را بخانه خود برده
نام خود را نبرده تملق و چاپلوسی در پیش آمده سفارش کننده کار مرجو عه را بانصرام رساند چون
او همین سخنان را دریافت نمود اجابت دعوت نمیکند او را میگویند که در کدام کتاب و کلام مذهب

جائز است کہ سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم را مسلمان رد کند و پیروی آن نکند لہذا عرض میدارم کہ
قبول کردن دعوت این چنین کس و مانند آن کہ او ازین حیلہ سازی قصد مرید شدن یا تعویذ و
عملیات آموختن دارد نزد شریعت چہ حکم است جواب اگر آن کار دنیوی بر شخص مدعو واجب باشد
خواہ باایجاب خدا مثل تحقیق مسائل فقہ یا تخلیص مظلوم از ظالم مع القدرۃ و مانند این خواہ باایجاب عبد
یعنے سلطان و حاکم مثل فیصل خصومات در حق قاضی و خواندن حرضی نامہ در حق منشی و نوشتن شقہ و پروانہ
و فیصل معاملات دیوانی و فوجداری در حق اہل کاران متعلق باین خدمات پس اجابت دعوت نباید
کرد کہ ظاہر دعوت است و در باطن رشوت حرام است قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہدایا
العمال غلول و اگر آن کار دنیوی یا دینی بر ذمہ این شخص مدعو واجب نباشد نہ باایجاب خدا
و نہ باایجاب عبد مثل حاکم و سلطان مثل مرید کردن و تلقین اشغال و اذکار کردن و دم کردن
بر مریض و تعویذ نوشتن و نوکر کنانیدن در سرکار امیرے کہ آشنای این مدعو است یا آنکہ
این مدعو از طرف آن امیر مقرر باشد برین کار چنانچہ بخشی و جماعت دار و رسالہ دار میباشند
بلکہ بمجرد آشنائی و دوستی و مصاحبت توان کرد و مانند رسانیدن حاجت حاجتمندان و
دانیدن صدقات و خیرات و مانند ازین چیزہا پس ہیچ باک نیست مدعو را در اجابت و خوردن
طعام جائز است لقولہ علیہ السلام فی حق الرقیۃ بفاتحۃ الکتاب ان احق ما اخذتم علیہ اجرا
کتاب اللہ ہذا ہو المطابق لقواعد کتب الفقہ واللہ اعلم سوال شخصے در حالت نوم و بیخبری
بوقت شب بر بستر خود مے خسپید و ہم در آنجا زن او ہم بر بستر علحدہ در خواب بود قضارا
بدون آگاہی آن شخص مادر زن او ہم در آنجا ہمراہ دختر خود آمدہ ہمخواب گردید و مرد ہرگز در
حالت وقوف نداشت در حالت مستی و شہوت از جای خود برخاستہ دست بر بستر زن خود
بطلب رو و پا را گرفت آن پای خوشدامن او بود کہ ہمراہ دختر خود مے خسپید آن شخص
نادانستہ زن خود فہمیدہ بود بمجرد احساس پای و ہم آواز آن زن فوراً بشناخت کہ این
پای مادر زن خود است دست برداشتہ پایش بگذاشت بر بستر خود باز گردید حالا
او را میگویند کہ زن او بر او حرام گردید شخصے افلاس زدہ محتاج و محض بے مقدور بصد حزن
زنے بدست آوردہ خانہ خود آباد ساختہ بود حالا چنین حرکت ناگہانی بدون اختیار کہ

درآمد از دبو قوع آن خانہ اش برباد میرود و جواب بر مذہب حنفی ہیچ علاج این واقعہ ممکن نیست
زن این شخص بسبب آنکہ مادر او را دست بشہوت رسانید حرام ابدی گشت کذا فی کتب الفقہ
اما بر مذہب شافعی پس دست رسانیدن مادر زن بشبہہ آنکہ زن است زن حرام نمے شود
آرے اگر صحبت بہ مادر زن میکرد البتہ زن حرام میگشت کذا فی کتب الفقہ واللہ اعلم
فائدہ در مخارج حروف و ضروریات قرأت در ابتدای اسلام معمول بود کہ در رکوع و سجود
میگفتند سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح و الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ بعد ازاں چوں در سورہ واقعہ
نازل شد فسبح باسم ربک العظیم حکم شد کہ در رکوع سبحان ربی العظیم گفتہ باشند باز نازل شد
سورہ سبح اسم ربک الاعلے حکم شد کہ در سجدہ سبحان ربی الاعلے گفتہ باشند اگر کسے را بر زبان
حرف ظا بخوب وجہ ادا نشود و قصد و کوشش در ادا کند پس ہیچ مضائقہ نیست زیرا کہ در حدیث
صحیح بخاری و مسلم واقع است فرمود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر کہ ماہر باشد از قرآن یعنے الفاظ
قرآن بر زبان او بسہولت جاری شوند و بمخارج خود بر آیند ثواب او نوشتہ میشود ہمراہ فرشتہ ہائے
بزرگ نیکوکاران و کسیکہ قرآن میخواند و زبان او لغزش میکند در خواندن باوجودیکہ آن کس کوشش
کردہ باشد در ادائے حروف و بران کس شاق باشد پس او را دو ثواب میشود قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم الماہر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ والذی یقرء القرآن ویتتعتع فیہ
وہو علیہ شاق لہ اجران از مشکوۃ شریف نوشتہ شد و قال اللہ تعالے ورتل القرآن ترتیلا ترتیل
در لغت روشن و واضح خواندن را میگویند و در شرع چند چیز در خواندن قرآن ضرور است تا کمال
ترتیل حاصل شود اول تصحیح حروف کہ بجائے ضاد ظا و بجائے طا تا نہ برآید دوم تحسین وقوف کہ
وصل و قطع کلام نے بمحل نیفتد و صورت کلام الٰہی تبدیل نیابد سوم اشباع حرکات یعنے ضمہ
و فتحہ و کسرہ را بایکدیگر امتیاز دادن کہ یکے بدیگرے مشتبہ نشود چہارم آواز را فی الجملہ بلند کردن
تا الفاظ قرآن از زبان بہ سامع وارد شوند و از انجا بر دل برسند و کیفیتے از کیفیات مطلوبہ در دل
پیدا کنند مثل شوق و ذوق و خوف و بیم بتحسین صوت شیشم ملاحظہ شد و مدد در مواقع آن
بسبب رعایت شد و مدعظمت کلام و جلالت آن نمودار میگردد و در تاثیر ادا میکند اگر در قرآن
امر مخوف مغفرت شنود توقف کند و از خدا پناہ گیرد و اگر امر مطلوب و مقصود شنود توقف کند

واز خدا آن مطلب را برائے خود بخواہد واگر در قرآن تعلیم دعائی یا ذکرے فرمودہ اند توقف کند در آن
دعا و آن ذکر را از دل یکبارہ بر زبان راند مقصود ازین چیز ہا تدبر و فہم است و بدون رعایت
این چیز ہا مثل شعر خوانی میشود ہمیشہ فکر میکند کہ آخر سورہ کے خواہد رسید تا زود تمام کند خط بنام
امام شاہ خانصاحب گرامی منش امام شاہ جیو سلمہ اللہ تعالے از فقیر عبد العزیز و فقیر رفیع الدین
بعد از سلام مسنون الاسلام واضح باد رقیمہ کریمہ رسید مطالب چند مرقوم بود اجوبہ آن نوشتہ
مے شود یکے آنکہ پیش فقہاے حنفیہ مسح ربع لحیہ فرض است و در حدیث شریف است کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم زیر زنخ را تر کردند اگر ربع لحیہ را مسح فرض شد زیر زنخ را تر کردن چہ اعتبار است
جواب مسح ربع لحیہ فرض است و تر کردن زیر زنخ سنت است کہ رتبہ او از مرتبہ اکتفا بر فرض
بزرگتر است زیر زنخ از وجہ خارج است شستن آن بالضرورۃ از فرض خارج است و ہمچنین کث اللحیہ
را غسل جلد مخفی سنت است پس از فرضیت مسح ربع لحیہ و شستن زیر زنخ تعارض نیست سوال دوم
روز قیامت کہ لقاے حضرت باری جل شانہ خواہد شد چہ طور خواہد شد در تجلی ذات با صفات
جواب این تقریر در رسالہ دراز بہ تفصیل مستوفی درین باب نوشتہ است کہ اظہار آن درینمقام
طولے دارد اما سخن مختصر اینست کہ متفق علیہ اہل سنت و جماعت است کہ دیدار الٰہی در جنت
بے کیف خواہد بود یعنے بغیر لون و شکل و بعد وجہت تصویر این مقام محققان اہل عقل و کشف بچند
وجہ بیان فرمودہ اند حکیم ابو نصر فارابی در کتاب فصوص خود میگوید کہ انکشاف شئی گاہی بر وجہ
جزئی شخصے مے باشد و گاہے بوجہ کلیہ کہ عنوان یک شخص با اشخاص کثیرہ شود اول را رویۃ
و ثانی را معرفت و ثالث را علم گویند حاصل در وقت تعلق بدن از حق تعالے شانہ قسم ثانی است
و بعد خلع بدن این معرفت ترقی نمودہ بدرجہ اول خواہد رسید این را تعبیر برویت نمودہ میشود
بقدرت الٰہی جلشانہ بہ نسبت آن ذات مقدسہ ہمچنان جرم و لذات در مبصر و بصر پیدا خواہند
و این را بجز الابصار در رویت تعبیر نتوان کرد کہ عبارت دیگر مشعر بر کمال انکشاف نیست و درین
نقل ہم اندک تغیرے و اصلاح کردہ شد یعنے در کلام شریف ایشان حصول جرم و لذات
در باصرہ نبود و اتفاق علما است کہ نام رویۃ ہمان ادراک است کہ بتوسط حاسہ باشد نہ مجرد
ادراک قلبی و الا این قول موافق تاویل اہل اعتزال میشود بنا بران دو سہ حرف درین

زیاده گردد شد و انگه مرتبه دیگر ستعداد میشود که در نتیجه شاید تحقق میشود و بحصول ظل رحمی در
جلیدیه و از انجا در مجمع النور و از انجا در حس مشترک و از انجا بنفس ناطقه صورت خیالیه و وهمیه و عقلیه تجربه
میکند و در همین مرتبه نزول میکند که عالم عقلی را بوسیله وهم و خیال بحس مشترک نزول میکند و شبیه
حالات ابصار حاصل میشود اما چونکه تا جلیدیه نزول نیست ابصار حقیقی نتوان گفت و در ان جهان
که نفوس مقدسه مطمئنه گشته کمال اتصال بجناب مبدء پیدا میکند اشعه نورانی آن ذات مقدس
بر قوت عقلیه و وهمیه پرتو میزند و از انجا بر خیال و حس مشترک نزول میکند و بسبب شیوع فضل الهی
بقوت مدرکه انسانی رفع موانع نموده و تعطل حواس در مجمع النور و جلیدیه نیز مرتفع خواهد گردید چنانکه خیالات
در این جهان در جهت و مکان نیست آن معاینه حقیقت نیز در جهت و مکان نخواهد بود و دیگر گفته است
که در حدیث شریف انچه در باب رویت وارد شده بر نفی جهت و سلب لوازم جسمیت ایمای نمیدهد
اینقدر است که آن تجلی بعبارتی صورتی از سایر مظاهر بدو وجه امتیاز میدارد اما از سایر مخلوقات
که نیز مظاهر صفات انجناب اند پس بانکه ظهور ذات در ان مقام بعنوان الوهیت است و در سایر مظاهر
بعنوان خلیفه و انواع کائنات چنانچه از ناحضرت کلیم ندای انی انا الله لا اله الا انا سر میزد و اما از
سایر تجلیات صوری و خیالی و حسی این جهانی پس بدین وجه است که ظهور ذات مقدسه در ان
مقام بصورتی میان صور کائنات معلومه و مقرون بحدی از عظمت و کبریائی و نور و بهاء و جمال
و صفا و شمول کمالات ذاتی و اسمائی خواهد بود که حوصله ناظر اکمل و اشرف را از ان در وهم و عقل
خود گنجایش ندارد و بر اکثر از ان در تصور آوردن نمی تواند و انچه اهل سنت نوشته اند که رویت
انجهانی نیز کیف است برای دفع اشکالات معتزله از ثبوت لوازم جسمیت گفته اند چون حقیقت تجلی
دریافت شود جمله اشکالات از هم میپاشند و معهذا بعضی اکابر میفرمایند که نفس را به سبب
استغراق قوی در مشهود حق احساس هیچ غیر از زمان و مکان و جهت و وجود خود و غیر خود نخواهد بود
همین را معامله بی جهت و شکل و لوازم جسمیت میتوان گفت بالجمله همچنان که گفته می شود
که زید و عمر را صریحا دیدیم و حال آنکه سوای بعضی اعراض ایشان ندیده ایم همگی این
مسامحه تعبیر در شاهد که موضوع له لغوی لفظ رویت است جاری باشد در غائب بدفع آن چرا
باید کوشید و چرا التزام باید کرد که کنه ذات صرف از تعلق فهم و ادراک مبرا است در قید احساس

وابصار اقتدارے این رویۃ در حق خواص وعوام بسبب وجہ مختلف میشود یکے بحسب قرب و بعد و دیگر بحسب قلت وکثرت حجب و دیگر بسبب زیادتی معرفت وصفات وکمی آن کہ در وارد دنیا مکتسب شدہ وتائید اینست کہ شبہ نیست کہ بدن ارضی را بہ نسبت روح حیوانی در وجدان مثل ذات مقدسہ حجاب زیادہ تر است وروح حیوانی ہمچنین بہ نسبت عالم مثال سفلی کہ مقام جن وشیاطین است وعالم مثال سفلی را بہ نسبت عالم مثال علوی کہ مقام ملائکہ مقربین است چون بعالم مثال ترقی نماید صورت ہمان عالم اکتساب کند وبدان او حکم ارواح ملوبہ پیدا کند انچہ در ینجا غیب است آنجا شہادۃ گردد واشرقت الارض بنور ربہا وحقایق اعمال وہیاکل ملائک واحوال جنت ونار معائنہ شود لاجرم اعظم تجلیات الٰہی را کہ کارخانہ تدبیر وفیضان قضا وقدر ونزول تدابیر امر بر انبیا وصدور امر ونہی ملائکہ از انجا است بحسب مراتب اتصال نفس آشکارا گردد ومتجلی شود وچون این حدیث تمہید قواعد روح مطلقہ آن واردات گردد یقین است حالت معائنہ بصری حاصل خواہد کرد واللہ اعلم بالصواب

سوال سوم آنچہ نوشتہ اند کہ ذات حق الآن کما کان است ودر اکثر ادعیہ مے آید سبحان من لا یتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ بحدوث الاکوان وحق تعالے بایں قدر ظہور مخلوقات در ذاتش وصفاتش تغیر نیاید در فہم نمے آید جواب مثال ظہور کائنات از حق سبحانہ وتعالے ولہ المثل الاعلیٰ من کل مالیفہم دیدن ظہور صور در آئینہ است آئینہ را ذاتے است کہ جرم معین است وصفاتے است خارجہ لازمہ از قدر وتشکل ورنگ وشفافی ونشیب وفرازی در سطح ومانند آن وصفاتے است خارجیہ عارضیہ مانند برگشتن روی او از غرب بشرق واز زمین بہ فلک پس تغیر در قسم صفات در طرف حصول جوہر آئینہ حاصل است واما صورت منتشر آئینہ دران مطلقا در انطرف حاصل نیستند نہ بظہور وخفای آنہا در ذات وصفات آئینہ تغیرے مے افتد اگرچہ ہزاران ہزار صورت نیک وبد وپاک وناپاک در وے نمودار گردد واللہ اعلم سوال چہارم کافران بزور خود بر ملک تصرف یافتند ومدت مدید ملک مذکور در تصرف آنہا ماند پس ملک مذکور را در کدام وقت وعرصہ مالک میشوند وکدام شرائط است کہ داون الیشان ازان ملک وہبہ کردن ازان ملک در حق کسے حلال شود واگر ہمین صورت مسلمانان متصرف شوند وکسے بدہند گرفتن آن روا باشد یا نہ سوال پنجم اگر کفار بر اشیاء منقولہ متصرف شوند

وبکے بدہند گرفتن آن روا باشد یا نہ جواب اگر کفار بر اشیاء منقولہ متصرف شوند چون بدار خود
ببرند مالک میشوند اما چون بر ملک متسلط میشوند پس آنکہ این ملک دار الحرب کے میشود اختلاف است
بعضے میگویند کہ دار الاسلام ہیچگاہ دار الحرب نمیشود اگر بدار الحرب متصل گردد دار الحرب میشود
و بعضے میگویند کہ مادام کہ یک شعار از شعائر اسلام بوجہ اعلان ظاہر باشد دار الحرب نمیگردد و چون ہمہ شعائر
اسلام موقوف گردد دار الحرب میگردد و بعضے میگویند کہ اگر یکے را از شعائر اسلام موقوف سازند دار الحرب
میشود اما اصح و ارجح آنست کہ مادام کہ حرب قایم است و مسلمانان از استخلاص آن ملک عاجز گردیدہ منقاد نگشتہ
اند و استیلاء کفار بحدے نشدہ کہ ہر چیز را از شعائر اسلام کہ خواہند موقوف سازند و مسلمانان را
استیمان ایشان اقامت دارند و بر املاک خود بے اذن ایشان متصرف اند آن ملک دار الاسلام
است و دار الحرب نشدہ و تصرفات عارضی ایشان معتبر نیست و بعد تسلط اسلام ان تصرفات اعتبار
ندارد و چون مسلمانان از جنگ برگردند و منقاد شوند گو کہ فکر جمع اسباب در دل داشتہ باشند اما از مقاومت
درماندہ و اقامت مسلمانان باستیمان ایشان گردد و تصرف بر املاک خود باذن ایشان کنند و
جریان شعائر اسلام از راہ بے تعصبی ایشان باشد نہ از روی قوت مسلمانان آن ملک دار الحرب
میگردد و تصرفات ایشان جائز است و ہبہ ایشان جاری و اما غلبہ و تسلط مسلمانان بر بلاد کفار
پس تصرفات ایشان دران ملک جائز است در امور یکہ موافق شریعت اند و در غصب اموال مسلمین
نیست و اللہ اعلم بالصواب سوال ششم صلوۃ الوسطے کدام است و فرضا اگر یکے وسطی میشود چہار
نماز باقی مے ماند و تصدیق کمال ازانہا بر میخیزد جواب در صلوۃ الوسطے ہفت قول است تعین
ہر یکے از پنج نماز و مجموع نماز ہا معا قول ششم و مبہم بودن بدستور ساعت جمعہ و لیلۃ القدر
و اسم اعظم قول ہفتم اصح و ارجح ہمین است کہ صلوۃ وسطے صلوۃ عصر است و چہار نماز باقی
کمال تقید ازانہا بر میخیزد زیرا کہ تقید صلوۃ وسطے در نفس او نیست بلکہ در محافظت او ست
است چون وقت مستحب و جماعت و مسجد و اسباغ وضو و مسواک و اذان و اقامت و مزید اطہینان
و کثرت اذکار و مزیت تاکید درین امور از قبیل مزیت افضل بر فاضل ست نہ فاضل بر ناقص و در
ثبوت اینقدر تفاوت خود شبہہ نیست و اللہ اعلم سوال ہفتم شریعت معلوم است کہ احکام ظاہری
را گویند و بدان مامور ہستند و طریقت و حقیقت و معرفت کہ ذکر آن در رسائل مے آید در فہمید نمی آید

کہ چہ چیز است **جواب** لفظ شریعت دو معنی دارد علم و خاص معنی اول ما جاء عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی امور الدین من اعتقاد و عمل و خلق و حال و نیۃ و رخصۃ و عزیمۃ و امر و نہی و معنی دوم آنچہ تعلق بعمل جوارح دارد از عبادات مالی و بدنی و معاملات مالی و بدنی و بیان آن عہدہ فقہ است و در کتب فقہ مذکور میشود ہمین را مقابل طریقت و انحوات آن سیگفتند پس آنچہ تعلق باخلاق و نیات و آداب عبادات بروجہ عزیمت دارد طریقت است و آنچہ تعلق باخلاص و عین الیقین و تحصیل مشاہدہ و استغراق دران دارد حقیقت است و آنچہ تعلق بمکاشفہ اسرار اعتقادات دارد از کیفیت توحید و معیت و قربیت و اسرار محبت و ولا و مراتب ولایت و اولیا و مانند آن ۔ آنرا معرفت گویند و ہمہ در معنی اول شریعت داخل اند آرے در ہر فنے کاملان آن فن غیر منصوص را استنباط نمودہ با منصوص ملحق ساختہ شرح و بسطے دیگر دادہ علم جداگانہ استخراج کردہ اند و ہمین را اسماے نمودہ اند سوال ہشتم معرفت کمال ہر شے بچہ طور میشود زیرا کہ از دیدن و شنیدن و خوردن معرفت کامل حاصل نمیشود **جواب** حقایق اشیا ظلال صفات الٰہی اند و ظہور آنہا در خارج مربوط بعلل اربعہ است فاعلی و غائی و مادی و صوری و ظہور کمال این حقایق بہ ترتیب آثار مختصر آنہا است و حصول ثمرات خاصہ بآنہا پس معرفت کمال ہر چیز بالاجمال بہ تجلی ذات حق است بر سالک در ضمن آن شے کہ این تجلی بعد و مشاہدہ کثرت در وحدت در مقام سیر باللہ فی الاشیاء حاصل میشود و بالتفصیل باحاطہ مبادی و خواص اوست از قوانین حکمیہ مع تشخیص مبدء تعین و مراتب تنزل آن از قوانین کشفیہ و اگر از محسوسات باشد ادراک بحواس نیز در تتمیم معرفت حقیقت او داخل است واللہ اعلم سوال نہم قصۂ ابلیس کہ در کلام اللہ وارد است معلوم نیست کہ سوال و جواب او بچہ طور گردیدہ بطور الہام یا بطور دیگر **جواب** طور این کلام در نقلیات ہیچ وارد نشدہ اما وجدان چنان در یافت میکند کہ از راہ مالف بود یعنے این شقی ندائے مے شنید و میدانست کہ این ندا ہی حق است و در نفس الامر یکے از ملائکہ مظاہر قہر کلام الٰہی را ادا مے ساخت کہ این او را نمیدید و نمے شناخت لیکن باید دانست کہ کفر این ملعون کفر جہل و احتجاب نیست بلکہ کفر جحود و عناد است پیش از لعنت قوت ملکیہ کہ بہم رسانیدہ بود تلقی از غیب میکرد زائل نکردہ اند و سلب ننمودہ تا از الم قبض و فرط تعطش

بیقرار نگردد و قدم در راه توبه نه نهد بلکه همین راه را انحراج بسخط و عتاب نموده در کسوت امانت طرد بر پا داشته اند امادر جوهر روح او رقیقهٔ مظلم افگنده اند که گاهے خود را مستحق حبس و گاهے در لباس استغنا و مایوسی گمان کرده بقوت طاقات و اسمار مکتسبه در شیاطین و مردم تصرف میکنند و ان رقیقه مظلم را با قرین ان موه ساخته خلق را بضلال و جهل و قسوت و تکثر امانی باطله رنگین مینمایند نعوذ بالله منه و الله اعلم سوال و هم مشهور است سجده ارواح و از کلام الهی معلوم گردیده که الست بربکم قالوا بلے و تعبیر معلوم نیست که بچه وجه بود و ساجد بیک سجده بود و سجده و تارک آن و مثل امرین مذکورین کدام کس شدند جواب سجده درین موقف مروی نیست مومنین که خاتمه ایشان بر ایمان میشود جواب اقرار بے توقف دادند و کافران بتوقف اما بعض فقها میگویند که انبیا و سجده کرده اند و عوام مومنین یک سجده و کافران نکرده شدند این سخن معلوم نیست آرے در احادیث و آیات گر قتل چهار میثاق معلوم میشود اول از جمیع اولوالعزم دوم از سائر انبیا سوم از علماء چهارم از عامه قال تعالے واذ اخذنا من النبیین میثاقهم ومنک ومن نوح و ابراهیم و موسے و عیسے ابن مریم واخذنا منهم میثاقا غلیظا و جاے دیگر فرموده اند واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن به ولتنصرنه و جاے ارشاد شد واذ اخذ الله میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننه للناس ولا تکتمونه و جاے دیگر فرموده و اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علے انفسهم الست بربکم قالوا بلے والله اعلم سوال یازدهم - در حالت برهنگی کلام حرام است و چون زن و شوهر فراهم آیند ذکر الله ضرور است این اوامر فیما بین مباینت دارند جواب در حالت برهنگی کلام حرام نیست بلکه مکروه است و این مکروه هم با کید دیگر است نه مجرد تلفظ بزبان و ذکر الله در جاے نتن و نجاست منع است و در شغل جماع نه و معهذا علما نوشته اند کلما ذکر الله در بیت الخلا و هم در وقت جماع پیش از در آمدن و کشف عورت کردن پس مسنون است میان و منافات نیست والله اعلم سوال دوازدهم - دیدن جناب پیغمبر صلے الله علیه وسلم در حالت منام فرقه سنیه و شیعه هر دو را میسر میشود و هر یک الطاف آنجناب بیان میکنند و احکام موافق خود نقل مینمایند اغلب که هر دو کسانرا افراط کردن در آن جناب خوش نمے آید و خطرات

شیطانی را آنجا دخل نیست این را چه تصور توان کرد جواب مضمون حدیث من رآنی فی المنام فقد رآنی را اکثر علما بخصوص بصورت مدفونه در روضه منوره نموده اند و بعضے تعمیم کرده بجمیع صور تها که آنجناب از ابتدای نبوت تا وفات در جوانی و کلان سالی و سفر و حضر و صحت و مرض بران بوده اند تواردِ سنی و شیعی بران صورت احتمال بیش نیست و وقوع آن ثابت نشده و الاقتضا بالاغلبیات اما تحقیق اینست که دیدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در خواب بر چهار قسم میتواند شد یکے رویای آنهی که اتصال تعین با آنجناب است و ملکے صلے التحقیق که دیدن متعلقات آنجناب است ازدین ایشان و سنت ایشان و ورثه ایشان و نسب مطهر ایشان و درجه سالک در متابعت و محبت ایشان مانند آن بصورت آنجناب مقدس در پرده مناسبات که در فن تعبیر معتبر اند و رویای نفسانی که مدار صورت اعتقادیه خود است که بر لوح خیال منقوش است مثل انتقاش صورت بر کاغذ سے این هر سه قسم در حق آنجناب جایز است و قسم چهارم که شیطانی است یعنے تمثل شیطان بصورت آنجناب همین منتفی و ممتنع است اما در قسم سوم شیطان گاهے آوازے و کلامے تلبیس میکند و دوسرے اندازد چون بشهادة بعض روایات که در وقت قرأت سوره نجم وقت سکوت آنجناب شیطان حرف دوسرے گفته بعض سامعین مشرکین را شبه ساخت در حین حیات انمعنی ممکن باشد در خواب چرا ممکن نیست لهذا در شریعت غرا احکام خواب را صحت نمیشمارند در احادیث مشهوره نمے شمارند احیانا اگر از اهل بدعت دیدن آنجناب بصحت رسد ازین قبیل خواهد بود و الله اعلم هموار طریق ما محفوظ کرده باشند والسلام **جواب شبهات مشرکین در باب مشیت الهی** قوله تعالے سیقول الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا و قوله تعالے ولا یرد بأسه عن القوم المجرمین و نظائر این شبهه مشرکین راست ماحصلش آنکه رد عذاب از قوم مجرمین مستحقین عذاب میتواند شد بیانش آنکه مسلمانان میگویند که هر چیز به مشیت الهی است پس شرک که اعلے اقسام کفر است و تحریم حلال که ادنے اقسام کفر است همه به مشیت الهی است زیرا که اگر مشیت او تعالے متعلق بخلاف آن میشد البته بهمان قسم واقع میشد ما و پدران ما چه قسم شرک و چه تحریم حلال چیزے توانستیم کرد دال مشیت ما غالب بر مشیت خدا می شد و چون شرک و تحریم حلال بمشیت او تعالے شد عذاب بران چه قسم متصور شود که خلاف آن مقدور خلق نیست حق تعالے ازین شبهه بسه طریق جواب فرمود

موافق ترتیب مناظره اول نقض دوم حل سوم قول بالموجب نقض آنست که حق تعالے باجماع مسلمانان
و کافران بسیے امم سابقه را بر شرک و تحریم حلال عذاب فرموده است اگر این عذر واقعی مے بود امنها
چرا معذب میشدند مثل عاد و ثمود و قوم مدین و فرعون و هامان که کفار آن زمان احوال این امم را
متواتر شنیده بودند بلکه آثار عذاب را دیده و حل آنست که مشیت دفع عذاب نمیکند چیزے است که مشیت
الٰہی واقع میشوند مثل زنا و سرقه و لواطت و قتل و ظلم و بران عذاب شده و میشود زیرا که این مشیت
تابع اراده و مشیت بندگان است تا بر چه اراده کنند موافق آن حق تعالے پیدا میکند آرے مشیت
قاہره که خلاف اراده و مشیت بنده باشد دافع عذاب است زیرا که بنده دران مشیت مثل جماد لا یعقل
میشود و فرق چون ظاہر است درمیان کسیکه خود را از بالاے بام اندازد یا در چاه برتابد و کسیکه در
اختیار بلغزش پاے از بالاے بام بیفتد یا در چاه فرو رود و براے همین فرمودند که هل عندکم من علم
فتخرجوه لنا الخ و قول بالموجب آنست که مسلم داشتیم که شرک کافران و پدران ایشان بمشیت الٰہی
است لیکن تعذیب ایشان نیز بمشیت الٰہی است پس دفع آن نمیتواند شد چنانچه دفع کفر و شرک
نمیتواند شد پس بگفته خود الزام خورند و همین است معنی قول بالموجب در اصطلاح اهل مناظره
که دعوے خصم را مسلم دارند و بگفته او را الزام دهند و همین است معنی قل فلله الحجة البالغة الخ
اما قوله قل هلم شهداءکم الذین یشهدون ان الله حرم هذا پس در جواب یهودیان واقع است
و متعلق بقوله تعالے ذلک جزیناهم ببغیهم و قوله تعالے یوم یحشرهم جمیعا یا معشر الجن قد
استکثرتم من الانس سابق مذکور رفته است که و کذلک جعلنا فی کل قریة اکابر مجرمیها لیمکروا فیها
و ما یمکرون الا بانفسهم و ما یشعرون بعد ازان قدرے از مکر انها مذکور شده قوله تعالے واذا جاءتهم
آیة قالوا لن نؤمن الخ وعید واقع شده ماکرین را بذلت و رسوائی و قتل و اسر و در دنیا حالا مذکور
میفرمایند که روز قیامت همه مکر کنندگان را یکجا حاضر کنند و فرقه جن را که اصل الاصول مکر اند خطاب
فرمایند قد استکثرتم من الانس یعنے بسیار گرفتید شما از فرقه انس یعنے بسیاری از آدمیان
بمکر خود تابع و عابد و مطیع و فرمانبردار خود ساختید تا آنکه در شهوات غرق ماندند و اصلا بخدا
توجه نکردند فکر آخرت در خاطر ایشان خطور نکرد و چون آدمیان ازین خطاب بوے عتاب خواهند
شمید خود در تابع شدن جنیان بیان کردن آغاز خواهند نهاد و حاصل عذر اینست

که با بمکر جن و شیاطین ازان جهت فریب خوردیم که ما را تنبیه قریب و مواخذه عاجله بر شرک و معاصی
از طرف شما واقع نشد بلکه مهلت و باز دادید و باعث اتباع بهره مندی بود جنیان را از آنش که بنذور
و قربان از طرف آدمیان بایشان میرسید و انجاح مطالب جزئیه مثل دادن فرزند و مال و چیزهای
دور رسانیدن و از احوال غایبان اطلاع دادن و دفع اعدا نمودن و حاضر شدن در وقت ندا و دعا
از طرف جنیان با آدمیان میرسید و سرعت مواخذه واقع نشد تا آنکه در همین کار و بار عمر را تمام کردیم
و با جل خود رسیدیم و اگر فی الفور بر هر شرک و بر هر گناه تنبیه و تعذیب میشد ما متنبه شده از اتباع
جن دست بردار میشدیم و توبه میکردیم و ندامت مے کشیدیم حق تعالے خواند فرمود النار مثوکم خالدین
فیها یعنے چون شما دنیا می خود را در اتباع جنیان و قبول وساوس شیاطین گزرانیدید در آخرت
هم آتش که اصل ماده جن و شیاطین است مقام شما است الا ماشاء الله یعنے چنانچه در بعض
اوقات در دنیا هم خالی از اتباع جن و شیاطین مے بودید در بنجا هم بعض اوقات خالی از
اتباع جن از آتش بطبقه زمهریر خواهید رسید و هر گاه جزاء کمال موافقت با عمل پیدا کرد ثابت شد
که ان ربک حکیم علیم و این امر مخصوص بفرقه جن و انس نیست بلکه کذلک نولی بعض الظالمین بعضا
یعنے همچنین مسلط خواهیم کرد و والی خواهیم نمود بعض ظالمین را بر بعض اگرچه از یک جنس باشند مثل
آدمیان مفضل با هم همین قسم جزا خواهند یافت و گمراه شوندگان انانها بیزار خواهند شد و همچنین بعض جن
از بعض بلکه بعض عرب به بعض عرب و بعض هنود به بعض هنود و جواب مسئله مس مصحف مسئله مس مصحف
محدث و جنب و حائض و نفساء را مختلف فیه است و اصحاب مذاهب مختلفه حنفیه و شافعیه و بخاریان
اند حاجت اعاده نیست لیکن عدم جواز گرفتن مهار شتر یکه بران مصحف محمول باشد نسبت بشافعیه کرده
اند در کتب شافعیه موجود نیست ظاهرا شخصے بطریق مبالغه گفته باشد آرے حمل صندوق مصحف و خریطه
که دران مصحف باشد نزد ایشان درست نیست و مذهب بخاری که مرقوم نموده اند در کتاب خود بآن
تصریح ننموده مگر از ذکر مذهب ابن عباس که قرأت قرآن مر جنب را جائز داشته اند استنباط میتوان
کرد که مس مصحف نیز او را جائز باشد و بالاصل اینهمه مذاهب باید فهمید انشاء الله تعالے عقدها همه
حل خواهند شد و استبعادات همه مرتفع خواهند گشت حقیقت اینست که در احادیث صحیحه همین
وارد شده که لا یمس القرآن الا طاهر و من همین حدیث اصل است و در قرارت این حدیث که

لا اصل القرآن لجا لیض ولا جنب ودر حمل ہیچ حدیث وارد نشدہ وہمچنین در کتابت ہیچ حدیث
وارد نشدہ دیگر آنکہ کتابت مستلزم مس است پس حکم کتابت حکم مس باشد یعنے حرمت بخلاف
نظر کہ مستلزم مس نیست وللملزوم حکم اللازم بنا بر قاعدہ عقلیہ حالا باید شنید کہ مراد از قرآن درین
عبارت لا یمس القرآن الا طاہر حقیقت قرآن کہ کلام نفسی است ودال بر آن کہ کلام لفظی است
مراد نیست اولا لیکن ہتہا لان الاول من صفات الباری جل جلالہ والثانی کیفیۃ قائمۃ بالہوا
پس مراد نیست مگر نقوش دالہ بران یعنے مکتوب وہمین معنے اشارہ کردہ اند مفسرین مثل کشاف
ومدارک جائیکہ گفتہ اند المراد من المس المکتوب پس این عبارت توجیہ است بیان مذہب کسے
نیست آمدیم بر آنکہ اختلاف درمیان حنفی وشافعی چہ قسم افتاد بیانش اینست کہ مراد از قرآن
در ینجا مصحف است بالاجماع ومس مصحف بالنص حرام شد تفتیش باید کرد کہ مصحف چہ چیز را میگویند
ظاہر است کہ مصحف بلکہ جمیع اسمار کتب بر قدر مکتوب ازان کتب در عرف محصور نیست بلکہ حواشی
آن کتاب ما بین السطور وجلد متصل وغلاف کہ بجلد متصل است ہمہ را مصحف وکتاب مے نامند
پس مس این چیز ہا حرام شد واین چیز ہا را تبعا حکم مکتوب دادند بنا بر الفرق بین المتصل والمنفصل
مقرر است کہ در بیع زمین آنچہ متصل بآن زمین باشد داخل میشود بلا ذکر وآنچہ در معرض انفصال
باشد داخل نمیشود مثل مفتاح وادانی موضوعہ وچار پایہ ہا بخلاف اشجار وعمارات کہ بلا خلاف داخل
میشود پس مذہب حنفیہ درست شد ومس غلاف متجافی خواہ بعلاقہ یا بغیر علاقہ ہمچنین خریطہ
کہ در و مصحف باشد بلا تکلف جائز شد کہ مس این چیز ہا مس آن چیز نیست لا عرفا ولا حقیقۃ و
شافعیہ گفتہ اند کہ در عرف چون تعمق نمودہ شود ودقت نظر نمودہ آید ورعایت احتیاط منظور
باشد ظرف شے را گو منفصل باشد حکم شے میدہند پس حمل ہم حرام شد لانہ مستلزم لمس الظرف
وحکم الظرف حکم المظروف ولہذا در عرف مس آوندی کہ در و چیزے محترم باشد جائز نمیدارند
ومقام ادب بلند تر ازین مے فہمند بعد ازان قیاس مساوات درست مے کنیم ومیگوئیم کہ
ظرف الشی وکذا ظرف ظرف الشئے کہ حکم ما نحتہ وقیاس مساوات در ینجا صحیح است کہ مقدمہ اخیر
صادق است لان ظرف الظرف ظرف لیکن در ینجا مغالطہ وارد میشود بر شافعیہ اینکہ میگویند
کہ مس جدران خانہ کہ صندوق مصحف نہادہ باشد محدث را جائز نباشد جواب اینکہ ظرف

دو قسم میباشد الاول ما ینتقل بانتقال الشیٔ عرفا و هو الظرف المحسوس به والثانی ظرف لا ینتقل بانتقاله
کالبیت فانه یقال الدرة فی الحقة والحقة فی البیت والدرة فی البیت لکن البیت لا ینتقل
بانتقال الدرة بخلاف الحقة پس این قسم ظرف مختص بآن شیٔ نشده و الاضافة لاختصاص فلا
یکون ظرفا مختصا بذلک الشیٔ فلا یحرم مسه لان الحرام مس الظرف المختص به و نیز باید دانست که
فرق است بالاجماع در میان آنچه الفاظ قرآن دران مکتوب باشند بر وجه قرانیت حتی که آنرا
مصحف بالعرف مصحف توان گفت پس مس او محرم است چنانچه یک پرچه که نوشته باشند بر وی یک آیت
قرآن مکتوب باشد یا تعویذیکه در و آیت قرآن مکتوب باشد یا روپیه که بر و آیت قرآنی منقوش کرده
باشند پس مس این چیزها همه حرام است نزد حنفیه ایضا و کذا عند الشافعیة زیرا که در انوار مرقوم است
و لا یحرم حمله فی الامتعة والعدل اذا لم یکن مقصودا بالحمل و ان علم بخلاف صندوق که در و مصحف
منصف نهاده باشد و منتار این فرق همانست که ظرف الشیٔ ما یکون مختصا بذلک الشیٔ بخلاف ما
یشترک فیه ذلک الشیٔ و غیره و مذهب بخاری از بسکه متروک العمل است حاجت توجیه ندارد و هنوز
چیزے منقح از کتاب او معلوم نمیشود و آرے استدلال او لفرستادن کتاب بسوی قیصر که در و آیة
قرآنی مکتوب بود بر جواز مس جنب یا محدث مصحف را درست نیست زیرا که نوشتن دو آیه در خطے
یا در کتابے بنابر قرانیت نبود والا مس کتاب گلستان که در و آیة اعملوا آل داود شکرا و قلیل
من عبادی الشکور و دیگر آیات قرآن است مس جائز نباشد و همچنین مس خطوط که در مقام تعزیت
انا لله و انا الیه راجعون مینویسند و در مقام شکر الحمد لله رب العالمین مے نگارند کسے را درست
نباشد و بنابر اینست که تفاسیر را بشرطیکه غالب دران قرآن نباشد مس جائز داشته اند اینست
توجیه مذاهب متنوعه والله اعلم بحقیقة الحال سوال رنگ نوروز چه معنی دارد نوروز که عبارت از تحویل شمس است
بحمل هر سال بجهان رنگے چه از میان مردم و چه از نفلزات و نباتات و حیوانات و طعوم و ایام و ساعات
پس همچنین از رنگها سے برائے هر یکے تخصیص کرده اند و میگویند تصدیق آن اینست که هرگاه نوروز
جنی را باین قاعده استخراج کنیم مطابق مے افتد پس باین مناسبت رنگ نوروز مقرر میکنند
نه آنکه فی نفسه داشته باشد و ثانیا آنکه وقت نوروز را برنگ صاحب ساعت و صاحب
طالع ترتیب داده بیان میکنند و این الوان دران کواکب حقیقی نیست اما نسبت کردن

نوروز است و مجازی است بملاقات فارسیت زبانی سوال ترکان که دوازده سال را باسم جانوران
مقرر داده اند بچه وجه است و عوام که آنرا سواری نوروز گویند چه معنے دارد جواب ترکان بحسب
مناسبات خیال این اسامی مقرر کرده اند اما ظاهر آنست که بمجرد اصطلاح است و یا باستقرار
ناقص که وقت تسمیه بدست آمده مثل قول این حیوانات دران سال بیشتر شده باشد یا مردم را
میل بصفات مألوفه این حیوانات افزون گشته باشد تسمیه مردم آنرا بسواری نوروز محض توهم
واهی است سوال تقسیم بروج دوازده گانه دنامهای آنها برای اجزاء سطح فلک است یا برای
جملهٔ از کواکب که بر حسب رویت مسمیات ان اسماء واقع شده جواب اهل یونان اسامی بروج بهمای
اجزاء فلک مقرر کرده اند که بتثلیث هر یک از چهار مربع منطقة البروج که مابین الاعتدال
والانقلاب حاصل شده و در خطوط کواکب و احکام سعادت و نحوست همانرا بکار می برند و
تسمیه باین اسماء بنا بر آن بود که اعتقاد مسمیین عدم انتقال آنها بود و متاخرین در آنها
متابعت متقدمین کردند و اما اهل هند بروج را راس میگویند و بدو نوع اعتبار میکنند یکے در
ضبط ایام و فصول و ظلال باعتبار نقاط و دیگر در ضبط خطوط و احکام سعادت و نحوست بحسب
صور و اول را حساب سائن مینامیند و ثانی را حساب برین و این تفریق حساب فلک واقعی افلاک
ثامن انسب است اگرچه اهل هند موافق اهل فرنگ اعتقاد وجود فلک ندارند بلکه خلاے انکارند
پس به بساطت و ترکیب چه رسد والله اعلم سوال قال الشیخ محی الدین بن العربی فی فضائل
الشهور ان افضل الشهور عندنا رمضان ثم شهر ربیع الاول ثم رجب ثم شعبان ثم ذو الحجة ثم
شوال ثم ذو القعدة ثم المحرم وعلل بالتعلیلات المتعددة وقال الی ههنا انتهے علمی فی فضیلة
الشهور القمریة واما بقیة الشهور وهی الصفر والربیع الآخر والجمادان فهی متساویة فی الفضائل
فیما یغلب ظنی فانی ما تحققت فیها الفاضلا فلم یکن لی ان اقول مالیس لی به علم وقال فی موضع
آخر انما اختار الله من الشهور رمضان لمشارکته باسم الله تعالے فقد دوران رمضان من
اسماء الله تعالے فتعینت له حرمة بها علی سائر الشهور انتهے وقال جریان احکام الشریعة
علی الشهور القمریة دون الشمسیة والسؤل من هذه الکلام امور هل الفضائل للشهور کذلک
وهل رمضان یکون من اسماء الله تعالے فما معناه وما السر فی اجراء احکام الشریعة علی الشهور

القمریۃ دون الشمسیۃ الجواب لایخفی ان نظر التفضیل بین الاشیاء یختلف باختلاف المقاصد
فعند الامراء الفیل افضل من الفرس وعند الغزاۃ بالعکس وعند الزراع البعیر افضل منہما ولاہل التعطیر
البغی قاطبۃ افضل منہا جمیعا اذا تمہد ہذا فنقول برکۃ رمضان فی ہذہ الآیۃ برکۃ عامۃ البنیۃ الذی
انزل فیہ القرآن وفیہ تقام فریضۃ الصوم وفیہ لیلۃ القدر بہر برکاتہا المعلومۃ وبرکۃ ربیع الاول
بمولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیہ ابتداء وبنشر برکاتہ صلے اللہ علیہ وسلم علے الامۃ حسب ما
یبلغ علیہ من ہدایا الصلوات والاطعامات معاً وبرکۃ عامۃ نبویۃ والنبویۃ بعد الالہیۃ وبرکۃ رجب
برکۃ خاصۃ لتدو وبرکۃ شعبان برکۃ خاصۃ نبویۃ لاہل المجاہدۃ ولملازمۃ النوافل اذہو شہر النبی صلے
اللہ علیہ وسلم والبرکات الخاصۃ بعد العامۃ وبرکۃ ذی الحجۃ برکۃ خاصۃ لتدفی مکان مخصوص
ولکنہا مقصودۃ وبرکۃ شوال وذی القعدۃ کذلک الا انہا وسیلۃ الی الحج المقصود لکن یکون
فی شوال بقایا برکات رمضان دون ذی القعدۃ فلذلک قدم علے ذی القعدۃ وبرکۃ المحرم
اکثرہا کانت فی الامم السابقۃ وما اصاب منہا سید الشہداء من الارتفاع الی درجات الشہادۃ
کان فی صورۃ البلاء والمصیبۃ فلذلک اخرت فضیلتہ ولیس فی الشہور الباقیۃ مزید برکات و
اختصاصات واما برکۃ شعبان ثمن جہۃ لیلۃ البراۃ وما فیہا من تقدیر حوادث السنۃ وبرکۃ ذی الحجۃ
حسب ما دل علیہ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیہا احب الی اللہ من عشر ذی الحجۃ
یعدل فیہا صیام کل یوم منہا بصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ بقیام لیلۃ القدر وبرکۃ یوم العرفۃ
فان صیامہ کفارۃ سنتین ماضیۃ وآتیۃ وفضل المحرم من حیث انہ فاتحۃ السنۃ فالشیخ لم یلتفت
الیہ ومع ہذا فالشیخ حیث بین ہذا الترتیب ہو بنفسہ لاحاجۃ لنا الی التعرض لہ الا لما اشرنا
الی مواضع الخلاف معہ فلیفہم بالتدبر واما تسمیۃ الحق سبحانہ برمضان فقول مجاہد وعسی ان
یکون سمعہ من ثقۃ اذا سماء اللہ تعالے توقیفیۃ ولعل سبب تسمیۃ ان ہذا اللفظ یشعر بالحر والحرقۃ
والاذابۃ وہی شان من شئون نور اللہ الخاص کما ورد فی الحدیث الصحیح حجابہ النور لو کشف
لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہے الیہ بصرہ من خلقہ وحسب ما اشار الیہ جبرئیل علیہ السلام لو دنوت
انملۃ لاحترقت وحسب ان ماردی ان الطور احترقت من سطوۃ التجلی والحق سبحانہ یفعل انوارہ
آثار الحرارۃ فلعلہ یسمے بذلک رمضان ولکن المشہور المعروف انہ اسم الشہر فقط واما تعلیق الحج

سبحانہ سلسلۃ التکوین من اختلاف الفصول واختلاف الایام واختلاف الظلال بالشمس وتعلیق
سلسلۃ التشریع من الحج والصوم والاعیاد بالقمر فذلک حق لاشک فیہ والسر فی ذلک امران
ظاہر وباطن فالاول ان اختلاف الشہور القمریۃ منوط باوضاعہ الظاہرۃ الاختلاف فی الحس و
الشہور الخمسۃ التی فی باطن الانسان لایخلو عن ظلمۃ تعین الانوار الضعیفۃ فی وجہہا وشعاعہا
ولیس ماحیا لانارتلک الظلمۃ الطبیعۃ التی علیہا حفظ ضوابط الشرع دون ظہور شمس الحقیقۃ الماحیۃ
باطلاع الحجب فناسب القمر نظام التشریع والذی یظہر عند التامل ان شرایع النصاری والیہود تبتنی
عبادا تہا واعیادہا ایضا علی الشہور القمریۃ وانما یحفظ المواسم فیہا بالعکس بالشہور واللہ اعلم سوال
مردے مقلد بہ حسن ظن خویش کہ بایکے مجتہد وارد واقتدا بوی مینماید در برخے از احکام شرع کہ قول وی
بکتاب وسنت مخالف است وکافہ علمای دین باینجانب رفتہ اند چہ طور عمل نماید وبروز قیامت از عہدۂ
احکام اسلام چگونہ برآید کہ بر کتاب وسنت عمل نکرد وبر قول کسے کہ مامور باطاعت او نبود عمل نمود نص
صریح وحدیث صحیح بگذاشت وآیات در باب اقتدای پیغمبر فراموش نمود قولہ تعالے واتبعوہ لعلکم
تہتدون واتبعوا الرسول لعلکم ترحمون وما اتکم الرسول فخذوہ ومانہلکم عنہ فانتہوا بموجب فاسئلوا
اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون سوال نمودہ امید وار جواب شافی است جواب متاخرین از مجتہدان
چند قسم گذشتہ اند جماعہ بودند کہ شمہ از اجتہاد وترجیح داشتند وجماعہ مزاولت علوم دیگر بر کمال
داشتند اما مزاولت علوم شرعیہ از قرآن وحدیث وفقہ کمتر داشتند ایشان خود از اجتہاد واستعداد
عاری بودند وجمع اول بعضے ازان قسم بودند کہ مزاولت فقہ بیشتر داشتند ومزاولت قرآن وحدیث
کمتر این جماعہ نیز از بہرۂ اجتہاد خالی بودند از جماعہ اولے اکثرے ملکہ استنباط از قرآن وحدیث
نیافتہ بودند اگرچہ در فوائد قیود ورفع اختلافات کتب تحصیلی ملکہ درست بہم رسانیدہ بودند جماعہ اقل
قلیل کہ قدرت در ملکہ استنباط وعبور بر کتاب وسنت ومعرفت اختلافات فقہا بیشتر داشتند
بنابر مصلحتے راہ اجتہاد نسپردند وآن مصلحت اینست کہ مقتضای جبلت مردم است کہ ہر کسے برا
فہم خود مے نازد وبر مرتبہ کمال دیگرے را اگرچہ اجمالا اعتقاد نماید اما بشہادت وجدان باوجود استقرار
امرے در خاطر خود چون افضل را از امثال خود واقران خود نیز قبول نمیکند چہ جائے ہم درجہ ہای
خود پس درین صورت اگر یک کس در عصرے شروط اجتہاد بہم رسانید واستنباطات احکام خلاف

سلف بے خود ہر یکے موافق استعداد خود چیزے نا قص دیدہ تو سدراہے شدہ بود و اختلافات
سے سبب کہ احکام شریعت و عبادات و معاملات ہر سہ مخلوط و باب امر معروف و نہی
منکر مسدود شد چنانکہ تا رفتہ کہ مردم ہر جا بر مذہب استوار نشدند و تقلید ایشان اختیار نکردند
و چند فرقہ پیدا شد و بعد از ایشان تا ایشان ہمہ فرقہ ہا باقی ماندند و مذاہب دیگر مندرس شد
بنا بریں مسلمت تا حصول شہادت عقل و نقل بر فضائل فہم و کثرت عبور و صلاح قلب و تورع
باطن و بے طمعی و خلوص از ہوا و مزید تقوے چنانچہ ازیں مجتہدین مروی گشتہ در خود نیافتند
و ترک ذلک در جرح و تعدیل سوائے نقل احوال ایشان مطلقے ندیدند و در سلیقہ فہم عربیہ موافق
لغت قدیم نیز خود را قاصر یافتند از امور بسیار کہ از قراین مجلس و قائل مستنبط میشوند خود را
محروم دیدند بنا بر آن راہ اجتہاد مسدود ساختند پس ہر ایشان پیش حضرت رب العزت
ہمین است کہ خداوندا ما اختراع آراء خود مفسدہ ہا دیدیم و در اتباع سلف استحکام دین
و آثار قبول عند اللہ بیشتر یافتیم بنا بران معرفت ناسخ و منسوخ و ظاہر و مأول و مطلق و مقید
بر ذمہ ایشان گذاشتیم کہ مثل ایشان دین امور قوت ندانستیم و ہمین مصالح حالا ہم ثابت
است لیکن با ایں ہمہ قائل شدن بتحریم اجتہاد و مذہب کسے نیست مگر از ہر فرقہ منصفان نظر
لن ترک او جبنا لہ یا ناد و زبان خود ساختہ اند و غیر ایشان چنانچہ از اکثر فقہاے شافعی
استدراکات و تعصبات بر امام خود و فتوی بر مذہب از دیگرے مروی است لیکن حنفیہ
و حنابلہ زیادہ از دیگران راہ تعصب میروند چنانچہ صاحب اشباہ و النظائر گفتہ کہ اگر از مأیرسند
لہ سبب تمام جگونہ است و مذہب مخالف شما چگونہ حالانکہ در اصول میگویند المجتہد یخطی و
یصیب و گوئیم مذہب ما صواب است محتمل خطا و مذہب مخالف ما خطا است محتمل صواب و اگر
در تحقیق باب اجتہاد کوشیدہ شود ہمان خوف موجود است کہ نوشتہ ما را مردمان حجت ساختہ
در استخراج مذاہب رکیکہ از تحلیل و تحریم در شریعت خلل ہا بیندازند و اما کسیکہ حق تعالی او را
قوت اجتہاد و اقعی دادہ بالضرورۃ الوجدانیہ پاے بند تقلید نمے باشد لیکن ہمہ را دعوت بمذہب
خود نمیکند چہ ان مذہب خود محل فتنہ میداند باینکار نمے پردازد و بالجملہ اگر کسے ایں وقت ادعاے
چنیں چیزے را بخود لازم گیرد نادر و بروی رب العالمین مالک یوم الدین شرمندہ نشود اول جرئت فہم

وملکه تدقیق در استنباط از کتب عربیت وقواعد منطق وضوابط فهم وتکمیل تحصیل درین کتب
دوم مزاولت کتاب سنت بوجه عبور وتدقیق سوم تخلیه نفس از هوا وتعصب چهارم اتصال روحانی
پیداکردن بجناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پنجم تصفیه نفس از هیئات ظلمانیه وعمل اذ ذوقی فرق فرمود
کماهو واستقت قلبک ولو افتاک المفتون بارشاد اطلاع برمذاهب فقهاء نقش ایمان لازم نیست
نه مذهب را یک بیک بر کسے روشن نگردد تا باو میل نماید اگر اینهمه شرط باشد مثال الا جهال
وهیچ وآما آنکه باین پایه نرسیده اگر خواهد که فی الجمله از ربقه تقلید برآید وبر مذهب دیگرے بوجه مسائل
عمل نماید گوید که قوت اجتهاد نداشته باشد واین چند چیز لازم است واین جمع مذاهب را تلفیق گویند
واین را چند صورت است اول آنکه از روی دلیل حقیقت قول بعضے ائمه باوجود عبور بر ادله
آن ترجیح یافته باشد برین تقدیر هیچ قیدے نیست دران مسئله موافق حدیث صحیح غیر منسوخ
ظاهر الدلاله عمل نماید گوید که در مسایل دیگر مقلد یک شخص باشد دوم آنکه عملے از اعمال باشد وضو یا
نماز یا صوم یا باب از معاملات برطور شخصے بکند وباقی برطور دیگرے درین صورت اگر بعضے
شرط بعض است مانند مسائل حیض ونفاس وضو برائے صلوة پس احتیاط نماید در آنکه عمل مذکور
چنان نشود که پیش هیچ یک درست نباشد اگر هر مذهب درست باشد این را اخذ بالاحتیاط گویند
واگر بر یک مذهب درست باشد اخذ بالقول گویند سوم آنکه در باب دیگر تعلق ندارد مانند صلوة
وصوم وزکوة ومانند نکاح یا بیع درینجا اختیار است اگر خواهد بعضے ابواب بر مذهب کسے بکند
وبعضے دیگر بر مذهب کسے چهارم آنکه مذاهب اهل موافق هوا نفس از هر مذهبے انتخاب نماید
این درست نیست زیرا که از قبیل اتباع هوا است نه اتباع امر خدا چنانکه نوشته اند اگر کسے
در باد مشروبات بطور حنفی ودر مطعومات بطور مالکی ودر طهارت منی ونفی تحریم بزنا بطور
شافعی عمل نماید از اشتیا مقرر باشد پنجم آنکه مذهبے که انتقال میکند روایت مرجوحه آن مذهب
گیرد که اکثر علمای آن مذهب آنرا متروک داشته اند این نیز درست نباشد وبعد ازین همه خلاصه
کلام آنکه اگر مسلمانی را بمزاولت علوم عربیه فهم کتاب وسنت بسلیقه نے تکلف میسر شود وحدیثے
را بداند که محققان فن حدیث حکم بصحت آن کرده اند واز جمله فقهای اهل سنت جمعے بران رفته
باشند هیچگاه از مخالفت اجماع بیرون آمده واز استادان معتبر شروح وحواشی دریافته باشد

انتظار نسخ آنرا پس آن مسلمان را حق و موکد تر همین است که از هر مذهبے که باشد در ان مسئلہ اتباع
حدیث بکند و در چیزیکه این چنین نص یافته نشود بهر کسیکه حسن ظن داشته باشد تقلید او نماید و درین
قسم حکم واضع شارع را بتوهم انکه صاحب مذهب در ترک آن حجت داشته باشد نگزارد و باین قدر
مخالفت هرگز ازان مذهب خارج نمیشود چنانچه از ائمه اربعه بصراحت و تاکید ثابت شده است
که هر که حدیث صحیح را بر خلاف قول ما در یابد عمل بحدیث بکند که فی الحقیقت مذهب ما همین است و چگونه
چنین نباشد در توهم خلاف آن نسبت سلب ایمان از اکابر لازم مے آید گویا موحد بے رسالت
مقتدائے خود میکنند و دیده و دانسته مقتدا را مجوز مخالفت امر رسول مے پندارند نعوذ باللہ من ذلک
و نیز شبهه نیست که عصات هر مذهب باوجود مخالفت صاحب مذهب ازان مذهب خارج نمیشوند
پس باقتدار قول پیغمبر چگونه ازان مذهب خارج شوند و آیا تیکه صاحب سوال در اقتدائے پیغمبر
صلے اللہ علیه وسلم ذکر کرده بر همین محمول است و درین امر هیچ کس را اندرے نیست و فی الحقیقت
اگر مقلدان مذهب تفحص کنند مے یابند که این بار تقلید ایشانرا بحدے کشیده که قول هر یکے را
از احاد فقها در مقابل حدیث مے آرند و ترجیح میدهند و این ازان قبیل است که علمارا بمنزلهٔ پیغمبری
رسانیده شود بلکه بخدائی زیرا که در حدیث صحیح ترمذی آمده است که عدی ابن حاتم از جناب نبوت
صلے اللہ علیه وسلم در تفسیر آیه اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون اللہ عرض کرد که یا رسول
اللہ آیا ایشان را بخدائی مے پرستیدند و خدائے دانستند فرمودند که گفته ایشان حلال و حرام
میدانستند گفت آرے فرمودند همین است ارباب گرفتن و ظاهر است که منصب تکلیف
و نصب شریعت مخصوص بخداست و نے نص قاطع او کسے را این منصب دادن شرک محض است
نعوذ باللہ منها و نص قاطع مثل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ در شان دیگرے وارد نیست و اطاعت او لے الامر محصور است در مباحات چنانچه
فرموده فان تنازعتم فی شیء فردوه الے اللہ و الرسول لیکن عادت مبارک جناب نبوی
صلے اللہ علیه وسلم چنانکه در لا یصلین احدکم العصر الا فی بنی قریظة و در اختلاف قضاوی خلفائے
اربعه در لفظ امین و غیر آن معلوم شده است که آرار مجتهدین را در فروع تصویب مے فرمودند اگرچه
یکے از دیگرے بصواب نزدیکتر مے بود و همچنین کسیکه تصویب مذاهب میکند و این امر التفاتے

اہل ہر چہار مذہب است بہمین وضع اعتراف مے نمایند کہ حق حقیقی دائر است و بعضے مسائل اقرب
است از دیگر بحق رجحان یکے از مذاہب در خاطر کسے نسبت باین ظن معقود مے تواند شد کہ
شاید این حدیث معارضی یا تاویلے داشتہ باشد و آنچہ فقہا نوشتہ است کہ محرم نماز اولا باعتبار
افضلیت و اولویت لہذا ترک رفع یدین میکنم و ثانیا بنا بر عدم وجوب است و آنکہ موجب اتہام
رفض و فتح باب نمیت نشود کہ عوام را کیفیت رفع و اہل حق و اہل باطل معلوم نیست خصوصا افاغنہ
و تورانیان را کہ در ابتدای امر غالب و اکثر بودند و ثالثا اختلاف صحابہ ہم تعیین یکے را ضعیف ساختہ
است **سوال** حضرت سلامت بعد تسلیمات معروض میدارد ارشاد در سیر قدمی چیست و سیر نظری
چیست و این ہر دو لفظ در کلام حضرت مجدد واقع است و بیان فرمایند کہ طریق تلقین طریقہ جذب
چیست و طریق تلقین طریقہ سلوک چیست **جواب** سیر نظری مشاہدہ مقامی بدون یافتن
انوار و آثار آن در خود و سیر قدمی دخول دران مقام و یافتن انوار و آثار آن در خود و لفظ جذب
و سلوک چہار معنی دارد اول گسستہ گشتن رشتہ عقل بصدمہ وارد و ناگسستن آن رغم ظہور آثار
مطلوبیت و محبوبیت در طالب و ظہور آثار محبت و در و طلب در مطلوب و این معنی نیز بمضمون یحبہم و
یحبونہ نمیشود مگر بہ محبوبیت لیکن مراد از آثار محبوبیت سبق مشاہدہ است بر مجاہدہ مراد از آثار محبت
سبق مجاہدہ است بر مشاہدہ سوم خرق حجب وجود بفنا و بقا و تہذیب باطن باخلاق صالحہ و
اقوال صالحہ فاضلہ چہارم وقوع سلوک منوع مصالحہ معاش بوجہے کہ این مصالحہ فوت
نشود این مراتب را فہمیدہ تلقین آن نمودن میتواند شد از کسیکہ قوت باطن دارد و طی مراتب فنا
و بقا کردہ است واللہ اعلم و احکم **جواب** سہ مطالب رقیمہ کریمہ رسید مشتملہ بر سہ مطلب بود اول
طریقہ سہروردیہ حضرت مجدد از شیخ احمد السرہندی عن ابیہ الشیخ عبد الاحد عن الشیخ رکن الدین
گنگوہی عن ابیہ الشیخ عبد القدوس گنگوہی عن شیخہ الشیخ قاسم درویش الاودہی عن شیخہ السید
بدہن بہرائچی عن شیخہ السید اجمل عن شیخہ السید جلال المعروف بمخدوم جہانیان بسندین
احدہما عن ابیہ السید احمد الکبیر عن ابیہ السید جلال البخاری عن الشیخ بہاء الدین زکریا الثانی
عن الشیخ رکن الدین ابی الفتح عن ابیہ الشیخ بہاء الدین زکریا عن صاحب الطریقہ الشیخ شہاب الدین
السہروردی و نیز شیخ رفیع الدین امام کہ از اجداد حضرت مجدد اند پیش امام شیخ بہاء الدین زکریا

واز خلفاء ایشان بودند پس محتمل است که ایشان را اجازت خود اجازت این طریقه رسیده
بلکه موروث خاندان ایشان همین طریقه باشد و طریقه چشتیه و قادریه و نقشبندیه از مکتسبات ایشان
و والد ایشان باشد دیگر اعتذار بشغل همه اوست و تحقیق این آنست که مراد تحصیل حالتے است که
لازم اضطراری قلب شود و اختیار رفع آن نماند اگر کسے را اعتقاد معیت و وحدة وجود ثابت است
ملازمت این شغل باین حالت میکشد والا هرگز نمیکشد بلکه همیشه باطنش حکم میکند که این خیال
من خلاف واقع است این شغل صاحب را هرگز نفع نخواهد داد و شبهه نیست که ظهور اینمعنی خود بجا
تصفیه قلب لولے واقوی است واز مدخلیت تصنع و تکلف بعید تر است و خواجه خرد رحمة الله
علیه نوشته اند که مادام شخصیکه معتقد توحید وجودی نیست حصول فنا فے الله و وجود اورا ممکن نیست
در حق منکر او همه فناها و حجب نورانیه است که غیر حق است و تجلیات او همه انوار لطائف و غیره
نه ظهورات حق تعالے و تحقیق توحید وجودی طولے میخواهد مجمل آنکه آیات کلام الله و احادیث رسول
صلے الله علیه وسلم معیت و قرب ذاتی صریحا اثبات میکنند و جوابش آنکه همه مصروف از ظاهر اند
بسے امتناع او نمیتوانند شد و اینهمه از خلاف عقل ما است نه از کتاب و سنت چه انصاف است
که منصوصات شرع را بشر عی و مخیلات عقل ناقص خود اشرعی نام کنیم در جامع ترمذی در حدیث
لو دلیتم بحبل الے الارض السابعة السفلی لهبط علے الله و در حدیث ان الله یقبل الصدقة من الطیب
همیشه صریح مے نویسد که مذهب سلف اجرای آن بر ظاهر است بلا کیف بالجمله نفی غیریت
محضه و اتحاد و وحدت فے الجمله منصوص است و آواز انني انا الله از آتش و کنت سمعه و بصره
دلیل واضح است و بشرط انصاف از کلام حضرت مجدد نفی وحدت وجود مطلقا ثابت نیست
بلکه نفی بعض اقسام آن اما آنچه در ذهن مستقر مے شود ازاله آن بزودی و تواند و دوام تکرار متعذر
الطرفین دیگر حقیقت ذکر جهر و حق آنست که انکار آن سفاهت واضح است در تلاوت قرآن
جهر صریح است ما اذن الله لشی ما اذن لینے تغنی بالقرآن بجهریه و در تلبیه حج آمده افضل الحج
العج والثج ای رفع الصوت بالتلبیة واراقة الدم و قرآن را فضیلت معروف است و کنا
نعرف انقضاء صلوة رسول الله صلے الله علیه وسلم بالذکر و فضل الذکر الذی یسمعه الحفظة علے الذی لا یسمعه
الحفظة بسبعین ضعفا و بنا بر طریقه چشتیه و اویسیه و قادریه که همه پیران ما اند بر ذکر جهر است حکم باکه

فعل حرام موجب قرب بارگاهی نمیشود باطل ست بلکه ذکر جهر موجب بعد چنین نیست چون خواجه علاء الدین غجدوانی بعد رفتن حضرت خواجه نقشبند علیه الرحمة به حج ذکر جهر استماع کردند و بعد مراجعت عذر آوردند بانکه شما را بسبب قوت باطن حاجت این نبود ما را ازین نفع بسیار شد حضرت خواجه نقشبند انکار آن نکرد و چون خود از روح حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی ذکر خفیه و عمل بر عزیمت گرفته بودند خود نمیکردند و مثل شما را که در فقهیات تقدیم حدیث باجتهادیات میکنید درین معنے تردد بیجا است اگرچه مذهب حنفیان باشد دران روایت اگرچه مشهور است لیکن فقیر را بعینه آن کتاب یاد کردن محتاج تفحص است یک دفعه خواجه سرای عالم بفقهیات از طرف بادشاه روم امیر حج شده آمد در مدینه با شیخ ابراهیم کردی ملاقات نمود گفت که درین سفر بدعت عظیم ازین مردم دور کردم نمودند کدام بدعت گفت ذکر جهر از مسجد و شهر بیت المقدس موقوف کنانیدم ایشان این آیه خواندند ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها چند روایت که از فتاوی نوشته بود پیش نمودند اگر کار بتقلید است شما مقلد دیگرید من مقلد دیگر و روایات شما بر من حجت نیست و اگر کار بتحقیق است اینک گوی و میدان بعد ازین چند رساله در اثبات ذکر جهر نوشته اند بعض ازین رسائل پیش فقیر هم موجود است بالجمله الحق احق بالاتباع والسلام فقط

مجموعہ رسائل خمسہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی

رسالہ فیض عام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین ونعت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وآلہ الطیبین واصحابہ النبالعین واضح باد کہ
عاصی گنہگار نالایق ساکن موضع بروہان پرگنہ حویلی ڈھاکہ جلال پور در سنہ یکہزار و وصد بست و نہ
ہجری از مزرا لور متعلق بنارس بدار الخلافت شاہجہان آباد بجناب ہدایت وارشاد مآب قبلہ پرستان
وکعبہ کعبہ شناسان محقق حق ویقین مدقق مسائل دین متین امام العابدین رئیس العارفین
پیشوای سالکین رہنمای طالبین سرخیل محدثین سردفتر مفسرین افضل فضلای زمان افصح فصحای
دوران محی مراسم دین محمدی مبطل مذاہب گمراہان ابدی وسیلہ نجات عرصہ رستخیز مولانا مرشدنا
شاہ عبدالعزیز محدث دام فیوضہ وبرکاتہ حاضر شدہ بعیت حاصل کردہ چند سوالات دینی ودنیوی
کہ از سالہا مرکوز خاطر بودہ بجناب ممدوح گذرانیدہ وجوابا تیکہ ازان جناب ارشاد شدہ ہریکی ازان
ہادی راہ ہدایت وتعلیم مرشد طریق مستقیم است خدا توفیق رفیق کند کہ عامل جواب مذکور شدہ فاہیت
ونجات آخرت بہر ساند بمنہ وکرمہ سوال بکدام از منہیات متنفر وراغب در ادوام شود جواب بسیار گفتن
لاحول ولا قوۃ الا باللہ ونفی واثبات کلمہ توحید وضرب آن بر قلب بشدت ومدد خواستن معبود عین
صبح وشام مفید این معنی است سوال بوقت فجر دو رکعت سنت است ودو رکعت فرض و
بوقت ظہر چہار رکعت سنت وچہار رکعت فرض ودو رکعت سنت ودر وقت عصر چہار رکعت
فرض ودر مغرب سہ رکعت فرض ودو سنت وبوقت عشاء چہار رکعت فرض ودو سنت
وسہ وتر میخوانم سوای آن در پنج وقت کدام کدام نماز بکدام وقت خواندن ضرور شود ایما کردہ

جواب فرض و سنت و نفل همین قدر اما اگر فرصت دست دهد چهار رکعت بسلام واحد بعد از زوال آفتاب و قبل از نماز ظهر ادا باید کرد مسنون است و چهار رکعت قبل از نماز عصر از مستحبات است و بین مغرب و عشا صلوة الاوابین هست و آن هم مستحب است شش رکعت هم آمده و بست رکعت هم آمده بشرط فرصت هر قدر که شود باید نمود و نماز اشراق بعد از طلوع آفتاب تا یک پاس روز برآمده و نماز چاشت از یک پاس روز برآمده تا قرب زوال و نماز تهجد بعد نیم شب تا صبح صادق ادا باید نمود و نماز اشراق دو رکعت است و چهار رکعت هم آمده و نماز چاشت چهار رکعت است و نماز تهجد از دو رکعت تا دوازده رکعت بطور تراویح باید خواند و بعد از دو رکعت سلام باید گفت و بعد از چهار رکعت تسبیح و تهلیل خوانده و ترویحه دیگر شروع باید نمود **سوال** بعد از نماز بیگانه برای خواندن تسبیح و مناجات هر چه ارشاد شود **جواب** بعد از نماز صبح لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین صد بار ورد باید ساخت و بعد از نماز ظهر اگر فرصت باشد حسبی اللہ و نعم الوکیل پانصد بار و اگر فرصت نباشد بست و پنج بار و بعد از نماز عصر تسبیح فاطمه که مشهور و معروف است باید خواند و بعد از نماز مغرب کلمه تمجید یعنی سبحان اللہ و الحمد للہ پانصد بار باید خواند و بعد از نماز عشا درود بهر صیغه که باشد صد بار متوجه بسمت مدینه منوره شده و استحضار صورت مبارک پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نموده باید خواند **سوال** از مناجات مندرجه کلام اللہ و احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و از مناجات تصنیفات خود عربی یا فارسی ارشاد شود **جواب** مناجات کلام اللہ بعضے بزرگان جمع نموده اند مصدر بلفظ ربنا و اقعشده و مناجات احادیث در کتاب حصن حصین الجزری و قائع و حالات مرقوم است و فقیر مناجات تصنیف نکرده است مگر والد بزرگ فقیر دعای موسوم اعتصام تصنیف فرموده اند بزبان عربی آنرا نقل کنانیده باید گرفت در روز و شب یکبار باید خواند **سوال** برای عفو جرایم و عاقبت بخیر **جواب** برای عفو جرایم استغفار بسیار مناسب است و برای عاقبت بخیر اکثار ذکر کلمه طیبه و تلاوت آیة الکرسی بعد از نماز **سوال** برای محفوظ ماندن از عذاب قبر **جواب** مداومت سوره تبارک الذی بعد نماز عشا قبل از خفتن و سوره حم السجده نیز همین حکم دارد **سوال** برای اینکه از تزویر و تحریص نفس خبیث و ابلیس لعین محفوظ مانده شود **جواب** اکثار کلمه لا حول ولا قوة الا باللہ و مداومت معوذتین بعد از نماز صبح و مغرب یازده یازده بار **سوال** سوای رمضان المبارک روزه بکدام ماه باید گرفت **جواب** سوای رمضان المبارک روزه هفدهم ذی حجه نهایت کثرت ثواب دارد و گناهان دو ساله را تکفیر کند و روزه دهم محرم که روز عاشورا است نیز بسیار مسنون و موجب کفارت

یسالا است وسوای این دو روزه تاسه روزه در هر ماه نیز مسنون است بهتر آنست که سیزدهم و چهاردهم
پانزدهم باشد یا اول یا آخر یا اول عشر هر ماه یک روزه بگیرند نیز ادای سنت میشود در روزه دوشنبه پنجشنبه
مستحبات ست در روزه صبح شب برات در روزه شش عید در روزه عشره ذی حجه سوای روزه عید در روزه
هر قدر ایام که میسر شود در ماه رجب از مستحبات است وثواب بسیار بران موعود **سوال** در روزه و اعتکاف
رای وظیفه دوام هر چه ارشاد شود **جواب** در ورد باین صفت هر شب اگر باشد والا شب جمعه صد بار
مادمت باید کرد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وبهترین استغفارات
سید الاستغفار است در وقت خفتن با ملاحظه معانی باید خواند وسید الاستغفار در کتاب سبیل الرشاد
مذکور است وتمام آن کتاب جواهر نفیسه است نقل باید کرد در وظائف وصلوة را موافق آنچه در آن
مرقوم است بجای باید آورد وآن کتاب گویا خلاصه سلوک طریق خاندان ماست خصوصاً فوائد سلوکیه
حضرت والد ما بسوی طالبان ومریدان فیضان نموده دران مجموعه مندرج است حضرت شاه
عاشق قدس سره که از اجل خلفای حضرت والد ما جد بودند آنرا تالیف فرموده اند البته شامل
خواهد بود **سوال** آداب تلاوت قرآن شریف **جواب** آداب تلاوت قرآن تهذیب واستقبال قبله
حتی الامکان وحروف را بخوبی ادا کردن ومدود شد فرو نگذاشتن ودر مقام وقف وقف کردن اینست
آداب ظاهری واما آداب باطنی پس مبتدی را تصور کردن گویا که بحضور رب العزت تلاوت میکند وتعالی
در مقام مخاطبه نشسته میشنود ومنتهی را تصور کردن که این کلام را بلا واسطه از زبان حضرت رب العزت
می شنوم وفرق درمیان مقامین اینست که در صورت اول کلام را از خودش وگوش از حضرت
رب العزت ودر صورت دوم زبان از حضرت رب العزت وگوش از خود باینمعنی مقام اشارة فرموده است حضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه
چنانچه شیخ الشیوخ در عوارف از ایشان نقل کرده اند اِنِّیْ لَاَقْرَءُ الْاٰیَةَ حَتّٰی تَسْمَعَهَا مِنْ قَائِلِهَا
یعنی میخوانم آیه را وتکرار میکنم تا اینکه شنوم آیت را از قائل آن وشیخ الشیوخ بعد نقل این کلام
عود کرده که حضرت امام صادق رضی الله عنه در این وقت بمنزله شجره موسی میشد اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ
الْعَالَمِیْنَ میگفت **سوال** برای دفع عذاب مرگ هر چه ارشاد شود بعمل آرد **جواب** برای سهل
شدن سکرات موت مداومت آیة الکرسی وسوره اخلاص مروی است وبرای دفع عذاب القبر مداومت
سوره تبارک الملک بعد از نماز عشاء وقبل از خفتن در حدیث آمده وهمچنین خواند سوره الدخان مروی

سوال سوال و جواب گوربد ستخط و مهر حضرت پیر و مرشد عنایت گردد جواب جواب گور موافق احادیث مرقوم میشود و حاجت مهر نیست و این جواب مردد زبان باید ساخت و پارچه لک از خوشنویسانیده نزد خود باید داشت جواب اینست اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَرَسُوْلًا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَبِالْکَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا وَبِالصِّدِّیْقِ وَبِالْفَارُوْقِ وَبِبَنِی النُّوْرَیْنِ وَبِالْمُرْتَضٰی اَئِمَّةً رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ مَرْحَبًا بِالْمَلَائِکَةِ الشَّاهِدِیْنَ الْحَاضِرِیْنَ وَاشْهَدُ بِاَنَّا نَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰی هٰذِهِ الشَّهَادَةِ نَحْیٰی وَعَلَیْهَا نَمُوْتُ وَعَلَیْهَا نُبْعَثُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی سوال یک پارچه مستعمل برای کفن عنایت شود جواب انشاء الله تعالی داده خواهد شد سوال اگر شجره بدستخط پیر و مرشد بعبارت عربی یا فارسی بطور مناجات نظم گردد بسیار برمراد است جواب فقیر بسبب ضعف بصارت نبشتن نمیتواند و شجره قادریه بلغت فارسی و هم بلغت هندی مع مناجات منظوم است هر چه پسند آید نقل آن بگیرند سوال شجره در قبر نهاده خواهد یا نه و اگر نهاده خواهد ترکیب آن عنایت شود جواب شجره در قبر نهادن معمول بزرگان است لیکن این راه و طریق است اول اینکه بر سینه مرده در وقت کفن یا بالای کفن گزارند این طریق رافقها منع میکنند و میگویند که از بدن مرده خون و ریم سیلان میکند و موجب سوء ادب باسمای بزرگان میشود و طریق دوم اینست که جانب سر مرده اندرون قبر طاقچه بگذارند و در آن کاغذ شجره را نهند سوال آنچه در رویت از جناب مرتضی علی علیه السلام طریقه بآنجناب مرحمت شده قلمی فرموده مرحمت گردد یا ملخص آن نویسانیده عنایت شود جواب که بروایت جناب مرتضی علی کرم الله وجهه مشرف شده بیعت نموده بودم ایشان بعد از تذکره ها فرموده بودند که در زمان ما یعنی صحابه کرام برای وصول الی الله سه طریق مسلوک بودند و طریق ازان موقوف شده یعنی صلوة و تلاوت قرآن شریف سوم که ذکر است باقی و در آن طریق نیز تغاوت بسیار راه یافته بعد ازان طریق صلوة و تلاوت قرآن فرمودند طریق صلوة که بطور شغل ادا کرده شود طول و تفصیلے بسیار دارد و این وقت بسبب تشویش امراض خود و صبیه امکان تحریر نیست و طور تلاوت برای بتدی اینست که خود را قاری و حق را مستمع تصور و تخیل نماید که بحضرت رب العالمین قرآن میخوانم چنانچه شاگرد بحضور استاد میخواند و برای منتهی اینست که حق را قاری و خود را مستمع قرار دهد زبان خود را نائب تصور کند و گوش را مستمع گوید

حضرت حق بزبان من کلام میکند و من می شنوم و یقین است که درین تصور سبب غلبهٔ محبت حالی که عاشق صادق را در وقت استماع کلام محبوب بالمشافهه روسیده حاصل خواهد گردید دگر گونه ندائی مدعا خواهد شد واللہ المغنی **سوال** ترکیب زیارت حضرت خضر علیه السلام و استمداد مراد از آنجناب هر چه ارشاد شود بعمل آرد **جواب** ترکیب زیارت حضرت خضر علیه السلام این وقت نبود انشاء اللہ تعالی مناقب برآورده نوشته خواهد شد **سوال** هرگاه کسے بحالت مرض الموت دریافت کند که امید زندگی نیست خواه بعد یک روز یا دو روز یا زیاده ازان فوت کند درین حالت پس از ادراک این معنی و قبل از موت مریض را بشرط بحال بودن هوش و حواس او یا ورثهٔ مریض را برائے رفاهیت و نجات مریض چه تدبیر باید کرد **جواب** مریض را چون حالت بهم رسد که مایوس از زندگی گردد و قرب اجل متحقق شود وارثان او را باید که اول بغسل و یا بوضو و یا تیمم بوجه احسن پاک سازند و رو بقبله چارپایه او را فرش کنند گرده پیش او را بوجه احسن صاف و شسته و شونموده بپاشیدن گلاب و نگاهداشتن عطریات خوشبو سازند بعد ازان ذکر دنیا و فکر باقیماندگان بحضور او موقوف دارند بکاو نوجه اصلاً تجویز نکنند و بائیکه تعلق اخوت شونده دارد ازان دفرزند مواجهه نمایند اگر خود بخود آن را یاد کند یکدو بار بحضور او آرند و بعد او کلمهٔ استغفار روبروی او بجهر نمایند تا بخودی خود او را یاد آید و بر زبان براند و او را تاکید امر نکنند که کلمهٔ استغفار بخوان بل خود وقتا بعد وقت کلمهٔ استغفار بآواز بلند بخوانند تا او را یاد دهی گردد و همچنین قبول قبر و خوف حساب و شدائد عقبے ذکر نکنند بلکه وسعت رحمت الٰهی و بخشش گناهان و شفاعت پیغمبر صلے اللہ علیه وسلم عموماً و ذکر ارواح صالحین لاسیما مشائخ و پیران طریقت پیش او نمایند و امر زائل شدن گناه گناهگاران و قبول اعمال اندک پیش او مذکور نمایند تا رجا او بر خوف غالب باشد و انچه در ان وقت وصیت کند بخوشدلی قبول نمایند و ضامن شوند که این وصیت را البته بجا خواهیم آورد تا خاطر او متردد نشود و بحضور او سورهٔ یسین و سورهٔ الحمد و سورهٔ اخلاص خوانند و دگر سور و آیات قرآنی گاه گاه میکرده باشند **سوال** ترکیب نماز استسقا و کسوف و خسوف و عاشورا عنایت شود **جواب** برائے نماز استسقا بس باجماعه مسلمین در عیدگاه سه روز متواتر بیرون آید و برآمدن پیاده بهتر است و در پارچه کهنه و مستعمل بیرون آید و تزین و تجمل مثل عید نکند و بتذلل و خشوع و شرمندگی در عیدگاه رفته دو رکعت نماز نفل بقرائت جهر بخواند بعد ازان خطبه بگوید و دعائے

استغفار از گناهان بسیار کند و امام را باید که نقل را از زیر به بالا و از بالا بزیر و از راست بچپ و از چپ براست بکند و بجد و کوشش دعا و زاری بجا آرد و دعائیکه در حدیث آمده است آنرا بخواند و دعا اینست اللهم اسقنا غیثا مغیثا مریئا مریعا نافعا غیر ضار عاجلا غیر رائث اللهم املأ عبادک و بهائمک و انشر رحمتک و احی بلدک الميت نماز کسوف بدین طریق است که امام جهره یا مردمان دو رکعت نماز نفل مانند سائر نمازها بقرأت پوشیده بخواند هر قدر که طول قرأت میسر شود بهتر است و در دعا و استغفار مشغول باشد تا که آفتاب روشن گردد و در نماز کسوف جماعت نیست هر شخص دو رکعت نماز نفل تنها تنها بخواند و در دعا و استغفار مشغول باشد تا که ماهتاب منجلی گردد و طریق نماز عاشورا در کتب مشایخ چنین مرقوم یافته که روز عاشورا وقتیکه آفتاب بلند گردد دو رکعت نماز نفل بخواند در رکعت اول بعد فاتحه آیة الکرسی یکبار در رکعت دوم بعد فاتحه آخر سوره حشر بخواند و بعد از سلام درود هر قدر که خواهد بخواند و در بعضی روایت مشایخ چنین نوشته شده که شش رکعت بخواند و در رکعت اول سوره والشمس و در رکعت دوم انا انزلناه و در رکعت سوم اذا زلزلت الارض و در چهارم قل هو الله و در پنجم قل اعوذ برب الفلق و در ششم قل اعوذ برب الناس و بعد فراغ سر بسجده نهد و حاجت خود بخواهد سوال دریں زمانه وجه حلال چگونه میسر شود جواب وجه حلال در این زمانه و در زمان سابق نیز بچهار صورت حاصل میشود و میشد اول نوکری بشرطیکه اعانت کفر و ظلم در ان نباشد و کار غیر مشروع نیز در ان نباشد دوم زراعت بشرطیکه ادای حقوق عملان بوجه مشروع کرده سوم تجارت در امور مباح بشرط ادای حقوق و عدم تطفیف در کیل و وزن و غش و غیر ذلک چهارم صناعت و حرفت بهمین شروط سوال ترکیب زیارت قبور جواب هر گاه که برای زیارت قبر ے از عوام مومنین برود اول پشت بقبله رو بسینه میت نماید و سوره فاتحه یکبار و اخلاص سه بار و در وقت در آمدن بمقبره این الفاظ بگوید السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین یغفر الله لنا و لکم و انا ان شاء الله بکم لاحقون و اگر قبر بزرگے از اولیا و صلحا باشد روی بسوی سینه آن بزرگ کرده بنشیند و بست و یکبار بچهار ضرب سبوح قدوس ربنا و رب الملائکة و الروح گوید و سوره انا انزلناه سه بار بخواند و دل را از خطرات خلاص کرده مقابل سینه آن بزرگ آرد برکات روح در دل این زیارت کننده خواهد رسید سوال برای دریافت اینکه اهل قبر کامل است یا نه و بعد صورتیکه اهل قبر

کامل باشد از و استمداد بچہ صورت باید کرد جواب بعضے از اہل قبور مشہور بکمال اند و کمال
ایشان متواتر شدہ طریق استمداد از ایشان آنست کہ جانب سر قبر او سورہ بقر انگشت بر قبر نہادہ
تا مفلحون بخواند باز بطرف پائین قبر بیاید و من الرسول تا آخر سورہ بخواند و بزبان گوید اے
حضرت من برائے فلان کار در جناب الٰہی بالتجا و دعا مے کنیم شما نیز بدعا و شفاعت امداد من
نمائید باز رو بقبلہ آرد و مطلوب خود را از جناب باری خواہد و کسانیکہ کمال اینان معلوم نیست
و مشہور و متواتر نشدہ در یافت کمال آنہا بہمان طریق است کہ بعد از فاتحہ و درود و ذکر بسوئے
دل خود را مقابلہ سینہ مقبور بدارد و اگر راحت و تسکین و نوری در یافت کند بداند کہ این
قبر اہل صلاح و کمال ست لاکن استمداد از مشہورین باید کرد سوال ترکیب استخارہ و غیرہ
برائے دریافت حالات آیندہ جواب در قول جمیل مشہور و مذکور است و طریق سہل آنست
کہ شب چہار شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ متواتر بعد از نماز عشاء و فراغت از امور دنیوی بسم اللہ الرحمن
الرحیم را سہ صد بار خواندہ الم نشرح ہفتدہ بار بالسم اللہ بر سینہ و روی خود دم نماید و دعا نماید بجناب
باری کہ در فلان امر آنچہ واقع شدنی است در خواب یا بیقظہ بہتف تا تف بمن بنمای بعد از ان
صد بار این درود بخواند اللھم صل علے سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک اگر خواہند دعائے استخارہ کہ در بحث
آمدہ است مع استخارہ برائے مطلب خود سہ بار بخواند و بحال قلب خود نظر کنند اگر عزم درست
در ان کار باشد بعمل آرند و اگر در عزم فتور گردد موقوف دارند دعائے استخارہ در مشکوٰۃ موجود است
سوال برائے مشکلات و صعوبات دنیوی جواب دعا الکرب با طہارت و وضو و بے قید
عدد در ین باب مجرب است و دعا اینست لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ
وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا
ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ در اعمال
مشائخ ختم خواجگان نیز مجرب است و طریقہ او معروف و مشہور و ختم یا بدیع العجائب بالخیر
یا بدیع یکہزار و صد بار در اول و آخر درود و صد بار نیز خواہ تنہا بخواند خواہ بجماعت سوال
برائے حفظ آبرو و حرمت جواب اسم یا عزیز جہل و یکبار خواندہ بر روی خود دمیدن وقت صبح

وهر وقتیکه اراده رفتن دربار بحضور صاحبان حکومت منظور باشد مجرب ست اگر همین اسم را در انگشتری نقره که نگینه اش نیز از نقره باشد در شکل مربع کنده کشانیده در وقت شرف قمر که در هر ماه می باشد واز اهل نجومه تحقیق آن میتواند شد تیار ساخته بعطر خوشبو نموده باحتیاط نگاهدارد در وقتیکه بدربار پیش اهل حکومت رفتن منظور باشد در خنصر دست راست پوشیده بروند وهمچنین در وقتیکه در عدالت ودر کچهری بنشینند نیز مجرب ست وشکل مربع اینست

ع	ز	ی	ز
ز	ی	ز	ع
ی	ز	ع	ز
ز	ع	ز	ی

سوال برای فراغت رزق **جواب** در وقت چاشت چهار رکعت نماز بگذارند بعد از فراغ بسجده روند ودر سجده یکصد چهار مرتبه یا دتاب بخوانند واگر فرصت نباشد پنجاه مرتبه بخوانند وسورة الکهف در روز جمعه خواندن نیز موجب وسعت رزق است وهمچنین سورة واقعه در یکشب دو بار خواندن بعد از مغرب بعد از عشا نیز مجرب وبعد از نماز صبح صد بار یامغنی واگر فراغت باشد یکهزار ویکصد بار وسورة مزمل بعد از نماز عشا بست و یکبار واگر فرصت نباشد هفت بار واگر اینقدر هم فرصت نباشد یکبار لیکن چون باین آیت رسد رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ بست وپنج بار بخواند بعد ازین سورة را تمام کند **سوال** برای ادای فرض **جواب** دعای مشهور بعد از نماز سه بار خواندن مجرب ست ودعا اینست اللهم انی اعوذبک من الهم والحزن واعوذبک من العجز والکسل واعوذبک من الجبن والبخل واعوذبک من غلبة الدین وقهر الرجال اللهم اکفنی بحلالک عن حرامک وافتنی بفضلک عمن سواک **سوال** برای محفوظ ماندن از جمیع آفات وبلیات ومکروهات دنیاوی **جواب** سی وسه آیه بعد از نماز شام باید خواند اگر فرصت نباشد آیة الکرسی ده بار بوقت صبح ویا حفیظ دو هزار بار خواند وحزب البحر درین باب مجرب است **سوال** آنچه در باب محفوظ ماندن از جمیع آفات خواندن سی وسه آیه حکم فرموده بودند کدام کدام سی وسه آیت است یا مطلق سی وسه آیه از هر سپاره که باشد تفصیل آن ایما گردد **جواب** سی وسه آیه این است چهار آیه از اول بقر تا مفلحون وسه آیه از آیة الکرسی تا خالدون وسه آیة آخر سورة بقر از لله ما فی السموات تا آخر وآیه سورة اعراف از قوله تعالی اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ تا المحسنین ودو آیه از آخر سورة بنی اسرائیل از قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن تا آخر ده آیه از سورة والصافات تا لازب وسه آیه از سورة رحمن یا معشر الجن تا فلا تنتصران وسه آیه از سورة حشر از لو انزلنا هذا القرآن تا آخر سورة حشر

و دو آیه از اول سوره تبین قل اوحی الی تا شقطا سوال برای تسخیر حکام اینکه همواره حکام زمان
شفیق و مهربان باشند و بموجب ایذا نرسانند جواب وقتیکه نزد ایشان بروند یازده بار عمل کل ستی
و آخر یازدهم هفتاد بار خوانده بروی ایشان دم کنند و در خانه خود متوجه بخانه حاکم شده یا مثلا یا
القلوب دو صد بار بخوانند و دعا کنند که حق تعالی دل او را مسخر سازد و سابق عمل یا لخویر که مقرر
شد درین باب مفید است سوال اکثر در خواب حالات عجیب و غریب که گاهی اتفاق دیدن
آن بلکه بوهم و خیال هم نرسیده دیده میشود و آنان موجب کدورت تنها میگردد و درین باب هر چه
ارشاد شود جواب وقت نوم معوذتین و آیة الکرسی یکبار خوانده بر سینه و روی خود دم کرده
و اگر زین هم دفع نشود این اسم را سه بار خوانده بر اعلای بدن خود دم باید کرد و بعد ازان دست
خواب این دعا را باید خواند بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى
اِحْفَظْنِيْ مِنْ تَوَمِّيْ جَنْبِيْ بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ
وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ اسم امنیت باشد یا شدید سوال ترکیب سفر کردن بهر انواع که ارشاد شود عمل
آرد جواب وقتیکه اراده سفر سازد و مستعد روانگی شود و رکعت نفل بگذارد و این دعا بخواند
بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْنَا وَعَلَى رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ
الْمَوْرِدِ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ هٰذَا وَاطْوِ لَنَا الْاَرْضَ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِيْ صَاحِبًا فِي السَّفَرِ وَخَلِيْفَةً فِي الْاَهْلِ
اَللّٰهُمَّ اَعِذْنِيْ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ
زَوِّدْنِي فِي سَفَرِيْ هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى لَهٗ ازان انگشت شهادت و وسطی
راست را گرد سر خود و گرد مال و متاع و جانوران و رفقای خود بگرداند و بگوید بِسْمِ اللّٰهِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَوْلَنَا حِصَارٌ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قُفْلٌ وَبِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ فِيْ حِرْزِ اللّٰهِ وَفِيْ كَنَفِ اللّٰهِ
وَفِيْ حِمَايَةِ اللّٰهِ الَّذِيْ هُوَ اَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَكْبَرُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَلٰهِيْ بِسْتَمِ دست و پا و زبان
گوش و هوش کسانیکه ما را بد خواهند و بد اراده کنند از دد و دان و درندگان و عیاران و ظالمان
اشرار خلایق از درندگان و گزندگان و چرندگان و پرندگان یا لطف لا حول ولا قوة
بالله العلیم و صلی الله تعالی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین و بعد از خواندن این حصار
و شکستن زنار و روانه شدن و بر سواری دست راست اول خود را بنهند و بسم الله گویند و جائیکه

اسم یا حفیظ نهصد و نود و هشت بار خواند بر جهان و مال و رفقا دم کند و سورهٔ لایلاف بنیه طهارت
و جلسه و استقبال قبله اکثر اوقات خواند باشد سوال برای رفع شر اعدای دنیوی هر چه ارشاد
شود و بعمل آرد جواب برای رفع شر اعدای دنیوی وقت بنی وقت بنی نیه طهارت و عدد و
شرایط مگر مداومت این دعا مجرب است و وقت خواندن این دعا حضرت اعداء در خیال آورد و
سنگ بر سینه آنها بزند بسیار مجرب است اللهم انا نجعلک فی نحورهم ونعوذ بک من شرورهم
و خواندن سورهٔ تبت یداه و سورهٔ فیل برای رفع اعدا نیز مجرب است سوال حسب و نسب و شرافت
و نجابت چیست جواب حقیقت حسب بزرگی خاندان شخصی ست بشرطیکه مردان با ناموس
نامهنت پشت مثلاً شخصی از اولاد ملوک یا از اولاد امرای کبار یا از اولاد شیخ عمده یا از اولاد
مشهور بوده باشد و حقیقت نسب بزرگی خاندان شخصی ست که در آبای بعیده باشد مثلاً حسینی
بودن و هاشمی بودن و علوی بودن و قریشی بودن و ابراهیمی بودن و علی هذا القیاس و تفاوت
اشخاص میباشند که در هر دو امر تفوق دارند مثلاً اولاد حضرت خوث الاعظم که هم سید اند و هم
شرف اولاد این قسم بزرگ دارند و بعضی حسب دارند نسب ندارند مثل تیموریه و راجپوتان اولاد
امام اعظم علیه الرحمة بعضی نا نسب دارند و حسب ندارند مثل قدوائیان جاهل و سادات بارهه

و شرافت و نجابت در عرف عوام اکثر در مقام بزرگی نسب مستعمل است شد

تمت

ایضاً از ارشادات مولانا شاه عبد العزیز رحمة الله علیه

بجواب سوال سائل خمر نزد ابو حنیفه رحمة الله علیه معروف است باین تعریف هولذی من عصیر العنب
اذا اشتد و غلا و قذف بالزبد پس هرگاه او را اندک طبخ نمایند یا در دیگ بازق و در نار سی یا در نار
و آن نیز بالاجماع حرام است زیرا که طبخ یسیر موجب انقلاب حقیقتش نمیشود و نه البته اسکه که
بسبب رقت قوام و سرعت نفوذ در و یست متغیر نمیگردد و در هر گاه آن قدر بپزند که ثلثان او بر
اثر اثلث بماند آن بر قاعدهٔ حنفیه مرجح حلال است زیرا که بسبب تغیر قوام از رقت
بغلظت از حد خمر برآمد و بسا اشربه مسکره ملحق گشت که قدر مسکر از آن حرام است و کم از حد مسکر
مباح است و نزد دیگر علمای اهل سنت آن هم حرام است لان ما اسکر کثیره فقلیله حرام و اگر

انسته نیز ند که نصف او بردو آنرا منصف و جمهوری نیز گویند زیرا که جمهور آنرا هم حلال میدانند و اگر آنقدر
نیز ند که دو ثلث آن بردد آنرا طلا گویند و همین ست که او اطیفه ثانی برای اهل شام که خوگر بخوردن
شراب بودند بعد اسلام ترک آن نمودند مبتلا بامراض گشتند و شکایت آن پیش خلیفه ثانی بشوره
صحابه تجویز نمودند و در شرح وقایه وغیره مثلث را بحد طلا تعریف کرده و انمودند و انرا هم مختلف فیه گفته و مراد
انان آنست که بعد ذهاب ثلثین آب اندازند و نگاهدارند تا انکه اشتداد و غلیان پیدا آید و جه الحرمة کما هو عند الجمهور
هو الاسکار و القلیل والکثیر سواء و جه الحلة هو عند ابی حنیفة رض الخروج عن حد الخمر و برفقهاء حنفیه
که در غیر خمر حقیقی قدر سکر را حرام میدانند بمخالفت احادیث مشهوره دالة براین که ما اسکر کثیره فقلیله
حرام و فی لفظ ما اسکر منه الجرة فجرعة حرام و فی لفظ اخر ما اسکر منه الفرق فملأ الکف منه حرام و غیره
بسیار تنگ میشود و بتوجیهات ضعیفه ملتجی میشوند اقول ان هذا التحریم لیس تحریما بالحقیقة بل
لاجل سد الذریعة حتی لا یتوسل بقلیله الی کثیره کالنهی عن القبلة للصائم الشاب و النهی عن
النظر لی وجه الاجنبیة لانه یدعو الی الفساد و الافعلة الحرمة هو الاسکار و ما فی نجاستها قلیلا و کثیرا
سواء هذا هو تحریر مذهب ابی حنیفة رح و الحق عندنا فی هذه المسئلة ما هو عند الجمهور و الله تعالی اعلم

سوالات عشره که شاه بخارا از عمدة المفسرین زبدة المحدثین صاحب الادب
والتمیز مولانا شاه عبد العزیز دهلوی رحمة الله علیه کرده بود و جوابات مولانا ممدوح بتفصیل ذیل داده

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین و الصلوة و السلام علی خاتم النبیین
و سید المرسلین محمد و آله اجمعین سوال اول آنکه فرقه امامیه که فی زماننا مذهب ایشان مروج است
در اسلام و ایمان آنها چه گفته آید و طریق سلام و ملاقات با ایشان کرده آید یا نه دوم آنکه اگر کسے
قذف عائشه رضی الله تعالی عنها و یا سب صحابه کبار رضوان الله تعالی علیهم نماید و کسے او را

بہ قتل رساند در قصاص آن چہ حکم است و علے ہذا القیاس خوارج و نواصب سوم آنکہ اجماع بر تفضیل شیخین نزد اہل سنت محقق است اما تفضیل الشیخین بر مرتضے علی رضی اللہ عنہ من کل الوجوہ ثابت است یا نہ چہارم آنکہ امامت تفضیلیہ جائز است یا نہ و در صلوٰۃ مقتدیان آنکہ اہل سنت باشند چہ حکم است پنجم آنکہ در سب مروان و معاویہ نزد اہل سنت چہ تحقیق رفتہ ششم آنکہ اگر حنفی المذہب در بعضے احکام بر مذہب شافعی مثل رفع یدین وغیرہ عمل نماید چہ حکم است ہفتم آنکہ در تحصیل علم منطق و انگریزی مثلاً شخصے اشتغال آن دارد بر جواز و عدم آن چہ حکم است و ایضاً در علم فارسی کہ سوائے حدیث و قرآن باشد چہ حکم است و در فتاوی سراج المنیر من تصنیف تابع محمد مفتی در این باب لفظے چند کہ مشاہدہ نمودہ بود گذارش مینماید ہکذا عبارتہ تعلم العلم یکون فرض عین و ہو قدر ما یحتاج الیہ فرض کفایۃ و ہو ما زاد علیہ لینفع غیرہ و مندوب و ہو التبحر فی الفقہ و حرام و ہو علم الفلسفۃ و الشعبدۃ و التنجیم و الرمل و علم القائفین و الستحر و دخل فی الفلسفۃ علم المنطق انتہے کلامہ و نیز بر نوکری نصاریٰ چہ حکم است ہشتم آنکہ در استماع غنا نزد ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ چہ حکم رفتہ و کسے از اہل سنت بحل آن حکم کردہ است یا نہ نہم آنکہ در مقدمہ خنثای مشکل چہ حکم است نکاحش رواست یا نہ دہم آنکہ بر تقدیر ثبوت کل دخان حرام بر حلت و حرمت حقہ چہ حکم است و این حدیث من اکل الثوم لقمۃ فکانما زنی بامہ سبعین مرۃ و من زنی بامہ مرۃ فکانما ہدم الکعبۃ سبعین مرۃ و ایضاً من اکل الثوم و مات علے ہذا حشرہ اللہ عزوجل فی القیامۃ مکتوباً بین عینیہ ہذا ئیس من رحمۃ اللہ عزوجل صحیح است یا نہ چنانچہ علاؤ الدین محمد ابراہیم التبریزی کہ اہل امامیہ است در تنبیہ الغافلین تحقیق این نمودہ و گفتہ کہ این قول رسول اللہ است صلے اللہ علیہ وسلم۔

اجابہا مولانا شاہ عبد العزیز محدث و مفسر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جواب سوال اول انکہ شبہہ نیست کہ فرقہ امامیہ منکر خلافت حضرت صدیق اکبر رض اند و در کتب فقہ مسطور است کہ ہر کہ انکار خلافت حضرت صدیق اکبر کند منکر اجماع قطعی شد و کافر گشت قال فی فتاوی عالمگیری الرافضی اذا کان یسب الشیخین و یلعنہما العیاذ باللہ فہو کافر و ان کان یفضل علیا کرم اللہ وجہہ علے ابی بکر رضی اللہ عنہ لا یکون کافرا لکنہ مبتدع و لو قذف عائشۃ رضی اللہ عنہا بالزنا فقد کفر

وایضا فیہ من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فھو کافر وعلی قول بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انہ کافر وکذلک من انکر خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ فی اصح الاقوال وبحب انکار الرافضی فی قولھم برجوع الاموات الی الدنیا وتناسخ الارواح الی ان قال وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین انتہی وہرگاہ بموجب روایات فقہ کفر آنہا ثابت شد پس در ملاقات ایشان نیز حکم ملاقات کفار جاریست یعنے ابتدا بسلام نباید کرد الا عند خوف الضرر العظیم الاحق منھم ورد جواب نیز بقدر ضرورت اکتفا باید نمود واگر در افعال تعظیمیہ دیگر غیر از سلام خود بعمل آرند در مقام مکافات بقدر مشروع عمل باید آورد وہمچنین در عیادت وتعزیت وتہنیت واجابت دعوت مکافات منظور باید داشت چنانچہ حکم سائر کفار ہمین است وکذا حکم الخوارج والنواصب جواب سوال ثانی آنکہ قاذف عائشہ رضی اللہ عنہا بلا شبہ مرتد است اورا بین حاکم برده بشہود اثبات قذف وسب برو نموده بقتل باید رسانید بحکم حدیث من بدل دینہ فاقتلوہ واین ہمہ برای آنست کہ قصاص از قاتل دفع شود والا ہر شخصے بگوش خود این کلام شنیع الشنوع ومتکلم آن کلام را بکشد عند اللہ ماخوذ نمیشود واما عند القاضی اگر شہود معتبر نداشته مستوجب قصاص خواہد گشت وہمین است حکم خوارج ونواصب اگر قذف وسب نمایند جواب سوال ثالث آنکہ تفضیل شیخین بر حضرت مرتضے علی رضی اللہ عنہم اجمعین من کل الوجوہ نیست بلکہ علمای محققین نوشتہ اند کہ تفضیل احد الشیخین علی الآخر من جمیع الوجوہ محال چہ تفضیل حضرت مرتضے علی در جہاد سیفی وسنانی وفن قضا وکثرت روایت حدیث وہاشمیہ وخلیفیت لاسیما زوجیت بر حضرت صدیق اکبر قطعی است ہمچنین تفضیل آنجناب در قدم اسلام واول من صلے بودن بر حضرت فاروق نیز قطعی است بلکہ مراد از تفضیل شیخین بر جناب مرتضے نیست مگر در تسبیہ بہ بنی من حیث سیاست الامۃ وحفظ الدین وسد باب الفتنۃ وترویج احکام الشریعۃ واشاعۃ الاسلام فی البلدان وازامۃ الحدود والتعزیرات وہمچنین ست تقاضای عہد خلافت کبری ولہذا تقدیم شیخین در ین امر مجمع علیہ صحابہ بود بلکہ در صواعق محرقہ ودیگر کتب حدیث معتبرہ مذکور است کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم فرمودند سالت اللہ ان یقدمک یا علی وبابی اللہ الا تقدیم ابی بکر جواب سوال رابع آنکہ تفضیلیہ دو قسم اند

اول کسانیکہ حضرت مرتضے علی را بر شیخین تفضیل میدہند در محبت شیخین و تعظیم ایشان و مناقب و مدائح
ایشان و اتباع روش و طریقہ و تمسک باقوال و افعال ایشان سرگرم و در اسبق قدم اند مانند آنکہ اہل سنت با وجود
تفضیل شیخین بر جناب مرتضے علی رضی اللہ عنہ بوجہے کہ مذکور شد بجناب مرتضوی کمال رسوخ و
محبت و اتباع و طریقہ تمسک بقول و فعل آنجناب سرگرم و این قسم تفضیلیہ داخل سنیان اند لیکن
درین مسئلہ خطا کردہ اند و خلاف ایشان را با جمہور اہل سنت از قبیل خلاف اشعریہ با ماتریدیہ
باید فہمید امامت این قسم تفضیلیہ جائز است و بندی از علمای اہل سنت و صوفیہ اینہا برین
روش بودہ اند مثل عبد الرزاق محدث و سلمان فارسی و حسان بن ثابت و بعضے صحابہ دیگر و
قسم دیگر از تفضیلیہ کسانے باشند کہ گویند ما را محبت مرتضے علی رضی اللہ عنہ و اولاد و اتباع و
طریقہ اینہا و تمسک باقوال و افعال اینہا کافی است و شیخین و صحابہ دیگر را بد نگوئیم لیکن با آنہا
سر و کارے ہم نداریم نہ محبت نہ عداوت نہ اتباع و نہ ترک اتباع و نہ تمسک باقوال و افعال
اینہا و نہ اعراض و این قسم تفضیلیہ بلاشبہ مبتدع اند و حکم امامت ایشان حکم امامت مبتدع است و ہیچکس
از معتبران اہل سنت این قسم تفضیلیہ نبودہ است **جواب سوال خامس** آنکہ مروان علیہ اللعنۃ را بد گفتن
و بدل از دہ بیزار بودن خصوصا در سلسلے کہ با حضرت امام حسین و اہلبیت مینمود و عداوت مستقرہ
ازان بزرگواران در دل داشت از لوازم سنت و محبت اہل بیت است کہ از جملہ فرایض ایمان است
و اما معاویہ بن ابی سفیان پس صحابی است و در حق او بعضے احادیث نیز وارد است و علمای
اہل سنت در حال او مختلف اند علمائے ماوراء النہر و مفسرین و فقہای این ہمہ حرکات و جنگ و
جدل او را با جناب مرتضے علی رض حمل بر خطای اجتہادی دارند و محققین اہل حدیث بعد تتبع روایات
صحیح دریافتہ اند کہ این حرکات خالی از شائبہ نفسانی نبود و خالی از تہمت تعصب امویہ و قریشیہ
کہ بجناب ذی النورین داشت نبودہ است پس نہایت کارش اینست کہ مرتکب کبیرہ و باغی
باشد و الفاسق لیس باہل اللعن اگر مراد از سب ہمین قدر است این فعل او را بد گفتن و بد
دانستن بلاشبہ بر محققین این معنی واضح است و اگر مراد از سب لعن و شتم است پس معاذ اللہ
کہ کسے از اہل سنت پیرامون آن گردد چہ نزد اینہا بر اے فاسق و مرتکب کبیرہ استغفار مامور بہ است
فیکون اللعن حراما خاصۃ کہ او مرد صحابی ست شفاعت رسول اللہ یوم و عفو صاحب حق متوقع

جناب مرتضی علی رضی اللہ عنہ در حق او زیادہ بر فساق دیگر متوقع و مرجوست بالقطع معلوم است
کہ بعضے صحابہ در زمان آن حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم مرتکب کبیرہ
شدند مثل ماعز اسلمی کہ زنا کردہ بود و مثل حسان بن ثابت کہ در قذف عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا شریک گشتہ آنحضرت اینہا را حکم تکفیر نفرمودہ اند و ہنوز قذف عائشہ رضی اللہ عنہا محرم
التحریم در قرآن نشدہ بود بر خلاف این وقت کہ حالا قاذف عائشہ بلاشبہ کافر است لانکارہ
نص القرآن **جواب سوال سادس** آنکہ اگر حنفی المذہب بر مذہب شافعی عمل نماید در بعضے احکام
بیکے از سہ وجہ جایز است اول آنکہ دلائل کتاب وسنت در نظر او در آن مسئلہ مذہب شافعی را
ترجیح دہد دوم آنکہ بضیقے مبتلا شود کہ گذارہ بدون مذہب شافعی نماند مثل احکام میاہ در ہند
یا احکام مفقود سوم آنکہ شخصے باشد صاحب تقوے و ورع عمل باحتیاط منظور افتد و احتیاط در مذہب
شافعی یابد مثل صدقہ و اداے زائد از قدر دو آثار یا گوشت طاوس نخوردن و علے ہذا القیاس
لیکن درین سہ وجہ شرط دیگر ہم ہست و آن آنست کہ تلفیق واقع نشود یعنے بسبب ترکیب مذہب
صورتے متحقق شود کہ بہر دو مذہب روا نباشد مانند آنکہ قصدا ناقض وضو بداند بار بہ نماز
وضو نماز عقب امام بے قرارت فاتحہ بگذارد کہ در ہیچ مذہب روا نشد وضو بر مذہب حنفی
باطل گشت و نماز بر مذہب شافعی و اگر سوائے این وجوہ ثلثہ ترک اقتدائے حنفی نمودہ
اقتدا شافعی کردیا بالعکس کردہ قریب بحرام ست زیرا کہ لعب ہست در دین **جواب**
سوال سابع آنکہ در تحصیل علم منطق ہیچ باک نیست زیرا کہ علم منطق از علم مقصود بالذات نیست
بلکہ از علوم آلیہ ست مانند نحو صرف و آلہ ہر چیز را در حلت و حرمت حکم آن چیز است کہ ذی الآلہ
است مثل توپ و توپخانہ و اسپ و سلاح خانہ کہ آلہ حرب است پس اگر حرب عبادت ست مثل
جہاد کفار و دفع سراق و قطاع الطریق استعمال آلات و اتخاذ ادوات آن حرب نیز از قبیل
عبادت خواہد شد و اگر آن حرب حرام و معصیت است مثل بغی و قطع الطریق پس استعمال
آلہ آن حرب نیز حرام و معصیت خواہد بود و ہکذا فی کل آلۃ مع ذی الآلۃ نہایت کار آنکہ اگر کسے علم منطق
تحصیل کردہ در تائید مذاہب باطلہ و تشکیکات عقائد حقیہ استعمال کند البتہ درین کار
گنہگار باشد نہ در نفس تحصیل علم آمدیم بر آنکہ در کلام قدما ہیچ در این علم و منع از استعمال آن

بکثرت وارد شده آنرا بر چه چیز حمل باید کرد جوابش آنکه بحکم منع از تحصیل این علم محمول بر دو چیز است
یا آنکه مراد ایشان منع از انهماک در اشتغال این علم که مقصود بالذات گردد واز حدود و مسایل خارج نشود
و تمام عمر دران مصروف گردد واز تحصیل مقصود بالذات باز دارد و اشتغال بجمیع علوم آلیه مثل نحو
و صرف و معانی و بیان باین وجه ممنوع و حرام است یا آنکه دران زمان بیشتر استعمال این علوم
در تائیدات مذهب اعتزال و فلسفه رائج بود و در امثله حدود و رسوم و قضایا و اقیسه و اشکال مسایل
قدم عالم و اثبات هیولی و صورت و غیر ذلک مستعمل میشد و هر که باین علم مشتغل میگشت دین او باین
مزخرفات مملو و مشحون میگردید و رفته رفته رسوخ در دین او پیدا میگردید باین جهت حرام و معصیت
گردید حالا این امور از منطق بالکل برطرف شده و آنرا اهل حق جزوی از اجزای علم کلام که ذیل علوم
دینیه است گردانیده اند حرمت و معصیت بودنش نیز برطرف شده اذا الحکم مرتفع بارتفاع العلة
و آنچه در فتاوای سراج المنیر مرقوم است و دخل فی الفلسفة المنطق مراد از همان منطق است
که جزو فلسفه بود و امثله آن در مسائل فلسفه مستخرج شده بود نه این منطق مجرد که جزو علم کلام است
و الله اعلم بالصواب، و تعلم انگریزی یعنی آئین خط و کتابت و لغت و اصطلاح اینها را اذا لم تکن
باسکے مذاهب اگر به نیت مباح باشد زیرا که در حدیث وارد است که زید بن ثابت بحکم آنحضرت صلی الله
علیه و علی آله و اصحابه وسلم روش خط و کتابت یهود و نصاری و لغت آنها را آموخته بود برای
این غرض که اگر برای آنحضرت عم خطے باین لغت و رسم خط برسد جواب آن تواند نوشت و اگر
بمجرد خوش امد آنها و اختلاط با آنها تعلم این لغت نماید و باین وسیله پیش آنها تقرب جوید پس
البته حرمت و کراهت دارد و قد مر انفا ان للاله حکم ذی الآلة و نوکری نصاری بلکه بجمیع کفره
چند قسم است بعضی مباح و بعضی مستحب و بعضی حرام و بعضی کبیره قریب سر حد کفر بتفصیلش آنکه اگر کافر
این کس را برای اقامت رسوم صالحه و سر انجام امر محمود مثل دفع دزدان و قطاع الطریق و اقتا موافق
شرع شریف در عدالت و بنای قناطر و ترتیب و ترمیم عمارات نافع مثل مهمانسرای و غیر ذلک استیجار
کند بلا شبهه جایز است بلکه مستحب است بدلیل قصه حضرت یوسف علی نبینا و علیه الصلوة والسلام که از بادشاه
مصر که دران وقت کافر بود داروغگی خزاین مصر درخواست تا اقامت عدل در تقسیم نماید و بدلیل
قصه والده حضرت موسے علی نبینا و علیه الصلوة والسلام نوکری فرعون را برای شیر دادن حضرت

موسے علے نبینا وعلیہ السلام قبول کرد واگر برای امور دیگر نوکر بود و اختلاط با کفرہ لازم آید و مشابہت رسوم واوضاع منکرہ آنہا دران خدمت اتفاق افتد واعانت بر ظلم شود مثل منشی گری و خدمتگاری و سپاہ گری یا تعظیم مشرط برائے آنہا و تذلیل خود در نشستن و ایستادن ضرور افتد حرام میگردد و اگر برائے قتل مسلمانے و برہم کردن ریاست باترویج کفر و تجسس مطاعن دین و نحو ذلک نوکری بگیرند کبیرہ عظیمے ست بسر حد کفر **جواب سوال نامن** آنکہ استماع غنا مجرد از مزامیر و ملاہی در مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایات مختلفہ است اصح آنست کہ جائز است و دف ہم جائز است و احادیث کثیرہ مؤید این روایات اند قال شیخ الاسلام ابن الہمام قید حرمۃ التغنی بما اذا کان فی اللفظ بالاجل کصفۃ المذکر والمراۃ المغیبۃ الحسنۃ ووصف الخمر المہیج الیہا والمزینات والخانات وہجاء مسلم او ذمی الا اذا اراد انشاء الشعر للاشہاد او لیعلم فصاحتہ وبلاغتہ نعم اذا قیل ذلک علے الملاہی منع وان کان معاضدا وحکما لکذلک التغنی وقت الولیمۃ والعقیقۃ وعند الولادۃ وعند مجی الغائب انتہے وقال فی الزیلعی اختلفوا فی التغنی المجرد قال بعضہم انہ حرام مطلقا ومنہم من یقول لا باس بالتغنی لیفید لہم القوافی والفصاحۃ ومنہم من قال مع بحور التغنی لدفع وحشۃ اذا کان وحدہ ولا یکون علے سبیل اللہو وقال السرخسی فی البدایع والسماع فی اوقات السرور تاکیدا للسرور مباح ان کان ذلک السرور مباحا کالغناء فی ایام العید وفی العرس وفی وقت مجی الغائب ووقت الولیمۃ والعقیقۃ وعند الولادۃ وعند الختانۃ وعند حفظ القرآن **جواب سوال تاسع** آنکہ خنثای مشکل را ہر دو شہوت دیکمر تبہ نمے آید بلکہ غالب و مغلوب مے باشد اگر شہوت فرج غالب است نکاح او با مرد باید کرد و اگر شہوت او در ذکر غالب باشد نکاح باں باید ساخت و در اجرای شہوت دیگر او را صبر لازم است **جواب سوال حادی عشر** آنکہ کل دخان حرام حدیثش نیست و در حلت و حرمت حقہ اختلاف است اصح آنست کہ مکروہ تحریمی است از جہت بوی بد کہ از دہان حقہ کش مے آید مثل پیاز خام و سیر خام و از جہت تشبہ باہل نار کہ دود آرند ایشان خواہند خورد من اکل البصل وما ثلہ الخ اصلا در کتب حدیث نیست بلکہ از الفاظ رکیکہ ابن بزیزہ کلام صریح معلوم میشود کہ مجعول و موضوع است و نوشتن علاؤ الدین تبریزی اعتباری ندارد کہ در این باب اعتبار بر قول محدث معتبر کہ حدیث را بیان نماید باید کرد و الا در عداد احادیث غیر معتبرہ

را برای تخویف و ترهیب ذکر میکنند و از حال آن احادیث مطلع نباشند تفصیل مسئله آنست
که در کشیدن تمباکو وجه حرمت متحقق نیست زیرا که علت حرمت در نباتات منحصر بر دو چیز است سمیت
و مسکریت و این حشیش خالی ازین هر دو چیز است لیکن در استعمال آن باین کیفیت که دخان او را
درون بکشند سه وجه از کراهت بهم میرسد یکی بوی بد که از دهان حقه کش می آید دوم تشبه باهل نار
و این هم علت کراهیت است چنانچه در تختصر یعنی دست بر تهیگاه نهاده ایستادن و در تحریم سجده
نهی در شروع داده شده سوم آنکه استعمال این وضع مسلم را ملابس نار میگرداند و ملابست بنار مکروه
است لانها صورة عذاب الله تعالی و لهذا از کی یعنی داغ نهادن نهی و کراهیت آمده و هر چند
این ثلاثه مستلزم نهی تنزیهی ست اما بسبب اجتماع منجر بکراهیت تحریمی شد و بعضے از اهل معقول
گفته اند که لفظ کل دخان حرام هر چند حدیث نباشد از کلام درست است زیرا که دخان نزد اهل عقل
مرکب از دو چیز است ارضیت و ناریت و هر دو حرام اند فالمرکب منهما یکون حراما جواب ازین
سخن آنکه حرمت ارضیت و ناریت بعلت سمیت است و چون علت مرتفع شود حلال گردد مثال
استعمال تودهٔ با برگ پان و طین ارمنی و طین مختوم در ادویه پس اگر استعمال این دخان
بطریق اصلاح بدن باشد مثل تحلیل ریاح و رفع قبض علت حرمت نخواهد داشت و در بعضے
کتب در حرمت آن از آیهٔ یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب الیم
استدلال کرده گفته اند ازین آیت معلوم شد که دخان آلهٔ عذاب است و آلهٔ عذاب را استعمال
کردن درست نیست و جواب ازین شبه اما صغری و کبری هر دو ممنوع اند زیرا که دخان چنانکه
آلهٔ عذاب است آلهٔ تنعم هم است چنانچه در استعمال عود که در حدیث صحیح وارد است که
مجامرکم الالوة یعنی عود رطب را برای بهشتیان در بهشت در مجامر خواهند آورد و نیز استعمال
آلهٔ عذاب مطلقاً ممنوع نیست زیرا که عذاب قوم نوح علی نبینا و علیه الصلوة والسلام آب طوفان بود

تمت

تتمہ دلائل شیعہ و بیان حدیث ثقلین

(منقول از تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باید دانست کہ اقسام دلیل نزد شیعہ چہار است کتاب و خبر و اجماع و عقل کتاب کہ قرآن مجید است بزعم ایشان قابل استدلال نیست زیرا کہ اعتماد بر قرائت او حاصل نمیشود الا وقتیکہ ماخوذ باشد بواسطہ امام معصوم و قرآنی کہ از ائمہ است در دست ایشان موجود نیست و این قرآن را ائمہ بزعم ایشان معتبر نداشتہ اند و قابل استدلال و تمسک نشمردہ چنانچہ از کلینی وغیرہ کتب معتبرہ ایشان منقول خواہد شد و این مطلب بچند وجہ ثابت است اول آنکہ جماعہ کثیر از ائمہ ایشان خود دعوی کردہ اند کہ قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع آن و اسقاط آیات بلکہ سور نیز بوقوع آمدہ و ترتیب ہم متغیر شدہ و حالا آنچہ موجود است مصحف عثمان است کہ ہفت نسخہ از آن نوشتہ باکناف عالم شہرت داد و کسے را کہ قرآن منزل بر اصل ترتیب و وضع بخواند ضرب و شلاق نمود تا کل طوعاً و کرہاً ہمہ آفاق بر این مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل تمسک و استدلال نباشد و نظم و الفاظ او و عام و خاص او محل اعتماد نباشد چہ جائز است کہ این احکام کہ در این قرآن موجود اند ہمہ آنہا یا اکثر آنہا منسوخ باشند بآیاتے و سورتے کہ اسقاط کردہ اند یا مخصوص باشند بآیات و سور مسقطہ وجہ دوم آنکہ ناقلان این قرآن بلاشبہ مثل ناقلان توریت و انجیل اند کہ بعضے از ایشان اہل نفاق بودند مثل عظمای صحابہ و کبرای ایشان و بعضے از ایشان مہاجرین و در ابتدا طلب دین فروش مثل عوام صحابہ کہ بطمع مال و مناصب اتباع رئیسان خود کردہ اند و از دین مرتد شدند اگر چہار کس یا شش کس باقی ہمہ سنت پیغمبر را جواب دادند و با خاندان او دشمنی و عداوت پیش گرفتند و کتاب او را تحریف و خطاب او را تعبیہ کردند مثلاً بجای مِنَ الْمَرَافِقِ اِلَی الْمَرَافِقِ و بجای ایتہ بی انکی من ایستکم امتہ ہی ابی من امتہ نوشتند و علی ہذا القیاس چنانچہ در دعای صنمی قریش کہ او را قنوت امیر المومنین و متواتر انکار نمودہ اند مذکور است و بعض آن دعا در باب ثانی گذشت پس

چنانکه بر تورات و انجیل اعتماد نتوان کرد و عقیده و عمل را ازان نتوان گرفت همچنین این قرآن
موجود تمسک نباید کرد و همچنانکه احکام آنها منسوخ شده اند به قرآن مجید هم چنین ازین قرآن هم چیزها
بسیار نسخ شده و ناسخ را غیر از ائمه کسے نمیداند سوم آنکه ثبوت نزول قرآن و اعجاز او بلکه ثبوت
نبوت پیغمبر نیز موقوف است بر ثبوت صدق ناقلین و چون ناقلین ثبوت نبوت پیغمبر این جماعه باشند
که بسبب غرض فاسد خود بقصے را که حضور یک لک و بست و چهار هزار کس پیغمبر فرموده بود اخفا و کتمان
نمودند و هیچکس عند الحاجت اظهار نساخت تا آنکه حق خاندان نبوت تلف شد و اصل عظیم دین که هم
جنب نبوت ست یعنی امامت برهم گشت بر نقل اینها چه اعتماد و شاید بنا بر غرض فاسد ملی این همه
قوطیها بربسته باشند که فلانے نبی بود معجزه ها آورد و قران برو نازل شد و همه بلغا از معارضه او
عاجز شدند و در واقع هیچ نباشد و اما خبر پس حال آن درین باب بتفصیل گذشت و تازه این ست
خبر را مے باید که ناقلے باشد پس ناقل خبر شیعه اند یا غیر شیعه و غیر شیعه را خود اصلا اعتبار نیست
زیرا که مصدر اول ایشان که مقاطع الاسانید اند مرتدین و منافقین و محرفین کتاب الله و معاندین
خاندان رسول بوده اند و شیعه باهم در اصل امامت و تعیین ائمه و اعداد ایشان اختلاف فاحش
دارند و اثبات یک قول از اقوال ایشان نمیشود الا به خبر زیرا که کتاب ازین مذکورات به نهجے که
الزام مخالف نماید ساکت است پس اگر ثبوت خبر و حجت آن موقوف بر ثبوت آن قول بود دور
صریح لازم آید و نیز حجت بودن خبر بسبب آنست که قول معصوم است یا بواسطه معصوم از معصوم
دیگر رسیده و عصمت شخص معین ثابت نمیتواند شد الا بخبر زیرا که کتاب ساکت است و عقل عاجز
و معجزه بر تقدیر صدور نیز موقوف بر خبر زیرا که مشاهده تحدی به معجزه هر کس را اتفاق نمے افتد
و اجماع نیز بسبب دخول معصوم در آن حجت است و باز در نقل اجماع لغائبین خبر درکار است
و عصمت شخص معین را به خبر مساویه خبر معصومی دیگر که بواسطه او رسیده ثابت کردن دور صریح است
نیز حجیت خبر موقوف بر نبوت نبی و امامت امام است و چون اصل ثابت نشد فرع چگونه ثابت شود
بالجمله نزد شیعه تواتر خود از حیز اعتبار افتاد زیرا که کتمان واقع از عدد متواتر بظهور آمد و اظهار خبر واقع
بر حکم رد است و اخبار احاد خود بالاجماع درین مطالب معتبر نیست پس استدلال به خبر ممکن
نیست و اما اجماع پس بطلان آن اظهر است زیرا که اجماع بعد ثبوت نبوت و شرع است

چون نبوت و شرع ثابت نمیتواند شد اجماع چگونه ثابت شود و نیز حجیت اجماع نزد ایشان
بالاصالة نیست بلکه بنابر آنست که قول معصوم نیز در ضمن آن میباشد و هنوز در بودن معصوم
و تعیین آن که کدام است و نقل قول او بحث و تفتیشے میرود و نیز اجماع صدر اول و ثانی یعنے
قبل از حدوث اختلاف در است خود معتبر نیست زیرا که اجماع کردند بر خلافت ابوبکر و عمر و حرمت
متعه و بر تحریف کتاب و منع میراث پیغمبر و وضع امام برحق از حق خود و غصب تعلقات خاندان رسول
و بعد از حدوث اختلاف در است و تفرق ایشان بفرق مختلفه اجماع چه قسم متصور شود خصوصاً
در مسائل خلافیه که احتیاج باستدلال و اثبات به حجیت منحصر در انهاست دخول معصوم در اجماع
و موافقت قول با قول سایر است ثابت نمیشود مگر باخبار و حال انکه در تعارض و تساقط و ضعف و وهن
قسمے که هست روشن است و نیز نقل اجماع در هر مسئله خلافیه بالخصوص امری ست که شدنی نیست
و علماء شیعه را بلکه اثنا عشریه را بالخصوص درین نقل باهم تکاذب و تجاحد واقع است بعضے از انها نقل
اجماع فرقه خود میکنند و دیگران تکذیب میکنند و انکار مینمایند و چون اجماع یک فرقه از امامیه کیک فرقه
از شیعه اند با فرقه دیگر که یک فرقه از امت اند به نقل خود ایشان ثابت نشود اجماع جمیع امت ثابت کردن
چه قسم متصور باشد و این را بچند مثال روشن کنیم صاحب سبیل السلام لمعالم الاسلام که از
عمده علماء اثنا عشریه است در شرح حدیث عقل تبقریے میگوید که کلام الشیخ ابی الفتح الکراجکی
فی کنز الفوائد یدل علی اجماع الامامیة علی البداء و انه من خصائصهم فانکرته سائر الفرق
و کلام العلامة الحلی فی النهایة و التهذیب و کشف الحق یدل علی الاصرار فی الانکار و نیز شیخ
شهید ثانی که از اجله علمای ایشان است فصل مستقل دارد در انکه شیخ ایشان در جا مدعی اجماع
فرقه شده است حالانکه خود او در جاهای دیگر مخالف آن گفته نقلے از ان فصل سے آرد قال الفصل
فیما یشتمل علی مسائل ادعی الشیخ فیها مع انه نفسه خالفت فی حکم ما ادعی الاجماع
فیه او روینا ها للتنبیه علی ان لا یغتر الفقیه بدعوی الاجماع فقد وقع فیه الخطاء و المجازفة کثیرا
من کل واحد من الفقهاء سیما من الشیخ المرتضی فیما ادعی فیه الاجماع من کتاب النکاح
و دعواه فی خلاف الاجماع علی ان الکتابیة اذا اسلمت و انقضت عدتها قبل ان یسلم الزوج
ینفسخ النکاح و قال فی النهایة و فی کتاب الاخبار لا ینفسخ النکاح بینهما انتهی گفت فصل است

در انچه مشتمل باشد بر مسائل دعوی کرده است الوجعفر الفاق را در انها باوجود انکه دعوی بدات خود مخالفت
کرده است در حکم انچه دعوی اجماع کرد دران وارد کردیم انرا برای خبردار کردن بر انکه عالم فریب نخورد بسبب
دعوی الفاق پس تحقیق واقع شده دران خطاء و مجاز بسیار از هریک از علما خصوصا از شیخ مرتضی پس انچه دعوی
کرده است دران اجماع را از کتاب نکاح دعوی او است در خلاف باجماع بر انکه زن کتابیه وقتیکه اسلام
آرد و بگذرد عدت او پیش ازین که مسلمان شود شوهر فسخ میشود نکاح و گفته است در نهایه و در
کتاب اخبار است فسخ میشود نکاح درمیان آن هر دو و همین قسم هر باب از ابواب فقه تکذیب
شیخ و سید مینماید و این رساله بس دراز است قریب صد مسئله بلکه زاید دران مندرج است و اما
عقل پس تمسک بان در شرعیات یا در غیر شرعیات اما در شرعیات پس نزد این فرقه اصلا قابل
تمسک نیست زیرا که از اصل منکر قیاس اند و او را حجت نمیدانند و اما در غیر شرعیات پس موقوف
است بر تجریدان از شوائب وهم و الف و عادت و احتراز از خطا در ترتیب و صورت اشکال و این
معنی بدون ارشاد امام حاصل نمیتواند شد زیرا که هر فرقه از طوائف آدمیان بعقل خود چیزها را ثابت
کنند و چیزها را منکر شوند و باهم در اصول و فروع تخالف نمایند و به عقل ترجیح نمیتوان داد و الا همان
تخالف و تزاحم در ترجیح هم متحقق خواهد شد پس لابد و را به عقل حاکمی و مرجحی باید که احد الجانبین
را صواب و دیگر را خطا قرار دهد و این قسم حاکم و مرجح غیر از نبی و امام نمیتواند شد و چون ثبوت امامت
که موقوف علیه عقل است در حیز توقف است تمسک بعقل نیز محل اعتماد نباشد و مع هذا کلام در دلائل
شرعیه است و امور شرع را بالعقل صرف ثابت نمیتوان کرد زیرا که عقل از معرفت آنها بالتفصیل عاجز
است بالاجماع آری عقلی که مستمد و مدد گیرنده از شریعت باشد و اصل آن حکم را از شارع گرفته
باشد میتواند قیاس چیزدیگر بیان کرد لیکن چون قیاس نزد این فرقه باطل است پس عقل را
مطلقا در امور شرعیه دخل نماند خاصه در قواعد و کلیات شرع هنوز تردد و اضطراب است
عقل را در چه چیز بکار خواهند برد ثَبَتَ الْعَرْشُ اَوَّلًا ثُمَّ النَّقْشُ ثابت ساز عرش را اول بعد ازان
و نگار را قائل دلیله باید دانست که قیام جمیع براهین عقلیه باعتقاد بدیهیات است پس اگر
جمعی انکار بدیهیات پیش گیرند مثل سوفسطائیه که اَلْوَاحِدُ نِصْفُ الْاِثْنَیْنِ وَالنَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ
لَا یَجْتَمِعَانِ وَلَا یَرْتَفِعَانِ وَالْجِسْمُ الْوَاحِدُ لَا یَکُوْنُ فِیْ آنٍ وَاحِدٍ فِیْ مَکَانَیْنِ وَالْغَائِبُ

عن الحواس لیس له حکم الحاضر وما یشمی یا شم الشیء لا یکون عین ذلک الشیء وامثال این
قضایا را انکار کنند اثبات هیچ مطلبے نزد ایشان بر ادلهٔ عقلیه نتوان نمود همچنین قیام جمیع
دلائل شرعیه ومقدمات دینیه بر اثبات ملت حنیفیه است که از زمان حضرت ابراهیم خلیل تا این
وقت در جمیع ادیان مسلم است واصول آن متفق علیه جمیع ملل مثل ان المعبود واحد وانه یرسل
الرسل ویظهر المعجزة وان الملائکة مرسلو الله الی الخلق معصومون عن الکذب والخیانة
فی التبلیغ وان لله احکاما تکلیفیة علی عباده یجازی بها وعلیها یوم البعث والنشور بالجنة
والنار + وهر آئینه معبود یک است وتحقیق ارسال رسل مے فرستد پیغمبران را وظاهر میکند معجزه را وهر آئینه
فرشتگان فرستادگان خدا اند بسوی خلق محفوظ اند از دروغ وخیانت در رسانیدن وبدرستی که
خدا را است حکم ها در تکلیف دادن بر بندگان او جزا میدهد بآن وبر آن روز برانگیختن وبر اکنده
شدن به بهشت ودوزخ واثبات اصول وقواعد ملت حنیفیه بر طور شیعه ممکن نیست پس اثبات
هیچ مطلبے از مطالب دینیه بدلائل نزد ایشان ممکن نیست پس این فرقه سوفسطائیه دین اند
تفصیل این اجمال وایضاح این ابهام آنکه ایشان نبوت حضرت خاتم الانبیا را که ماخذ این
اصول وقواعد ست نسبت باین است از امیر المومنین وائمه اطهار روایت کنند ومعلوم بالقطع است
که ایشان بلا واسطه از امیر المومنین وائمه اطهار روایت ندارند مگر بوسایط ووسائط ایشان را حال
معلوم ست که خود ایشان آنها را تکذیب مینمایند ومتهم میدارند وفی الواقع هم وسایط ایشان
چنانچه نبوت خاتم الانبیا روایت کرده اند همچنان جسمیت وصورت حق تعالی نیز روایت کرده اند
ودروغ صریح بر بسته ونیز وسائط در روایت شرایط امامت وتعیین ائمه تخالف وتعارض دارند
بحدیکه تطبیق اصلا ممکن نیست پس کذب بعضے از ایشان لا علی التعیین متیقن شد وتواتر کاذبان
ودروغگویان را که بجهت غرض فاسدی تشهیر افترائی نموده باشند چنانچه در مقدمه خلافت
در قرن اول تعمل آورده اند اعتباری نیست وسوای چهار صحابی یا شش صحابی نزد ایشان قابل
اعتماد نیست وتواتر این روایات از ان چهار کس یا شش کس بالقطع معلوم الانتفا است واگر
بالفرض از انها تواتر هم شده باشد خبر چهار یا شش کس در ین قسم امور که عقل اکثر عوام استبعاد
بلکه در بعضے جا ها حکم باستحاله هم میکنند چه قسم افاده یقین نماید وصحابه دیگر همه نزد ایشان مرتد وخارج

ازدین وصاحب الاغراض الفاسده ودروغگویان وکذابان بوده اند ومعهذا شیعه ازانها روایت
ندارند روی سلیم بن قیس الهلالی فی کتاب وفات النبی صلے الله علیه وسلم عن ابن عباس
عن امیر المومنین وغیر واحد عن الصادق ان الصحابة ارتدوا بعد النبی صلے الله علیه وسلم الا
اربعة انفس وفی روایة عن صادق الا ستة پس آنچه این گروه مرتدین بزعم ایشان از ادعای
رسالت واظهار معجزه علے وفق الدعوی ونزول قرآن وعجز بلغا از معارضه آن واحوال جنت ونار
وتکلیفات شرعیه ونزول وحی وملائکه بلکه نبوت انبیاء ماضین ودعوت ایشان بتوحید فی العباده
ونهی از اشراک ذران روایت کنند مردود باشد زیرا که خبر جمعے ست که اجماع کردند بر خلاف وے
پیغمبر که به حضور یک لک وبست وچهار هزار کس بتاکیدات تمام فرموده بود علے الخصوص که رواة
این جماعه هم نزد خود شیعه متواتر نشده نزد فرق دیگر که همرنگ آن جماعه اند متواتر شده واگر بمجرد
شهرت وشیوع دران قرن ومابعد آن قرن اکتفا کرده شود پس کمال نے احتیاطی در دین
لازم آید زیرا که آن قرن ومابعده من القرون همه بر مخالفت اوامر ونواهی پیغمبر بسته اند وقرآن
را تحریف کرده واحکام بسیار خلاف ما انزل الله دران قرون بحدی شایع ومشهور گشته که از اصل
شریعت هم مشهور تر گردیده مثل غسل الرجلین در وضو که حادثه ایست بغایت کثیر الوقوع وهر پنجوقته
اشخاص لاتعد ولا تحصے دیده اند وهمه بر غلط روایت نموده همچنین مسح علے الخفین واین قسم بدعات را که
رئیسان آن قرون از طرف خود احداث کرده رواج داده اند برابر احکام اصلیه شریعت دانسته
مثل سنت تراویح وحرمت متعه وغیر ذلک پس این جماعه بیدین وبیباک چه بعید است که اتفاق
نموده باشد بر امر نبوت ونزول وحی وملائکه وذکر بهشت ودوزخ برائے تخویف مردمان وغیب
ایشان وتواتر وقتے مفید یقین میشود که اهل تواتر را غرضے فاسد درمیان نباشد وانجا اغراض
بعید وشمار موجود اند واحتمال است که چند کس ازینها انتشار روایت این دعوی وصدور معجزه
برائے غرضے شده باشند وسائر ایشان بجهت طمع موافقت ومداهنت کرده از ایشان قبول
نموده تشهیر کرده باشند ونیز احتمال است که از کاهنان ومنجمان پیشین شنیده بودند که شخصے
در قریش پیدا شود وبدست او ملک روی زمین وخزاین بیشمار افتد از اولاد عبد مناف نامش
فلان ونام پدرش فلان پس هر مفلسی را بخیال فاقه کشی مناسبت او در سر افتاده باشد

بر حساب سبق را لقب زبان ایران زمین کہ سفید پوست و نازک بدن میباشند و نیاطر انکہ
کردہ باشد و بر دنیا پوست را سیر بسیاہین کسری و گماشت فردین و شیراز و سکونت و تصور
نمیرد و من کہ تابع شدہ باشد و از یہود و نیز چیزے بموجب اخبار و کتب قدیمہ خود این ما جرا را
نفس از کوریت موافق مدعای او برآوردہ و تفسیر و اخبار احبار را بعبارت بلیغہ برای او درست
کردہ دادہ باشند و معہذا ہنوز ثبوت نزول توریت و وقوع تفسیر انبیا ہم در تردد است و
دار و گیر است با موافقت آنہا و نا موافقت چہ میکشاید و چہ میرود و بالجملہ اول جاہلان عرب بیان
اغراض اتباع نمودہ باشند باز مردم را غلط بر غلط افتاد و بنا بر مطامع و مستلذات دنیوی انسانی
پے در پے اتباع آن جم غفیر لازم شمردند و رفتہ رفتہ صورت دینی و مذہبی قرار گرفت چنانچہ دیدہ
امور شرعیہ بزعم شیعہ ہمین قسم رویداد واقع است مثلاً آنچہ در تواتر غسل دخلین شیعہ میگویند
ہمین تشقیقات و احتمالات ست کہ مذکور شد بلکہ در ینجا زیادہ تر و قوی تر زیرا کہ غسل دخلین
نسبت بمسح رجلین مشقتے و کلفتے دارد و در قبول مشقت در ینج و تشہیر آن بحسب ظاہر فائدہ دنیوی
دریافتہ نمیشود بخلاف امر نبوت کہ مقدمہ ریاست عامہ است کہ خیلے دلچسپ و خاطر نشین ست
و محل طمع و حرص برای این امور ہزاران بلکہ لکوک جان خود را بر باد میدہند اگر اجتماع
بر یک کلمہ و یک روایت نمایند چہ عجب باشد و ممد در وضع ایشان این ہم شدہ باشد کہ ہرگاہ
کسے با ایشان منازعت نمودہ بمحاربہ بر خاست نکبت کشید و تباہ و خراب شد عوام را خصوصاً
کسانیکہ در زمان متاخر پیدا شدند اعتقاد حقیت روایت اوائل خود قوی تر شد چنانچہ شیعہ
در امر خلافت خلفای ثلثہ و شہرت آن در مردم آن زمان و قوت اعتقاد متاخرین اہل سنت
ہمین قسم احتمالات دارند و اگر تواتر این قسم اشخاص مفید علم قطعی شود باید کہ تواتر یہود و نیز کہ بالاتر
ازین اشخاص مذکورین در تحریف کتاب اللہ و تکذیب و مخالفت انبیا و پند و وصایاے
انہا بودند در تائید دین موسے علیہ السلام مفید یقین شود زیرا کہ یہود و نیز نص صریح حضرت
موسے بتواتر نقل میکنند کہ فرمود شریعتے مؤبدۃً ما دامت السماوات والارض یعنی شریعت من ہمیشہ کردہ شدہ
است تا وقتیکہ آسمان ست و زمین ۔ و تعظیم السبت مؤبداً ما دامت السموات و الارض
تعظیم سبت ہمیشہ کردہ شدہ است تا وقتیکہ آسمان و زمین ست و ہمچنین تواتر نصاریٰ کہ نص صریح

حضرت عیسے را بر آنکہ او ابن اللہ است و آن رسالۃ ابن البشر قد ثبت قبل مجیئہ بتحقیق رسالت پسر آدمی تمام شدہ
پیش از آمدن او و روایت کنند و قران محرف کہ بدست این جماعہ است حکم توریت و انجیل محرف دارد کہ از وی آیات ہای
بسیار و سورہ ہای بیشمار ساقط کردہ اند و کلمات او را تبدیل نمودہ و ترتیب او تغیر دادہ اگر باین
قرآن متواتر کذائی تمسک جائز باشد ربا بانجیل نیز جائز باشد و در انجیل مرقس کہ انجیل کافی است
در صحاح این نص موجود است و اما جیل اربعہ نزد ایشان متواتر اند قال غرس رجل اشجارا
فی ارضہ و بنی حوالیہا الجدران و حفر فیہا بیرا و بنی علیہا بیوتا فلما کملت عمارۃ البستان
او دعہ عند الزراع و سافر الی بلد اخر و اقام بہا فلما حان ان یضج الثمار ارسل عبدا من
عبیدہ الی الزراع لیاخذ ثمارہ فلما جاء و اراد ان یاخذ ثمرہ ضربوہ و ارسلوہ خائبا ثم ارسل
عبدا اخر فاذوہ و ضربوہ و ادموہ و شجوا راسہ ثم ارسل اخر فقتلوہ فکان یرسل عبیدہ الیہم
تترا فیضربون بعضہم و یقتلون بعضہم و کان لہ ابن واحد یحبہ لم یکن لہ ولد سواہ فارسلہ الیہم فلما راہ الکفار قال
بعضہم لبعض ہذا الذی یرث بعدہ الجنۃ فہلموا نقتلہ و نرث البستان فوثبوا علیہ فقتلوہ فلما جاء
لیغضب علیہ صاحب الحائط و یرجع الیہم و ینزعہ من ایدیہم و یرد بہم و یضعہ عند اخرین + گفت
نشاندند شخصے درخت ہا در زمین خود و بنا کرد گرد آن دیوار ہا و کند در آن چاہے و ساخت بر آن
خانہ ہا پس ہر گاہ تمام شد عمارت باغ سپرد آنرا نزد مزارعان و سفر کرد بسوی شہر دیگر و اقامت کرد
در آن پس ہر گاہ وقت رسید این کہ پختہ شوند میوہ ہا فرستاد غلامے را از غلامان خود بسوے
مزارعان تا کہ بگیرد میوہ ہاے آن را پس ہر گاہ کہ آمد و خواست این کہ بگیرد میوہ را زدند او را و فرستادند
او را بے مطلب باز فرستاد غلامے دیگر را پس ایذا دادند او را و زدند او را و خون آلودہ کردند او را و شکستند سر او را باز فرستاد
دیگر را پس کشتند او را و پس بود کہ میفرستاد غلامان خود را بسوی ایشان پے در پے میزدند
بعض ایشانرا و میکشتند بعض ایشانرا و بود او را یک پسر کہ دوست میداشت او را و بود او را پسرے
سواے وے پس فرستاد او را بسوی ایشان پس ہر گاہ دیدند کافران گفت بعض ایشان بعض را
اینست آنکہ وارث شود بعد وے باغ را پس بیائید قتل کنیم او را و وارث شویم باغ را پس حملہ کردند
بر وے پس کشتند او را پس ضرور غضبناک شود بر ین کار صاحب باغ در جوع کند بسوی ایشان
و بسنماند آن باغ را از دست ہاے ایشان و ہلاک کند ایشانرا و بہ نہد او را نزد یگران پس

ازینجا معلوم شد که اثبات ملت حنیفیه که سبیل آن قول به نبوت خاتم الانبیاست بدون اتباع اهل سنت در اصول مذهب نمیتواند شد زیرا که ایشان اصول دین خود را اخذ کرده اند از جماعه صحابه کبار مثل عشره مبشره و عباده اربعه و مکثرین و دیگر اهل بدر و اهل بیعت الرضوان و مهاجرین اولین که حق تعالے در کتاب خود بر صدق و صلاح ایشان گواهی داده قوله تعالی اُولٰئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ و قوله تعالے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْاٰیَةِ و در آیات بسیار در حق ایشان کلمات خوشنودی و رضامندی ارشاد فرموده قوله تعالے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الی غیر ذلک من الآیات باز ادائل اهل سنت این نصوص را در قرآن و احادیث شنیده از حال ایشان تفحص واجبی نمودند معلوم کردند که ہر ہمه ایشان صادق الاعتقاد شدید المحبت والرسوخ بوده اند و در اعلای اعلام شریعت غرا بهیچ وجه قصور نکرده اند و در حفظ احکام ملت حنیفیه بیضا بنوعی مداهنت روا نداشته اند و کتاب خدا را بهتر از جان خود عزیز میداشتند و دین الهی را در محافظت و حمایت فوق الانفس والمهج ... انگاشتند و سنن رسول او را در عادات فضلا عن العبادات مهما امکن تقویت میکردند و عوام صحابه بهمت خوف سیاست و برکت صحبت ایشان نیز همین دیدار داشتند و تابعین ایشان باحسان نیز بتاثیر صحبت ایشان و بانعکاس اشعه انوار ایشان سلوک همین طریق لازم گرفته اند و بهذا اقرنا فقرنا و اتباع و انقیاد این جماعه مر پیغمبر را محض بوضوح حق بود نه برای جلب نفعی و دفع ضرری بلکه ہر که از جاہیر عرب بداغ مؤلفة القلوب متسم شده بود گو رئیس قوم و صنادید عشیره باشد او را تحقیر اهانت مینمودند مثل ابوسفیان داقرع بن حابس که در مجلس خلیفه ثانی با وصف ریاستے که داشتند خوارها کشیده اند در صف النعال جا یافته و فقرا و مساکین اهل ایمان و غلامان و کم اصلان این هاشل صهیب عمار صدر مجلس بودند و عند الاقتدار ولایت و ملک و سلطنت را بخویشاوندان و اقارب خود ندادند و قدم اسلام و کثرت صحبت پیغمبر و شدت رفاقت او را در تقسیم این مناصب ملاحظه کردند و اکثر ایشان بعد از قتیل و قتال و جنگ و جدال و کشته شدن بزرگان با اقارب خود و اصرار بر کفر و بعد از رویت معجزات قویه ایمان آورده اند و اگر بقول کهنه و مستحدثین و اهل کتاب بطمع مال و مناصب میگرویدند بایستی که در اول دعوه باظهار ایمان مینمودند و زمان دراز در بر همزنی امور پیغمبر و عبادت او نمیگذرانیدند و چون به نقل و روایت ایشان ثابت شد دعوی

نبوت وظہور معجزات ونزول قرآن وعجز بلغا از معارضہ آن یقین حاصل شد کہ فی الواقع
چنین بود وثبوت صدق وصلاح ایشان بہ شہادت قرآن ورسول بر وجہ دائر نیست تا سعدی
لازم آید بلکہ بر وجہ تاکید اعتقاد ومزید یقین است والا شخص حال ایشان کافی است در اعتقاد صحت
خبر ایشان وصدق متواترات ایشان واتباع سبیل ایشان ولزوم طریقہ ایشان پس اگر شیعہ
بقرآن یا خبر رسول یا اجماع تمسک کنند لابد تنزل کردہ باشند از حرف شیعیت خود وشوبی از مذہب
اہل سنت بر خود لازم گرفتہ والا این تمسکات ایشان مثل لامع سراب بالقش بر آب نشان حقیقت وبی ثبات
خواہد بود پس واضح شد کہ بنا بر اصل شیعیت ہیچ دلیلے از دلائل ایشان راست نمیشود وچون دست
بدامن اہل سنت زدند وبایں قرآن واصول ملت حنیفیہ قائل شدند لابد بجمیع امور متواترہ ایشان
مثل تفویض امر نماز بابو بکر صدیق وفضایل ومناقب او وغسل رجلین ومسح خفین کہ مانند قرآن و
اصول بتواتر ثابت شدہ اند قائل باید شد وقبول باید کرد والا حکم بے اصل لازم خواہد آمد نان کسے خورد
وشکر دیگرے بجا آورد ان لطفے ندارد ؎ وجود منعم بادہ ای زاہد چہ کافر نعمتے است ؎ دشمن مے بودن
وہمرنگ مستان زیستن ازین فائدہ را باید کہ از دست ندہی کہ بسے مفید است دیگر از ابواب سابقہ
معلوم شد کہ بنای مذہب شیعہ بر روایات اصحاب ائمہ است از ائمہ واحوال آن اصحاب نیز معلوم شد
کہ اکثر آنہا دروغگو بودند وخود ائمہ آنہا را تکذیب فرمودند وہیچ امامے نبودہ است الا بعض اصحاب
اورا امام لاحق تکذیب نمودہ بدلیل آنکہ آن بعضے بامامت او قائل نبودند ومعتقد امامت شخصے دیگر
یا قائل توقف وانقطاع امامت بودند معہذا بسبب حسن ظن کہ باصحاب ائمہ دارند تکذیب امام لاحق
بلکہ تکذیب خود آن امام را بجوی نمے شمارند وبر روایات ہمہ آنہا اعتماد کلی دارند پس چرا بیاران
واصحاب رسول کہ کمتر از امام در تاثیر صحبت نخواہد بود حسن ظن نمیکنند وروایات آنہا را مقبول نمی
سازند غایت مافی الباب آنکہ بعضے روایات از ایمہ مخالف روایات صحابہ خصوص در مقدمات متعلقہ
بامامت نزد ایشان رسیدہ باشد وشبہہ در صدق صحابہ ایشان را پیدا شدہ باشد لیکن چون
این مخالفت در اصحاب بر امام جاریست واین شبہہ در ہمہ آنہا ساری معہذا مانع قبول روایت
نشدہ پس در حق اصحاب چرا مانع قبول روایت شود وما ہذا الا التعصب المحض والعناد البحت
والتحقیر لجناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والا ما نتہ بتاثیر صحبتہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ حالانکہ خود

ایمہ عند این مخالفت رابیان فرمودہ اند اصحاب را بصدق وصف نمودہ و در صلاح ایشان مروی و
ثبت است لیکن عنادہ التعصب چشم ایشان را کور و گوش ایشان را کر ساختہ است من کتاب الکافی
للکلینی فی باب اختلاف الحدیث بحذف الاسناد عن منصور ابن حازم قال قلت لابی عبد اللہ
ما بالی اسئلک عن المسئلۃ فتجیبنی فیہا بالجواب ثم یجیئک غیری فتجیبہ فیہا بجواب اخر فقال نجیب الناس
علی الزیادۃ والنقصان قال قلت فاخبرنی عن اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صدقوا علی
محمد صلے اللہ علیہ وسلم ام کذبوا قال بل صدقوا قال قلت فما بالہم اختلفوا فقال اما تعلم ان الرجل
کان یاتی علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیسالہ عن المسئلۃ فیجیبہ فیہا بالجواب ثم یجیبہ بعد
ذلک بما ینسخ ذلک فنسخت الاحادیث بعضہا بعضا ایضا بحذف الاسناد عن محمد ابن مسلم
عن ابی عبد اللہ قال قلت لہ ما بال اقوام یروون عن فلان وفلان عن رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم وربما یتہمون بالکذب فیجیئ منکم خلافہ قال ان الحدیث ینسخ کما ینسخ القرآن از کتاب
کافی مر کلینی را در باب اختلاف حدیث بدور کردن اسناد از منصور ابن حازم ست گفت گفتم
مرابی عبد اللہ را ..... چیست حال من می پرسم ترا از مسئلہ پس جواب میدہی مرا در ان
بجوابی پس مے آید نزد تو سوائے من پس جواب میدہی او را در ان بجواب دیگر پس گفت ہر آئنہ
ما جواب میدہیم مردم را بر زیادت و کمی گفت گفتم پس خبر دہ مرا از اصحاب رسول خدا صلعم راست گفتند
بر محمد یا دروغ گفت بلکہ راست گفتند گفت گفتم پس چیست حال ایشان کہ اختلاف کردند پس گفت
ہر آئنہ مردمی بود کہ مے آمد بر رسول خدا صلعم پس مے پرسید او را از مسئلہ پس جواب میداد او را در ان
بجواب باز جواب میداد بعد ازین بآنچہ نسخ میکرد آنرا پس نسخ میکردند حدیث ہا بعض آن بعض را و نیز بعد
حذف اسناد از محمد بن مسلم از ابی عبد اللہ گفت گفتم او را چہ حال ست قوم ہا را روایت مے کنند
از فلان و فلان از رسول خدا صلعم و تہمت کردہ نمیشوند بدروغ پس مے آید از شما خلاف
آن گفت ہر آئنہ حدیث نسخ کردہ میشود چنانچہ نسخ کردہ میشود قرآن فائدۃ اخری اجل من الاولی و لقبنا
بسعادۃ الدین نے در شرح حدیث الثقلین فمن شاء فلیجعلہا مع الابواب الخمسۃ التی بعدہا
رسالۃ علحدۃ فائدہ دیگر است بزرگتر از اول و لقب دادیم آن را سعادت ہر دو جہان در شرح
حدیث ثقلین پس ہر کہ خواہد باید کہ کند آن را با ابواب پنجگانہ کہ پس از وے ہستند رسالہ جدا

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ انی
تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من اخر کتاب اللہ وعترتی
اہل بیتی ہر آئندہ من گذاشتم در شما دو چیز گران آنقدر کہ اگر گرفتید بآنہا ہرگز گمراہ نشوید بعد من یکے
ازان ہر دو بزرگتر است از دیگر قران شریف و اولاد من از اہل بیت من۔ پس معلوم شد کہ مفروضات
ربی و احکام شرعی ما را پیغمبر حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے کہ مخالف این
دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو بزرگ کند خارج از دین
شود حالا در تحقیق باید افتاد کہ ازین دو فرقہ یعنے شیعہ و سنی کدام یک متمسک باین دو حبل متین است
و کدام یک استخفاف این دو چیز عالی قدر میکند و اہانت مینماید و از درجہ اعتبار ساقط مے انگارد و طعن
در ہر دو پیش میگیرد و این بحث را بنظر تامل و انصاف باید دید کہ طرفہ کاری و عجیب ماجرای است
و درین بحث غیر از کتب معتبرہ شیعہ منقول نخواہد بود چنانچہ در تمام رسالہ از ملتزمات است اما کتب
امامیہ و شیعہ از درجہ اعتبار ساقط شد و مثل تورات و انجیل قابل تمسک نماند زیرا کہ تحریف بسیار
در وے راہ یافتہ و احکام بسیار از و منسوخ شدہ و آیات و سور بسیار کہ ناسخ احکام و مخصص عمومات بودند
بدزدی رفتہ و انچہ باقی است بعضے الفاظ او مبدل و بعضے زائد و بعضے ناقص روی الکلینی
عن ہشام ابن سالم عن ابی عبد اللہ ان القران الذی جاء بہ جبرئیل الی محمد صلے اللہ علیہ
وسلم سبعۃ عشر الف ایۃ از ابی عبد اللہ ہر آئنہ قرآن آنکہ آورده بود آنرا جبرئیل بسوی محمد
صلے اللہ علیہ وسلم ہفتده ہزار آیت است و روی عن محمد بن نصیر عنہ انہ قال کان فی لم یکن اسم
سبعین رجلا من قریش باسمائہم و اسماء ابائہم در روایت کرد از محمد بن نصیر از وی و سے گفت
بود در لم یکن نام ہفتاد مرد از قریش بنامہای ایشان و نامہای پدر ایشان۔ و روی عن سالم
بن سلمۃ قال قرا رجل علے ابی عبد اللہ و انا اسمعہ حروفا من القران لیس ما یقراہ الناس
فقال ابو عبد اللہ مہ اکفف عن ہذہ القراۃ واقرا کما تقراہ الناس حتے یقوم القائم فاذا قام القائم
قرا کتاب اللہ علے حدہ و روی الکلینی وغیرہ عن الحکم بن عتبۃ انہ قال قرا علی بن حسین وما
ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث قال وکان علی بن ابی طالب محدثا و روی
عن محمد بن مسلم الہلالی وغیرہ عن ابی عبد اللہ ان ائمۃ ہی ادلی من امۃ لیس کلام اللہ بل

محرف عن موضعه والمنزل ایمۃ ھدی ازکی من ایمتکم وروایت کرد از سالم بن سلیمہ گفت خواند مردی
برابی عبداللہ ومن سے شنیدم آنرا حرفہا از قرآن بنمود آنچہ میخوانند مردم پس گفت ابو عبداللہ
بازمان وبازمان ازین قرأتہا وبخوان چنانچہ میخوانند آنرا مردم تا کہ قایم شود امام مہدی پس ہرگاہ
کہ قایم شود امام مہدی بخواند کتاب خدا را بر طریقہ آن وروایت کرد کلینی وغیرہ از حکم بن عتیبہ ہر آئینہ وی
گفت کہ خواند علی بن حسین ونفرستادم پیش از تو ہیچ پیغمبرے ونہ محدث الہام گفت ویود علی
ابن ابیطالب صاحب الہام وروایت کرد از محمد بن الجہم الہلالی وغیرہ از ابی عبداللہ ہر آئینہ
جماعت وی بالاتر است از ہمہ عیب کلام خدا بلکہ بیجا کردہ شدہ است از طور خود ونازل کردہ شدہ
چنین است امامان کہ آنہا پاک تراند از امامان شما ونزد ایشان ثابت ومعزز ومشہور است کہ بعضے
سور ہمہا ساقط شدہ مثل سورۃ الولایۃ وبعضے سور باکثرہا مثل سورۃ الاحزاب فانہا کانت مثل
سورۃ الانعام پس ازین سور آنچہ در فضایل اہل بیت واحکام امامت ایشان بود ساقط کردند
ولفظ ویلک قبل از لا تحزن ان اللہ معنا نیز ساقط کردہ اند ولفظ عن ولایۃ علی بعد ازین
آیت وقفوہم انہم مسئولون لفظ وبلکم موالیتہ بعد ازین آیت خیر من الف شہر ولفظ بنی ابیطالب
بعد ازین آیت وکفی اللہ المومنین القتال لفظ آل محمد ازین آیۃ وسیعلم الذین ظلموا آل محمد
ای منقلب ینقلبون ولفظ علی بعد از وکل قوم ہاد * وذکر کل ذلک ابن شہر آشوب المازندرانی
فی کتاب المثالب لہ وعلی ہذا القیاس کلمات بسیار وآیات بیشمار را شمردہ اند پس حالا
تر والیشان ومیان قرآن مجید محفوظ ودرمیان توریت وانجیل فرقے نماند ومسک باین ہر سہ
وجہے ندارد کہ محرف ومبدل ومنسوخ بناسخ مجہول اند واما عترت رسول پس باجماع اہل لغت
عترت شخص اقارب اوراگویند وانہا نسبت بعض عترت را انکار کنند مثل حضرت رقیہ وحضرت
ام کلثوم بنات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وبعضے را داخل عترت نمیشمارند مثل حضرت عباس
عم رسول اللہ واولاد او ومثل حضرت زبیر ابن صفیہ عمہ رسول واکثر اولاد حضرت زہرا را نیز
دشمن دارند ومیگویند مثل زید بن علی بن الحسین کہ شیخے عالم ومتقی ومتورع بود واز دست
مروانیان شہید شد وپسر او یحیی ابن زید را نیز دشمن دارند وہمچنین ابراہیم بن موسے کاظم
را وہمچنین جعفر ابن موسے کاظم را واورا الملقب بکذاب کردہ اند حالانکہ او از کبار اولیاء اللہ بود

وبایزید بسطامی ازو اخذ طریقت کردہ و بغلط شہرت یافتہ است کہ بایزید بسطامی مرید جعفر صادق است وجعفر ابن علی راکہ برادر حضرت امام حسن عسکری بود نیز بلقب بکذاب نمودہ اند و حسن بن الحسین المثنی و پسر او عبد اللہ محض را نیز کہ محمد اکبر لقب محض است مرتد و کافر شمارند و ابراہیم بن عبد اللہ را و زکریا بن محمد باقر را و محمد بن عبد اللہ بن الحسین بن الحسن و محمد بن القاسم بن الحسین و یحییٰ ابن عمر راکہ از احفاد زید بن علی بن الحسن است نیز کافر و مرتد دانند و جماعہ سادات حسنیہ و حسینیہ راکہ قائل بامامت و بزرگی زید بن علی بودہ اند ضال و گمراہ شناسند حالانکہ کتب انساب و تواریخ سادات دلالت صریح میکند بر آنکہ اکثر اہل بیت حسنیان و حسینیان معتقد امامت زید بن علی و فضیلت آن بزرگوار بودہ اند و جماہیر اثنا عشریہ در حق آن بزرگواران اعتقاد کفر دارند و خلود در نار دارند چنانچہ در باب معاد از کتب ایشان منقول خواہد شد و وجہش ہم ظاہر است زیرا کہ منکر امامت یک امام نزد ایشان مثل منکر نبوت یک نبی کافر است وَالْكَافِرُ مُخَلَّدٌ فِي النَّارِ و این ہمہ بزرگواران منکر امامت امام وقت خود بلکہ امامت بعضے از ائمہ ماضین نیز بودہ اند و طائفہ قلیلہ از اثنا عشریہ بر ان رفتہ اند کہ اینہا در اعراف خواہند بود مثل حضرت عباس عم رسول و بعضے گویند کہ بعد از عذاب شدید بشفاعت اجداد خود نجات خواہند یافت و این ہر دو قول رکیک و مردود اند و موافق قواعد و اصول ایشان ہمان قول اول ست زیرا کہ شفاعت در حق کفار بالاجماع مقبول نیست و اعراف دار الخلد نیست و مہذب بودن ایشان را در اعراف وجہے نیست کہ اینہا منکر امامت بودند و منکران امامت کفار اند و باوصف این ہمہ روایت میکنند کہ محب علی لا یدخل النار و در محبت ایشان با امیر المومنین ہیچ شبہہ نیست اما ناصبیت این فرقہ را تماشا باید کرد کہ چہ قدر بزرگان راکہ جگر پارہ ہای ائمہ و برادران ائمہ بودند بچہ مرتبہ اہانت و استخفاف مینمایند و در حق چند کس کہ معدود از اہلبیت ائمہ اثنا عشر و بعض اقارب ایشان باشند در پردہ محبت ہزاران عیوب و قبائح نسبت کنند و استخفاف و اہانت زیادہ از حد نمایند بالاتر از خوارج و نواصب آرے + دوستی نے خرد خود دشمنی است + و بعد از تتبع کتب و روایات ایشان تفصیل آن قبائح و عیوب کَالشَّمْسِ فِي نِصْفِ النَّهَارِ ہویدا میگردد و لیکن در اینجا چندے از کفریات ایشان بطریق نمونہ از خروارے ثبت می افتد اول آنکہ گویند امام وقت و صاحب زمان

آن مرتبہ جہان و ہراسان و خائف و بزدل بودہ است کہ از مدت ہزار سال بخوف جان خود
سختی شدہ و ہرگز وجود انقلاب دول و برہم شدن عباسیہ و تسلط چنگیزیہ کہ بعد از قبول اسلام
خود را محب اہل بیت میگفتند و بعضے از ایشان مذہب تشیع اختیار کردہ بودند و بعد از تسلط صفویہ
بر عراقین و خراسان کہ محب صادق شیعہ و خیر خواہ این گروہ است و بعد اندراج این مذہب در سلاطین
و کہن و بگمان دیوب و امارت و وزارت این فرقہ در ہند و سند ہرگز بر سنے آید و در اطمینان خلل
نمیشود دوم آنکہ از حضرت صادق بجمیع کتب ایشان روایت است کہ فرمود یا معشر الشیعۃ
فرمیشہ جوارینا نساؤکم و فرجہن لکم اللہ اللہ نفوس خبیثہ ایشان چہ قسم این بہتان عظیم را بآل اطہار
و باین جناب پاک نسبت کردہ سوم آنکہ بر حضرت نسبت میکنند کہ فرمودند در حق حضرت کلثوم
بنت سیدۃ النساء علیہا السلام اول فرج تعصب منا سبحان اللہ چہ کلمہ ایست کہ از زبان
ایشان برمے آید نزدیک است کہ آسمان فرو افتد و زمین بشگافد اول در حق آن سیدہ پاک
بضعۃ الرسول فلذۃ کبد البتول چہ فحش و سوء ادب است و کدام خصلت خبیثہ را بدامن پاک
آن طاہرہ مطہرہ مے بندند دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسین چہ قدر نسبے حنا ظلی و بے ناموسی
ثابت میکنند و در حق حضرت صادق کہ این کلمہ بر ان جناب تہمت مینمایند چہ قدر نسبے حمیتی
و بے غیرتی اعتماد دارند این لفظ را اول بزرگان بر زبان نمے آرند علے الخصوص ذکر این
عفیفہ مستور الاسم و المستے از اقارب بلکہ بزرگان خود امریست کہ از اذل و اوباش نیز از ان
احتراز واجب میدانند بانبار یان دہلی را دیدیم کہ در ہنگامہ انا عنہ قندہار کہ خود را بدر انیان لقب
کردہ اند زنان بسیاری را بے ناموسی شدہ ہرگز من بعد نام این فعل قبیح بر زبان نیاورند
و مدار کردند و احتمال آنکہ در بضعۂ طاہرہ رسول این قسم فعل خبیث واقع شود ہیچ اوکر یا کار ہیچ
مسلمان نیست لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔ چہارم آنکہ گویند کہ حضرات بنات و اخوات خود را بکفو
مجرد بنرفی میدادند مثل حضرت سکینہ کہ در نکاح مصعب بن زبیر بود و علے ہذا القیاس دیگر
قریبات خود را در عقد کفو و نواصب مے در آوردند چنانچہ در کتب انساب سادات بتفصیل مشروح
است پنجم آنکہ نسبت کنند بہ حضرت صادق کہ قرآن مجید را بر زمین برنافت و اہانت نمود
و طعنے کہ بر عثمان بابت احراق مصحف ابن مسعود نمودہ اند بعینہ بحضرت صادق ثابت کنند

روی الکلینی عن زید بن جهم الهلالی عن الصادق انه قرأ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون ائمة هی ازکی من ائمتکم فقلت جعلت فداک ائمة قال ای والله قلت انما یقرأ اربی قال وما اربی وادمی بیده فضرجها بالدم - روایت کرده است کلینی از زید بن جهم هلالی از صادق علیه السلام بدرستیکه میخواند و نباشید مانند زنی که شکست ریسمان خود را بعد از درستی پاره پاره می کنید سوگندهای خود را موجب خلل در میان خود تا که باشد ائمه شما که آنها پاک تر اند از ائمه های شما پس گفتم فدا کرده شوم قربان تو ائمه است گفت آری قسم خدا گفتم جز این نیست که خوانده میشود ارنی گفت چیست ارنی واشارت کرد بدست خود پس بر انداخت آنرا با انامل ششم آنکه انچه منافی ایمان و ضد علامات مومن است بغض حضرت امیر المومنین بسوی ائمه نسبت کنند و میخواهند بشهادت حضرت امیر رخنه در ایمان ائمه اندازند که حضرات ائمه بر تقیه و اخفای حق و اظهار باطل در طول حیات خود با وصف عدم خوف هلاکت در حق شان اصرار داشته اند نص متواتر امیر المومنین که در نهج البلاغت موجود است این ست قال علیه السلام علامة الایمان ان لا تؤثر الصدق حیث یضرک علی الکذب حیث ینفعک کذا فی نهج البلاغة گفت علیه السلام نشانی ایمان اینست پسندکنی راستی را جائیکه زیان دهد ترا بر دروغ جائیکه سود دهد ترا چنان است در نهج البلاغة هفتم بعضی تفاسیر آیات قرآن بامه نسبت کنند که هرگز بر قواعد عربیت و نحو راست نمی نشیند پس سامع آن تفسیر بر قصور حضرات در فنون عربیت و ناواقفیت ایشان بر قواعد نحو استدلال کند و همچنین بعضی تفاسیر که مخل بربط کلام و موجب انفکاک نظم و انتشار ضمائر و برهم سیاق سخن باشد بحضرات منسوب سازند تا مردم را سوء اعتقاد در کمال علم ایشان حاصل شود هشتم آنکه از ائمه روایت کنند که ایشان از جهاد منع میفرمودند با وصف آنکه در قرآن مجید قسمی که درین امر تاکید و تقیید فرموده اند بر هر طفل مکتب پوشیده نیست پس القاء مخالفت کنند در ثقلین حالانکه تتمه حدیث ثقلین این عبارت هم روایت کرده اند که لن یفترقا حتی یردا علی الحوض هرگز جدا نشوند آن هر دو تا که وارد شوند نزد من بر حوض و ازین عبارت صریح مستفاد میشود که پیغمبر معیار معرفت اقوال و مذاهب عترت طاهره بنا بر انکه مردم بر ایشان دروغ خواهند بست و افترا خواهند کرد و بما عنایت فرموده است و آن همین است که روایاتی که از ایشان بشنویم بر قرآن

مرض کنیم ہر چہ را قرآن قبول داشت صحیح است و ہر چہ با آنکہ مکذب کرد کفر است و قرآن محفوظ است و ہر
لایق تر است بانکہ معیار باشد عترت بظاہر چہ عترت بحکم بشریت موت و غیبت مکانی و بلد را
و دیگر لواحق دارند کہ کلید باب دروغ بندی و افترا سازی است بخلاف قرآن کہ بسبب شہرت
و تواتری کہ دارد پیش ہر کس و ہر وقت و ہر مکان موجود است و در حفظ الٰہی محفوظ لَا یَأْتِیهِ الْبَاطِلُ
مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِیلٌ مِنْ حَکِیمٍ حَمِیدٍ نهم آنکہ تجویز نماز باطہارت بجناب ایشان
نسبت کنند و این در حقیقت تجویز زنا است معاذ اللہ من ذلک دہم آنکہ بازی کردن بقضیب و خصیتین
در عین نماز بجناب ایمہ نسبت کنند حاشا ہم من ذلک اول نماز کہ اعظم ارکان دین است چہ جای
لعب و بازی است دوم آنکہ این بازی کدام لطافت دارد یازدہم تجویز نماز با وجود آلودگی بانجاسات
خلیظہ بجناب ایمہ نسبت کنند تعالی جنابہم عن ذلک دوازدہم خوردن بچہ جانور مردہ
بجناب ایشان نسبت کنند حاشا ہم عن ذلک سیزدہم تجویز بوس و کنار بازن در عین نماز
بجناب حضرات نسبت نمایند و روایات منقولہ از کتب ایشان در ضمن ہمہ مسائل کہ مذکور شد انشاء
اللہ تعالی در باب فروع بیاید چہاردہم منع مردم از تعلیم واجبات دین مر زنان را بجناب
ایمہ نسبت کنند روی شیخ الطائفہ عن ادیم ابن حر قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن المراۃ
ترے فیما یری النائم علیہا غسل قال نعم لا تحدثوہن فتحدثن بہ علیہ روایت کرد از ابو جعفر ملوسی
از ادیم بن حر گفت پرسیدم از ابا عبد اللہ علیہ السلام از زنے کہ بہ بیند در آنچہ مے بیند خوابند
بر وے غسل است گفت آرے حدیث نکنید ایشان را پس خواہند گرفت این را علت دین
معرفت لازم مے آید کہ جناب ایمہ راضی باشند بخواندن نماز در حالت جنابت کہ آن کفر است
بالاتفاق حالانکہ رضا بالکفر نیز کفر است بالاتفاق معاذ اللہ من ذلک و نیز راضی باشند بجہل
مکلف بواجبات شریعت و ہو مناقض لمنصب الامامۃ قادح فی استحقاقہا قاطع للمعتمد اللہ
والمروۃ و ازین خبیث تر و قبیح تر درین باب روایت صاحب المحاسن است کہ از کاظم علیہ السلام
آوردہ۔ انہ قال لا تعلموا ہذا الخلق اصول دینہم ہر آئینہ وے گفت تعلیم نکنید این مردم را اعتقاد
دین ایشان ہمان اللہ این چہ روایت قبیح و حکایت شنیع است کہ نسبت بجناب میکنند چون
ایشان از تعلیم اصول دین مردم را منع فرمایند دیگران چہ قسم تعلیم کنند ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد

کجا ماند مسلمانی - پانزدهم - ترک عمل باوامر الله نسبت بجناب آئمه کنند خصوصاً بجناب باقر و حضرت صادق
علیهما السلام که ایشان ترک تقیه میکردند حالانکه از حضرت صادق روایت کنند التقیة دین آبائی پس این
حضرات در دین آبای کرام خود چه قبیح یافتند که ترک دادند شانزدهم - خلاف نص صریح کتاب الله بجناب
ائمه نسبت کنند تا ایقاع مخالفت فیما بین الثقلین نمایند و مردم را در امر دین متحیر سازند گویند در زنده و سیم غیر
مسکوک حضرات ایشان زکوة واجب نه انستند و خود هم نداده اند معاذ الله میخواهند که حضرات را در وعید
والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله داخل نمایند هفدهم گویند که جامه دریدن
و گریبان چاک کردن مر و از اوزنان را در موت پسر و پدر و دیگر اقارب حضرات ائمه جائز داشته اند معاذ الله شیوه
و رسم صبران و جزع کنندگان داخل مینمایند و از بشارات قرآنی که در حق صابرین وارد ست خارج
میسازند و صد وحید لیس منا من شق الجیوب شامل اعتقاد میکنند هیجدهم تخصیص قصاص بغیر اعمی که خلاف
نص قرآنی است بجناب ایشان نسبت میکنند نوزدهم - حکم باسترقاق ولد ذمی که مسلمانی را قتل کرده
باشد نسبت بحضرات ائمه نمایند خلاف قاعده شرایع است لا تزر وازرة وزر اخری ولا یجزی والد عن
ولده ولا مولود هو جاز عن والده اگر این قسم انتقام گرفتن در شرع جائز بود فرق درمیان توده چنگیز خانی
و شریعت محمدی چه خواهد بود و جواز استرقاق ولد حربی بان ست که توقع محاربه است ازان اولاد برای
قلیل سواد انها او کافر ذمی قاتل با انکه نه مستعد حرب اند و نه داخل سواد اهل حرب بچه وجه
استرقاق درست باشد که صریح نقض عهد ست و مخالف جمیع ادیان و ملل که وفا بالعهد را واجب
دانند و نیز مخالف نص قرآنی که النفس بالنفس بیستم - آنکه از حضرات ائمه نقل کنند که از روز قتل
عمر که بزعم ایشان نهم ربیع الاول ست تا سه روز از امم گناه صغیره و کبیره بر کسی نوشته نمیشود
پس در نصورت اباحت کفر و جمیع معاصی دران سه روز بجناب ائمه نسبت نمایند بست و یکم
جواز استعمال آبی که باوا ستنجا کرده باشند در شرب و دیگر حوائج و طهارت بجناب آن طیبین
و طاهرین نسبت کنند بست و دوم - از حضرت ائمه روایت کنند که امة مرحومة را لقب امة ملعونة
است رواه العیرفی عن ابی عبد الله علیه السلام و بعضی روایات تشبیه امة مصطفویه بخنازیر از
حضرت صادق روایت کنند کما رواه الکلینی عنه علیه السلام حالانکه در نص قرآنی خیر امة ایشان
را خطاب داده اند در حق ایشان فرموده وکذلک جعلناکم امة وسطا بالجمله غرض این طائفه

ایفاع مخالفت است فیما بین الثقلین تا تاسه کلاه دین شریعت گم شود و تمسک بکتاب اللہ بسبب ادعاے تحریف زیادۃ و نقصان و تغیر و تبدیل برہم خورد و تمسک بعترۃ بجہت تکفیر و حکم بارتداد بعضے و روایت مخالف کتاب اللہ از بعضے متعذر شود و خلایق خدا مثل بہایم و انعام غیر مقید بقیدے ہر چہ خواستہ باشند کردہ باشند۔

رسالہ وسیلۃ النجاۃ

تصنیف فخر المحدثین ذو العلم و التمیز مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حق حمدہ والصلوۃ والسلام علے حبیبہ وجندہ اللہم یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علے دینک بسبب تالیف شخصے از آشنایان کہ بمذہب تشیع الفت داشت استدعا نمود کہ چند کلمہ در بیان دلائل حقیت فرقہ ناجیہ باید نوشت بحکم الدین النصیحۃ اجابت آن مسئول کردہ آمد این رسالہ را وسیلۃ النجات نامیدہ شد السلام علے من اتبع الہدے سوال در میان اہل سنت و شیعہ گفتگو بسیار و اقعشدہ سنیان دعوی میکنند کہ مذہب ما برحق ست و موافق قرآن و حدیث است و کتابہاے شیعہ ہمہ باطل و افترا نسبت مذہب اہل بیت ہست بلکہ مذہب اہل بیت ہمین است کہ ما میدانیم و شیعہ ہم ہمین دعوی میکنند کہ قرآن مذہب ما ست و طریقہ ما طریقہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ است و کتابہاے سنیان را غیر معتبر میگویند دراین بارہ جواب شافی از آیات قرآنی کہ در آن جاے دم زدن کسے نباشد و عذر منقطع گردد باید نوشت کہ طالبان راہ نجات بر آن عمل نمایند و از مذہب باطل دست بردارند جواب ای برادر اول بنای ہر مذہبی را دریافت کن و کتابہاے ہر فریق را یکسو گذار و در طاق نہ و چون بر بناے ہر یکے

واقف شوی آن بنا را بر آیات قرآنی مطابق کن و بنای ہر کدام مذہب کہ محکم و راسخ بینی آن را
مذہب حق و آنہا را کتابہای آنہا میخوان و تعمل آر و بنای ہر مذہب کہ باطل یا بی کتابہای آنہا را
وساوس شیطانی دانستہ در آب انداز و گرد آن ہرگز مگرد و آنہا را پارہ پارہ کن و یقین دان کہ آن مذہب
اہل بیت نیست بلکہ مذہب شیطان است پس بدانکہ بنای مذہب اہل سنت بر ایمان و تقوی
و صلاح و راستی ابو بکر و عمر و عثمان و علی و غیرہم از مہاجرین و انصار و دیگر اصحاب سید المرسلین صلی اللہ
تعالے علیہ و آلہ وسلم کہ ہزارہا کس بودند ہمراہ آن حضرت صلعم در راہ خدا جہاد و نماز کردند تا مدت حیات
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیشہ در نصرت و حمایت او بودند و بعد وفات آنحضرت صلعم در خلافت
خود عدل و انصاف و راستی گزیدند و خدمت اہل بیت و محبت آنہا بجا آوردند و امیر المومنین علی
علیہ السلام ہمیشہ با آنہا نشست و برخاست نمود و ہمراہ آنہا با کفار جہاد کردہ و در پس آنہا نماز خواندہ
و ہمیشہ با آنہا محبت داشتہ و بعد وفات آنہا در حق آنہا دعای خیر نمودہ بسیار مدح و مناقب آنہا
بیان فرمودہ و بنای مذہب شیعہ بر کفر و نفاق خلفاء ثلاثہ و غیرہم ہزاران صحابہ سید ابرار است
کہ اینہا میگویند کہ ہمہ آنہا ایمان نفاق آوردہ بودند و ہجرت ہم برائے ریاست و طمع دنیا کردہ بودند
و ہمہ جہاد و عبادت آنہا برای ریا بود نہ برای خدا و بعد وفات آنحضرت صلعم با اہل بیت او ایذا رسانیدند
و در قضیہ علی رض را یاری نکردند و حق او نیز در گرفتند و متابعت و نماز علی علیہ السلام ہمراہ اینہا
بنا بر خوف و تقیہ بود حتے کہ علی رضی اللہ تعالے عنہ دختر طاہرہ خود را در نکاح عمر برای تقیہ داد
و نام پسران خود ابو بکر علی و عمر علی و عثمان علی ہم برائے تقیہ نہاد و صحابہ مخلصین اندک بودند
ابوذر و مقداد و سلمان و عمار و جابر رض و چند کس دیگر ای برادر چون بنای ہر دو مذہب دریافتی
پس بدانکہ دلیل بر بنای مذہب اہل سنت آیات قرآنی بسیار اند کہ ہر یک ازان برائے اثبات
و استحکام آن بنا کافی است و بنا بر اختصار در ین مقام چند ایات نوشتہ میشود قولہ تعالے وَالسّٰبِقُوْنَ
الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَسَايَرَ
کہ اولین از مہاجرین و انصار و آنانکہ پیروی و متابعت سابقین کردند نمیگوئی یعنے با ایمان و
طاعت راضی شد خدای تعالے از انہا و راضی شدند آنہا از خدای تعالے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ و مہیا کرد خدا برائے آنہا بہشت تا کہ جاری اند زیر منازل یا درختان آنہا نہرہا

خلدین فیہا ابدا این ہمہ مہاجرین وانصار ومتابعت کنندگان آنہا در بہشت ہا باشند ہمیشہ این آیت
بر لاند امیکند کہ مہاجرین وانصار سابقین ہمہ بہشتی اند ومتابعت کنندگان آنہا کہ بعد آنہا
بودند در طریقہ آنہا اختیار کردند آنہا ہم بہشتی اند وشک نیست کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از
مہاجرین اولین است کہ وقت ہجرت ہمراہ پیغمبر صلعم بود وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم وبسیاری دیگر از
مہاجرین اولین اند وہر کہ ابوبکر را از مہاجرین اولین نداند بسبب انکار این آیہ کافر باشد قال
اللہ تعالے اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ
معنا چون بیرون کردند رسول خدا را صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کفار مکہ در حالیکہ دوم دو کس بودند
چون بودند ہر دو در غار چون میگفت رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم مر یار خود را کہ ابوبکر صدیق
است اندوگین مشو بدرستیکہ خدا با ماست ومتابعت کنندگان آنہا بوقتی مہاجرین وانصار اند
کہ بعد این تا ایمان آوردند وہجرت ونصرت کردند حق تعالے درین آیت خبر داد کہ آنہا ہمیشہ در
بہشت خواہند بود پس ثابت شد کہ ایشان قطعی بہشتی اند ہر کہ ایشان را بہشتی ندانند بسبب انکار این آیت
کافر باشد واگر درین مقام شیطانی بیاید وتراوسوسہ دہد کہ شاید مراد ازین آیت مہاجرین باشند
کہ شیعہ در حق آنہا حسن ظن دارند کہ ہجرت آنہا فی سبیل اللہ بود وہجرت ابوبکر وغیرہ برای طمع دنیا
بود جواب او جگوکہ ای ابلیس دروغ میگوئی بلکہ ہجرت جمیع مہاجرین برای خدا بود چنانچہ در آیت
کہ اول بعد ہجرت در باب قتال نازل شدہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا اذن دستوری
داده شد بجنگ کردن کفار مر کسانے را کہ میخواہند کارزار کردن را یعنے مہاجرین را بسبب آنکہ آنہا
از دست کفار ظلم کشیدہ بودند وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ وبدرستیکہ خدای تعالے بر نصرت کردن
آنہا بر آمینہ قادر است اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ آنانکہ بیرون
کردہ شدند از سرا ہای شان بغیر حق مگر آنکہ میگفتند آنہا کہ پروردگار ما تعالے است یعنے از ایشان
ہیچ گناہے نشنیدہ کہ بسبب آن بیرون کردہ شدند مگر فقط بسبب ایمان آنہا را بیرون کردند پس
ازین ثابت شد کہ ہجرت جمیع مہاجرین خالصا للہ تعالے بود نہ برای طمع دنیا پس ثابت شد کہ ہمہ
مہاجرین را منصور انداے برادر ہر کہ ایمان بقرآن دارد چون بر وے ثابت شد کہ خدای تعالے
کسے را جنتی فرمود وگفت کہ آنہا در جنت بر سبیل ابد ودوام باشند تمام اعتراضات لودر حق

وی ساقط گشت چرا که حق تعالے عالم الغیب است و میداند که از فلان بنده در فلان وقت حسنه یا
در فلان وقت سیئه بظهور خواهد آمد و باوجود آن اگر او را فرماید که این را جنتی نمودم درین ضمن اشارت
بمغفرت جمیع زلات وی متحقق گشت پس دیگر بندگان را در حق آن کس طعن و تشنیع نمودن اعتراض بحکم
الٰہی کردن است گویا که اعتراض کننده میگوید که این بنده بداست خدای تعالے او را جهنمی مے کند
و ظاهر است که اعتراض کردن درین مقام کفر است و بنده را که خدای تعالے بهشتی خوانده نیست البته وی
بهشتی است و اعتراض کسے در حق وی ضرر نے ندارد و او را دوزخی نمیکند لیکن اعتراض کننده وی
کافر است پس باین وجه تمام شبهات شیاطین ساقط شد و احتیاج نماند که بجواب آن پرداخته شود
اما برای تسلی سائل رجم الشیاطین کرده میشود پس اگر شیطان بیاید و ترا وسوسه کند که در سوره انفال در
قصه بدر نازل شده قوله تعالے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ترجمه
آیت ای کسانیکه ایمان آورده اید چون ملاقات کنید کفار را پس پشت مدهید از جنگ کفار قوله تعالے
وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وبئس
پشت دهد از جنگ کفار مگر در حالیکه برگردنده باشد برای جنگ یا پناه آرنده بسوی جماعت مومنین
پس تحقیق رجوع کرد بخشمے از خدا و جای او جهنم است و گویند که صحابه در جنگ احد و حنین گریخته اند
در جواب او بگو در بدر که مقام نزول آیت است کسے نگریخته بلکه همه ثابت قدم ماندند چنانچه حق تعالے
میفرماید وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ترجمه آیت بدرستیکه نصرت داد شما را خدا تعالی در جنگ
بدر و حالانکه شما خوار بودید در چشم کفار بسبب قلت و در قصه بدر فرمود اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ
مَعَكُمْ ترجمه یاد کن ای محمد صلے الله علیه وسلم چون وحی میکرد پروردگار تو بسوی فرشتگان که من
با شما ام قوله تعالے فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ترجمه پس ثابت دارید مومنان را و آیت مذکوره هر کفر دلالت
ندارد و بلکه بر آنکه گریختن از جنگ کفار حرام است و حق الله تعالی است اگر خواهد بخشد اگر خواهد عذاب کند
و لهذا چون در جنگ احد فرار واقع شده حق تعالے از ان عفو فرمود قوله تعالے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ
پس اعتراض ساقط شد و در روز حنین اولا فرار نمود و ثانیا چون عباس رض آواز داد یا عباد الله انا رسول
الله ص بندای او در آمدند و جنگ عظیم نمودند و توبه متحقق گشت و از بس که ایشان ناصران دین خدا بودند حق تعالی بموجب وعده خود قوله تعالے لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ نصرت ایشان کرده و

غیبے از ملائکہ برائے ایشان فرستاد و بشارت نزول سکینہ کہ خاصہ مومنین کامل الایمان ست دربارہ
ایشان نازل فرمود چنانچہ میفرماید قولہ تعالے لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ترجمہ
بدرستیکہ نصرت داد شما را خدا تعالے در غزوہ ہای بسیار و حنین و میفرماید قولہ تعالے ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ پس نازل فرمود خدای تعالے سکینہ و آرام خود را بر پیغمبر خود صلی اللہ
تعالے علیہ وآلہ وسلم و بر مومنان کہ بہذا سے عباس باز گشتند و آمدہ مدارک مافات کردہ قتال شدید
نمودند قولہ تعالے وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ترجمہ و فرستاد لشکرہائے ملائکہ کہ شما اے صحابہ بچشم خود
ندیدید آنہا را و قولہ تعالے وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ترجمہ و عذاب کرد و شکست داد کفار را ای عزیز نامل
فرما کہ بنگر کہ این قدر رحمت الٰہی و دستگیری حال آنہا باشد ہرگاہ کہ بمقتضای بشریت بلغزند و فرستادگان
برائے امداد آنہا آیند و سکینہ الٰہی دربارہ آنہا نزول یابد کار مسلمانان باشد کہ تمام آیات رحمت و مغفرت
را فراموش کنند و آنہا را ہدف مطاعن سازند و معاذ اللہ تعالی من خبث الباطن و شر الشیطان و شر کید
و باز اگر شیطان بیاید و ترا وسوسہ کند کہ شاید آنہا منافق باشند کہ در آن وقت منافقان ہم بودند
چنانچہ در قرآن مجید ذکر منافقان ہم بسیار آمدہ در جواب بگو کہ آرے منافقان بودند لیکن منافقان
در اعراب بودند و ہمانان کہ ساکن آنہا گرد مدینہ بودند بعضے از ساکنان و در اہل مکہ یعنے مہاجرین
و در انصار کہ ایمان و نصرت شان منصوص است کسے منافق نبود چنانچہ میفرماید قولہ تعالے
وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ترجمہ و بعضے از آن کسان کہ در گرد شما باشند ای اہل مدینہ
از بادیہ نشینان منافقان اند قولہ تعالے وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ
ترجمہ و بعضے از اہل مدینہ خالی شدند از نیکی در حالیکہ خو کردہ اند بر نفاق نمیدانی ای محمد آنہا را کہ
عالم الغیب منم و میدانم آنہا را بعد ازان حق تعالے آنہا را ہم ممتاز ساختہ چنانچہ میفرماید قولہ تعالے
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ترجمہ نیست و نہ سزد
خدا تعالے را کہ بگذارد مومنان را بر حالیکہ شما ہستید بر آن یعنے مختلط مومن و منافق تا کہ تمیز دہد
و جدا کند پلید را از پاک یعنے منافقان را از مومنان پس حق تعالے تمیز داد و آنحضرت صلعم را از حال
آنہا مطلع گردانید و آنحضرت ۲ بحذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالے عنہ کہ صحابی است اظہار
فرمود برائے نصیحت و سوائے پسران ایشان کہ مومنین مخلصین بودند بر دیگران ظاہر نکرد اگرچہ

بسیاری از منافقان بسبب علامات نفاق فضیحت ہم شدند وہمہ کس آنہارا دریافتند لیکن حق
سبحانہ وتعالے بوجہے قبایح در قرآن یاد فرمودہ ودر حق آنہا وعید شدید بیان نمودہ بوجہے احسن
ظاہر شد ودر صحابہ کہ اہل سنت در حق آنہا حسن اعتقاد دارند کسے منافق نبود چنانچہ حق تعالی در حق
منافقان میفرماید قولہ تعالے فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَکُ خَیْرًا لَّھُمْ ترجمہ پس اگر توبہ کنند منافقان از نفاق خود
باشد بہتر مر ایشان را قولہ تعالے وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ عَذَابًا اَلِیْمًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ترجمہ اگر
روگردانند از توبہ وبر نفاق خود مانند عذاب کند خدای تعالے آنہارا عذاب سخت در دنیا واخرت قولہ
وَمَا لَھُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ترجمہ ونباشد ایشانرا در زمین ہیچ یاری ونہ مددگاری یعنے
در زمین کسے یاری آنہا نکند وخدای تعالے در حق مہاجرین برخلاف این قبایح اوصاف حمیدہ
میفرماید ووعدہ نصرت میدہد چنانچہ در آیت سابق در باب اذن قتال در حق مہاجرین خواندم لفظ
قولہ تعالے وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ گذشت ترجمہ تحقیق خدا تعالی بر یاری کردن مہاجرین
قادر است یعنے آنہارا یاری خواہد داد ہمدرین آیت ذکر ہمین مہاجرین میفرماید قولہ تعالے وَلَیَنْصُرَنَّ
اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ترجمہ البتہ یاری خواہد داد اللہ تعالے کسے راکہ دین او را یاری دہد وشکے نیست
کہ حق سبحانہ وتعالے جمیع صحابہ راکہ بعد آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم باقی ماندند خصوصاً
خلفاء راشدین را یاری داد کہ ہزارہا مشرکان ومرتدان راکشتند وملک کسرے وقیصر را بہم زدند
وخلفاء راشدین را تمام صحابہ یاری کردند پس معلوم شد کہ خلفای ثلثہ از مہاجرین فی سبیل اللہ اند کہ
حق تعالے وعدہ نصرت باکہ بمہاجرین داوہ بود در حق ایشان بوجہ اتم راست کرد ومعلوم شد کہ بواقعی
اصحاب نیز ناصران دین خدا بودند واگر منافق بودندے کسے دست آنہا ہم نمیگرفت ودر زمین
کسے یار ونصیر آنہا نبودے ونیز ظاہر شد کہ آنچہ منکرین قرآن گویند کہ علی رضہ بعد آن حضرت
طلب خلافت نمود وخانہ سبحانہ مہاجرین وانصار برای قائم کردن حجت میگشت وکسے از انہا یاری
او نکرد وحمایت او ننمود این سخن شان کفر صریح وکذب جلی وانکار این آیت است چہ حق تعالے
درین آیت وعدہ نصرت بمہاجرین کردہ وشک نیست کہ امیر المومنین علی رضہ از نفس مہاجرین
اول است ومحال ست کہ کسے او را یاری نکردی پس ثابت شد کہ کسانیکہ این سخن بجناب پاک مرتضوی
نسبت میکنند دشمن آنجناب اند کہ آیت منافقین در حق او میخوانند ومیگویند قولہ تعالے وَمَا لَھُمْ فِی الْاَرْضِ

من قولی ولا تغییر و ثابت شد که دوستان آنجناب اہل سنت اند که او را نسبت نفاق نمے کنند بلکه
میگویند که اگر آنجناب برای طلب خلافت برخاستے و اراده آن داشتی و از پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نقلے در حق خود شنیدی البته تصرف او نافذ گشتے و همه بیاری او برخاستندی چنانچه درباره مهاجرین
ورود یافته پس معلوم شد که آنجناب خلافت صدیق را برحق دانسته بیعت نمود و همیشه ناصر و معین
آنها بوده و الحمد للہ علے نعمائه باز شنو که حق تعالے در فضیحت منافقان چه میفرماید قوله تعالی لَئِنْ لَّمْ
یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ
فِیْهَآ اِلَّا قَلِیْلًا مَّلْعُوْنِیْنَ ترجمه هر آینه اگر باز نیایند منافقان از نفاق خود و اگر باز نیایند کسانیکه در دل
آنها بیماری است چون ضعف ایمان و مانند آن و اگر باز نیایند کسانیکه خبر بد مے افگنند در مدینه
از غیب لشکر اسلام میفرماید اگر باز نیایند و توبه نکنند این هر سه گروه البته برگماریم و مسلط گردانیم ترا
ای محمد بر ایشان پس همسایه تو نباشند در مدینه اند ک زمانه یعنے زود از شهر مدینه بیرون روند خوار و
رانده گان قال اللہ تعالے اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ترجمه هر کجا که یافته شوند گرفته شوند و کشته
شوند کشته شدنی بسیار ازین آیت ثابت شد کسانیکه توبه از نفاق نه کردند در مدینه از آنها کسے نماند
و آنها خراب شدند و هلاک گشتند و کشته شدند پس معلوم شد تمام صحابه که بعد آنحضرت ﷺ در مدینه
باقیماندند همه ناصران دین خدا و حق پرست و اصحاب خلص بودند پس آنچه آنها بر آن اجماع
و اتفاق کردند عین حق و هدایت باشد نه ظلم و ضلالت چون قباحت منافقان شنیدی و صفت
مهاجرین هم برعکس این بشنو قال اللہ تعالے۔ وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ترجمه و کسانیکه هجرت کردند در راه خدا تعالے از پس آنکه ظلم کرده بودند
بر ایشان کفار مکه البته جا دهیم ایشان را به بلده نیکو یعنے در مدینه مطهره قوله تعالے وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
اَكْبَرُ ترجمه و هر آینه ثواب آخرت بزرگتر است یعنے بر ایشان اگر کسے بقرآن ایمان داشته باشد
همین یک آیت او را برای دفع تمام وساوس شیطانی کافیست چه حق سبحانه و تعالے در این
آیت در حق مهاجرین فی سبیل اللہ وعده کرده یکے در دنیا دوم در آخرت و شک نیست وعده
دنیا بوفا رسیده و همه مهاجرین در مدینه جا گرفتند خصوصاً خلفای ثلثه که هم در حیات خود و هم نجا
بودند و هم بعد وفات هم نجا مدفون گشتند شیخین در قبر منور جناب رسالت پناه صلی اللہ تعالے

علیہ وآلہ وسلم پیوستند وعثمان رض در تبلیغ رونق افزا گردید واگر معاذ اللہ منافق بودندے بحکم آیت
سابقہ کہ در ذکر منافقین خواندہ حق تعالے رسول خدا را بر آنہا مسلط کردے وآنہا نزد از مدینہ بیرون شدہ
وگرفتہ شدندے وکشتہ شدندی بخواری ورسوائی وکسے سخن آنہا ہم نشنیدے چہ جاے امامت وخلافت
پس کالشمس فی نصف النہار واضح ولائح شد کہ آنہا مہاجرین فی سبیل اللہ وقطعی بہشتی اند ودر آخرت
اجر وثواب آنہا بحکم وعدہ دوم بزرگتر خواہد بود وہمچنین دیگر صحابہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم
کہ بعد وفات وے تمام در مدینہ باقی ماندند ہمہ ناصران دین خدا بودند وکامل الایمان ونفاق را بحکم آیت
قرآنی گرد آنہا راہ نبود پس ہر چہ آنہا بعد آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم بر آن چیز اتفاق
واجماع کردند عین ہدایت ودیانت باشد وکار مسلمان نیست کہ باین ہمہ تصریحات قرآنی بر کسے
از آنہا اعتراض کند ومع ہذا باز اگر شیطان بیاید ووسوسہ کند کہ شاید از آنہا بعد پیغمبر علیہ السلام وقت
اقتدار وغلبہ چیزے خلاف شریعت بظہور آمدہ باشد کہ بسبب آن شیعہ در شبہہ افتادہ اند در جواب او
بگو کہ دروغ میگوئی بلکہ ہر چہ آنہا در ایام خلافت وقدرت خود کردہ اند برای اجرای احکام شرع واز
باب امر معروف ونہی منکر کردہ اند نہ بنا بر تعصب وفساد چنانچہ حق تعالے در وصف مہاجرین در آیت
سابق کہ در باب اذن بقتال خواندہ میفرماید قال اللہ تعالے الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ترجمہ یعنے حال وصفت مہاجرین اینست کہ اگر
تمکین وقدرت دہیم ایشانرا در زمین بر پادارند نماز را وبدہند زکوۃ را وامر کنند دیگران را باحکام
شرعی ونہی فرمایند از منکرات وخلاف شریعت پس محال است کہ از مہاجرین در وقت اقتدار وتمکین
ظلم وفساد بظہور آید پس نسبت کردن ظلم بر آنہا انکار این آیت باشد نعوذ باللہ منہ باز اگر کسے وسوسہ
کند کہ در قرآن وارد شدہ قال اللہ تعالے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ
بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ ترجمہ اے کسانیکہ ایمان آوردہ اید
ہر کہ برگردد ومرتد شود از شما از دین خود پس زود باشد کہ بیارد خدا تعالے یعنے قایم کند برای
قتال مرتدان قومی را کہ دوست میدارد خدا آنہا را وآنہا دوست میدارند خدا را مہربانان بر مومنان
غلبہ کنندگان بر کافران قولہ تعالے۔ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ترجمہ کہ جہاد
خواہند کرد آن قوم بمرتدان در راہ خدا ونخواہند ترسید از ملامت ہیچ ملامت کنندہ واگر گوید کہ

این آیت چه معنی دارد در جواب او بگو که در این آیت کمال مناقب صدیق اکبر و غیره اصحاب
رسول الله صلے الله تعالے علیه وآله وسلم ست که آنها مسیلمه کذاب را در خلافت صدیق اکبر کشتند
و دیگر فرقه های اعراب که تفصیل آنها طول دارد مرتد شده بودند و انکار زکوٰة میکردند همه آنها جهاد
کردند و آنها را به تیغ کشیدند و بسیاری از آنها باز اسلام آوردند در این آیت تهمت ارتداد از صحابه
بوجهے باطل شد که فوق آن متصور نیست چه اگر کسے از صحابه مرتد بودے معاذ الله دیگر مومنان کامل
الایمان با آنها جهاد کردندے و آنها را کشتندی و شک نیست که بخلفای ثلثه رضی الله عنهم کسے از ین کامل
الایمان جنگ نکرده بلکه علی و ابوذر رضی الله عنهما مومنان کامل الایمان متابعت و موافقت آنها کردند پس
واضح گشت که آنها مومنان کامل الایمان و قطعی جنتی و از مهاجرین فی سبیل الله اند که در وصف
آنها آیات لاتحصے وارد شده قال الله تعالے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا
اَبَدًا صفت شان است و ظاهر شد که تمام مهاجرین و انصار بر عین حق و کمال ایمان و هدایت
بودند و اجماع و اتفاق شان مرضی و مقبول الٰهی است پس کسے را بر آنها طعن و تشنیع نمودن جائز
نباشد بلکه شب و روز دعای مغفرت در حق آنها خواندن وظیفه مسلمانان است و هر که طعن و تشنیع
کند در حق آنها دعای خیر نکند و بآنها کینه دارد کافر است و از جماعه مسلمین خارج چنانچه حق تعالی مسلمانان
را در قرآن بر سه قسم منقسم ساخته قوله تعالے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ
یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ و مال فی برای فقرا است که هجرت
کنندگان اند آنانکه بیرون کرده شدند از خانه ها و اموال شان در حالیکه طلب میکردند فضل خدا
را و خوشنودی او را و نصرت میکردند دین خدا و رسول او را یعنے هجرت ایشان برائے خدا و رسول
او صلے الله تعالے علیه وآله وسلم و برای نصرت دین خدای تعالے بود نه برای اغراض دنیوی
قال الله تعالی اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ و آن گروه ایشان اند راست بازان هم در اقوال و هم در
افعال قسم دوم قوله تعالی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ و مال فی برای کسانی است
که جا گرفتند در سرای هجرت و خانه ایمان یعنے مدینه مطهره پیش از هجرت مهاجرین قوله تعالی
یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ ترجمه دوست میدارند کسے را که هجرت کند بطرف ایشان یعنے بمهاجرین
محبت دارند قوله تعالی وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا و نمے یابند انصار در سینه

ودغدغه در سینه ها ی خود از انچه عطا داده شود بایشان یعنی انچه رسول کریم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم
بایشان عطا فرماید بان راضی میشوند وقبول میکنند قولہ ویؤثرون علے انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ
وایثار میکنند ومقدم میدارند انصار مہاجران را بر نفسہای خود اگر چہ ہست بر ایشان حاجت
یعنے اگر چہ انصار ہم حاجت بمال دارند اما بسبب علو ہمت میخواہند کہ حاجات مہاجران روا گردد
وتمام اموال بر ایشان قسمت یابد قولہ تعالی ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون ترجمہ وہر کہ
نگاہ داشتہ شود از بخل نفس خود پس آن گروہ ایشانند فلاح یافتگان ای عزیز حق سبحانہ تعالی انصار را
در این آیت بمحبت مہاجرین وخدمت آن بزرگواران ستایش نموده وہمین سبب فلاح را وابستہ
ایشان فرموده پس ہر کرا راہ نجات وفلاح خود جستن منظور باشد مانند انصار محبت مہاجرین را
شیوہ خود سازد واز کینہ وعداوت وطعن وتشنیع آنہا دور بودہ شب وروز دعای مغفرت در حق آنہا
خواند تا در زمرہ قسم سوم محشور شود چنانچہ میفرماید قولہ تعالی والذین جاؤ من بعدہم یقولون
ترجمہ وفی برای کسانے است کہ آمدند بعد مہاجرین وانصار میگویند قولہ ربنا اغفر لنا ولاخواننا
الذین سبقونا بالایمان ترجمہ ای پروردگار ما بیامرز ما را وبرادران ما را کہ سبقت کردند ما را بایمان
قولہ تعالے ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ترجمہ ومگردان در دلہای ما کینہ وعداوت برای
کسانیکہ ایمان آوردند یعنے در حق صحابہ دعای خیر میکنند ومیگویند کہ حق تعالے دلہای ما را
از کینہ صحابہ پاک سازد قولہ تعالے ربنا انک رؤف رحیم ترجمہ ای پروردگار ما بدرستیکہ تو مہربان
رحمت کنندہ ہستی بر ما دعای ما را اجابت فرما از این آیت ثابت شد کہ در حق صحابہ دعای خیر باید نمود وکینہ ما
یکسو باید نہاد وہیچ وجہ زبان درازی نباید کرد تا در زمرہ اہل اسلام محشور گردد وگرنہ از ہر سہ قسم
مسلمانان خارج میشود نعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالے این ست بنای مذہب اہل سنت
وجماعت وبحمد اللہ سبحانہ این بنا بہ نہجی راسخ است کہ اگر تمام جن وانس جمع شدہ خواہند کہ این
بنا را بر کنند وجنبش دہند نتوانند کرد وچہ جنبش این بنا آنگاہ متصور گردد کہ چنانچہ اہل سنت بر ایمان
مہاجران وانصار وغیرہ صحابہ سید ابرار آیات بینات ونصوص محکمات قایم کردند وساوس
شیاطین را بر چہ دفع کردند کہ ہمہ منثور گشت واثری از ان نماند مخالفان ہم اگر در دعوے
خود صادق اند ہمین نمط آیات محکمات را کہ تاویل را بآن راہ نبود بر کفر ونفاق جمیع مہاجرین

وانصار قایم کنند آنگاه بحث وگفتگوی کتابی وسوال وجواب علمی بکار برند وگرنه عبث زباندرازی
کردن وآیات ونصوص را انکار نمودن براے خود آتش دوزخ خریدن از قسم سوم مسلمانان خارج میشوند
وخود معلوم است که در قران یک آیت هم بر کفر واتفاق مهاجرین وانصار موجود نیست وچگونه این
معنے صورت بندد وکسانی را که حق تعالی جا بجا مدح ومناقب بیان نموده باشد وایمان وتقوی
وجهاد وصلوة ونیز واعمال صالحات شان ذکر کرده باشد قوله تعالی وکلا وعد الله الحسنی بوده باشد
وشهادت بخلود وجنت وبشارات نعیم مقیم داده باشد باز چه طور آنها را کافر ومنافق گوید معاذ الله من الکفر
والنفاق پس ظاهر شد که بناے مذهب منافقین بر آیات قرآنی نیست بلکه بقصه هاے تواریخ وواهیات
عقل است وقرآن مکذب ومبطل آن قصه ها وملخص آن خیالات شان است پس معلوم شد که مذهب
ایشان مذهب اهل بیت نیست چرا که مذهب اهل بیت خلاف قرآن نباشد ومعلوم شد که مذهب اهل بیت
همین مذهب اهل سنت است که موافق قرآن ست واگر هنوز هم تراوش نموده باقی میماند بشنو که امام زین
العابدین علی بن الحسین علیه السلام وسلے ابائه الکرام در صحیفه کامله که نزد شیعه معتبر ومعمول است
چه میفرمایند عن زین العابدین علیه السلام - اللهم واتباع الرسل ومصدقوهم من اهل الارض الراغب
عند معارضة المعاندین لهم بالتکذیب والاشتیاق الی المرسلین کما نضلهم بحقایق الایمان فی کل دهر و
زمان ارسلت فیه رسولا واقمت لاهله دلیلا من لدن ادم الی محمد صلے الله تعالے علیه وسلم من
ائمة الهدی وقادة اهل التقی علیهم السلام فاذکرهم منک بمغفرة ورضوان حاصل این عبارت
انکه خدایا اصحاب جمیع پیغمبران را که در وقت تکذیب کفار تصدیق انبیا نمودند وایمان بانها آوردند
یاد کن بمغفرت ورضوان وچون اصحاب محمد صلے الله تعالے علیه وآله وسلم بر اصحاب جمیع پیغمبران
فضیلت دادند چنانچه انحضرت صلے الله تعالے علیه وآله وسلم سید المرسلین است اصحاب او
سادات اصحاب جمیع پیغمبران اند در حق آنها وجه تخصیص میفرمایند قوله اللهم واصحاب محمد صلے الله
تعالے علیه وآله وسلم خاصة خدایا علے الخصوص اصحاب محمد را صلے الله تعالے علیه وآله وسلم نوازش
فرما وایشان را بمغفرت ورضوان نما بعد ازین در مقام مدح صحابه آمده میفرمایند قوله والذین احسنوا الصحابة
ترجمه وآنانکه نیک کردند صحبت پیغمبر را در حق صحبت بجا آوردند ایضا قوله والذین ابلوا البلاء الحسن فی
نصرته ترجمه وآنانکه دادند عطاء نیک را در نصرت آن حضرت صلے الله تعالے علیه وآله وسلم قوله وکفوه

ترجمہ و در میان خود گرفتند و از شر اعدا حفاظت نمودند آنحضرت را قولہ اَسْرَعُوْا اِلَیْہِ وَفَادَتِہٖ و سابقوا الیہ دعوتہ ترجمہ و سرعت نمودند در حاضری خدمت او و زود دعوت او را قبول نمودند قولہ وَاَجَابُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ حَیْثُ اَسْمَعَھُمْ حُجَّۃَ رِسَالَتِہٖ ترجمہ و اجابت و قبول نمودند چون شنوانید ایشان را حجت رسالت خود کہ قرآن است قولہ وَقَارَعُوا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ فِیْ اِظْھَارِ کَلِمَتِہٖ ترجمہ گذاشتند زنان و پسران خود را در ظاہر کردن کلمہ دین آنحضرت یعنی ہجرت برای خدا و برای اظہار کردن اسلام بود نہ برای طمع دنیا و غیرہ قولہ وَقَاتَلُوا الْاٰبَاءَ وَالْاَبْنَاءَ فِیْ تَثْبِیْتِ نُبُوَّتِہٖ وَانْتَصَرُوْا بِہٖ ترجمہ و جنگ و جدل کردند با پدران و پسران خود در محکم ساختن نبوت او و غالب آمدند بر کفار بسبب نصرت آنحضرت و خدمت او ہر کرا دین و عقل باشد بر وی مخفی نخواہد ماند کہ این ہمہ اوصاف جمیع صحابہ اند از مہاجرین و انصار چہ ہمہ ہا حمایت و نصرت کردہ اند و بہ پدران و برادران خود جنگیدہ اسلام را قوی ساختہ اند و در ہر معرکہ و غزوات حاضر بودند و نصرت بر اعدای دین حاصل نمودہ اند و فقط چند کس جابر و ابوذر رضی اللہ عنہم و غیرہ تمام جنگہا را فتح نکردہ اند و تمام کفار را کشتہ غلبہ حاصل نمودہ اند چنانچہ در غزوہ بدر سہ صد و سیزدہ کس و در احد ہزار کس و در حنین دوازدہ ہزار و در تبوک سی ہزار ہمچنین در اکثر غزوات ہزار ہا صحابہ رضی اللہ عنہم بودند و ہمہ آنہا نصرت و حمایت مے کردند و ہمہ را غلبہ و قوت و دست میداد پس ثابت شد کہ بمذہب امام زین العابدین ہمہ مغفور و بہشتی و لایق مدح و ثنا ہستند پس بناء مذہب مخالفین کہ صحابہ را در چند کس حصر میکنند از بیخ برکندہ شد و ظاہر شد کہ این قول اہل بیت نیست بلکہ وسوسہ شیطان است کہ از ان پناہ بخدا تعالی باید جست ایضاً وَمَنْ کَانُوْا مُنْطَوِیْنَ عَلٰی مَحَبَّتِہٖ ترجمہ و آنانکہ بودند ہمیشہ بر محبت آن سرور ہم یعنی عاشق او بودند ایضاً یَرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ فِیْ مَوَدَّتِہٖ ترجمہ امیدوار بودند سودی را کہ زیان ندارد یعنے ہمہ اصحاب آنحضرت در دوستی آنحضرت را برای آخرت اختیار کردہ بودند و این ایشان را البتہ سود مند خواہد بود نہ موجب خسارت قولہ وَالَّذِیْنَ ہَجَرَتْھُمُ الْعَشَائِرُ اِذْ تَعَلَّقُوْا بِالْعُرْوَتِہٖ ترجمہ و آنانکہ بگذاشتند و ترک کردند آنہا را قبیلہ ہای شان چون دست زدند بحلقہ ہدایت آن سرور ہم ایضاً وَانْتَفَتْ مِنْھُمُ الْقَرَابَاتُ اِذْ سَکَنُوْا فِیْ ظِلِّ قَرَابَتِہٖ ترجمہ و نیست و نابود شد از ایشان رشتہای قرابت چون ساکن شدند در سایہ قرابت آنحضرت صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم یعنے چون صحابہ با آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم ایمان آوردند و بخدمت وی کمر بستند تمام کفار عرب برای عداوت بر خاستند

رسانند ایشانرا مورد رأفت قطع کردند ایشانرا فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین ترجمه پس فراموش کن بر حق
صحابه خدایا آنچه ترک کردند برای تو و رضاء تو یعنی جدائی از هجرت و نصرت ایشان البته عنایت فرما
ایشانرا و از فضل خود بر من ترضونها ترجمه و خوشنود ساز و راضی کن ایشان را از رضوان و خوشنودی خود
قوله و بما حاشا الخلق فلیک ترجمه و جزاده آنها را بسبب آنکه جمع کردند خلق را بر تو قوله و کانوا مع
رسولک وفاته لک والیک ترجمه و بودند آنها همراه رسول تو صلے الله تعالے علیه وسلم خواننده گمان
خالصا برای تو و بطرف تو یعنی چنانچه خود در صحبت آنحضرت اکمل شده بودند خالصا لله تعالے
دیگران را هم بطرف خدا میخواندند و بسیار کشته کسان را که جمع کردند بر دین اسلام یعنی نهر الطفوف و زان
بسعی آنها در حلقه اسلام آمدند اگر کسے طالب راه قرآن در راه اهل بیت خواهد درین مقام تامل نماید
بالفور توبه از دوستی شیطان نموده براه قرآن خواهد آمد چه جمع کنندگان خلق بر دین اسلام همه صحابه
بودند هم در حیات آنحضرت تمام و هم بعد وفات آنحضرت صلے الله تعالے علیه وآله وسلم نه آنکه صرف البوذر
وعمار رض یا چند کس دیگر در تمام بلاد رد کفر میکردند و تمام خلق خدا را تعلیم و ارشاد میکردند کسے احمق هم
این سخن نگوید چه جاے کسے که دعوی علم قرآن داشته باشد قوله و انکریهم علی ما تجرهم فلیک دیارهم
قوهم ترجمه و جزاده ایشان را بر هجرت کردن ایشان در راه تو شهرهاے قوم خود را ایضا و خزوجهم
من سنة المعارش الی الضیقة ترجمه و جزاده بر بیروان استقلال شان از زراعتی معاش خود بسوی
تنگی کار یعنی بسبب هجرت از خانه هاے خود و عیش خود کناره گزیدند و در دیار غربت در تنگی عیش اوفتادند
ایضا و من علی من کثرت فی اعزاز دینک من مظلومهم ترجمه و احسان کن بر ان کسانیکه بسیار کردی
بوجود آنها مطیعان خود را در عزیز ساختن دین تو از مظلومان صحابه یعنے مهاجرین اول مظلوم بودند
بعد از انکه هجرت کردند فتح شد دین بسبب آنها غالب گشت و بسیار مردمان مسلمان شدند
ایضا اللهم و صل الی التابعین لهم باحسان الذین یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین
سبقونا بالایمان خیر جزائک ترجمه خدایا و برسان به پیروان صحابه که به نیکی پیروی آنها کردند
در راه آنها اختیار نمودند بهترین جزاء تو آن تابعین که میگویند خدایا بیامرز ما را و برادران ما را که
سبقت کردند ما را بایمان یعنے در حق صحابه دعاء خیر و مغفرت میکنند این کلام امام علیه السلام
اشارت است بانکه قسم سوم از مسلمانان همان کسان اند که در حق صحابه دعاء خیر میکنند پس

ثابت شد کہ موافق قرآن و موافق مذہب اہل بیت اہل سنت و جماعت تابعان صحابہ اند کہ در حق آنہا
دعائے خیر میکنند و کینہ بکسے از انہا ندارند و دعای حضرت سجاد علیہ السلام در بارہ مغفرت ایشان است
پس ایشان مغفور و فرقہ باخیر اند نہ مخالفان ایشان باز بشنو کہ امام علیہ السلام در مدح تابعین چہ میفرماید
ایضاً اَلَّذِیْنَ قَصَدُوْا حُجَّتَہُمْ آن تابعین کہ قصد کردند حجت وراہ صحابہ را ایضاً وَتَحَرَّوْا وِجْہَتَہُمْ وقصد
بجانب ایشان کردند و دیدہ و دانستہ براہ ایشان رفتند ایضاً وَمَضَوْا عَلٰی مَنَاہِجِ طَرِیْقَتِہِمْ و رفتند براہ طریقہ
و مذہب صحابہ قولہ وَلَمْ یَثْنِہِمْ رَیْبٌ فِیْ بَصِیْرَتِہِمْ و باز نگردانید آن تابعین را شک در بصیرت صحابہ
یعنے شک نکردند در آن کہ صحابہ بر ہدایت اند و بر بصیرت و روشنائی ایضاً وَلَمْ یُخَالِجْہُمْ شَکٌّ فِیْ
فَضْلِ آثَارِہِمْ ترجمہ و خلجان نکرد و تخلید ایشان را شکے در متابعت و پیروی آثار آنہا یعنی صحابہ را بر حق دانستہ متابعت
آنہا کردند و در حق بودن آنہا شک نیاوردند قولہ وَالْاِئْتِمَامِ بِہِدَایَۃِ مَنَارِہِمْ ترجمہ و شک نکردند در اقتدا
کردن بہدایت و روشنائی صحابہ یعنے صحابہ را بر ہدایت دانستہ اقتدا بآنہا نمودند قولہ مُکَانِفِیْنَ
وَمُوَازِرِیْنَ لَہُمْ ترجمہ آن تابعین حمایت کنندگان و اعانت کنندگان صحابہ اند یعنے اگر کسے ملحد یا گمراہ
بجناب پاک صحابہ طعن کند آن تابعین بجواب طعن او را رد کنند و رحم نمایند ازین لفظ تمام
وساوس شیطانی کہ مخالفان بر صحابہ تہمت میکنند باطل شد و معلوم شد کہ طعن در حق ایشان کار
مسلمانان نیست بلکہ شیوہ اہل اسلام جواب رد و طعنہا ہای صحابہ است و شک نیست کہ این وصف
سوائے اہل سنت در ہیچ فرقہ یافتہ نمیشود بلکہ روافض ہزار ہا طعن بگمان فاسد بجناب آن پاکان
نسبت میکنند ہمچنین خوارج خذلہم اللہ تعالی پس معلوم شد کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت اند نہ مخالفان
شان ہو المطلوب ایضاً یَہْتَدُوْنَ بِہَدْیِہِمْ ترجمہ اعتقاد میدارند آن تابعین بہ دین صحابہ قولہ وَ
یَہْتَدُوْنَ بِہَدْیِہِمْ ترجمہ و راہ میروند براہ صحابہ قولہ یُنْفِقُوْنَ عَلَیْہِمْ ترجمہ انفاق میکنند بر صحابہ یعنی بر
حمایت و نصرت صحابہ متفق اند و ہر نے دین شیطان وارد آمدہ بر صحابہ شبہ انداز د او را جواب میدہند
و میرانند قولہ وَلَا یَتَّہِمُوْنَہُمْ فِیْمَا اَدَّوْا اِلَیْہِمْ ترجمہ و تہمت نمیکنند صحابہ را در چیزے کہ ادا کردند و برسانیدند
از احکام دین و احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بدیشان یعنے صحابہ را صادقین دانستہ تمام روایات
احادیث از ایشان قبول کردہ بران عمل میکنند پس ثابت شد احادیث کتابہای اہل سنت
کہ از اہل بیت و صحابہ مرویست ہمہ معتبر و مقبول است و مذہب حضرت امام زین العابدین

رسالہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب

در دفع اعتراضات بر بعض عبارات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موہم اشکال موافق آنچہ ازین عبارت مفہوم میشود چند چیز است اول آنکہ مقام محبت ارفع است از مقام خلت پس باوجود حصول مقام محبت تحصیل مقام خلت چہ درکار است جواب آنکہ صاحب اشکال خود اقرار کردہ است بانکہ شب معراج بجناب حضرت خاتمیت مقام محبت عطا شدہ بود چنانچہ از خبر بیہقی آوردہ واز جامع صغیر نقل کردہ بعد ازان خود نقل نمودہ کہ آنحضرت خود را خلیل گفتہ اند ونیز از کتب صحیحہ آوردہ ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا پس معلوم شد کہ باوجود حصول مقام محبت کہ ارفع از مقام خلت است حصول مقام خلت درکار بود والا بحصول آن فخر بنے فرمودند نمے گفتند ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا ونیز از احادیث صحیحہ صاحب اشکال خود فہمیدہ است کہ جمیع کمالات از خاتمیت واولوالعزمی در رسالت بآنجناب عطا شدہ است وظاہر است کہ درین کمالات بعضے ارفع اند وبعضے غیر ارفع پس معلوم شد کہ باوجود حصول ارفع حصول غیر ارفع ہم درکار میشود خصوصاً وقتیکہ آن غیر ارفع طریق حصول ارفع باشد ودر راہ آن واقع شود کہ درینصورت حصول آن غیر ارفع موقوف علیہ حصول ارفع است اگر نظر بآن کنند کہ آن غیر ارفع فی نفسہ کمال است نیز مطلوب است واگر نظر بآن کنند کہ آن غیر ارفع بطریق حصول ارفع است پس نیز مطلوب است مثل آنکہ جسم را نامی بودن کمال است وحساس بودن کمالے است دیگر ارفع ازان ونطق وعقل کمالے است وراین دو کمال

وآن ہر دو کمال در طریق این کمال آخر واقع اند پس آن ہر دو کمال بہر دو وجہ مطلوب اند بذاتہا وبغیر ہما وہمچنان مقام خلت را نسبت با مقام محبت باید فہمید دوم آنکہ مقام خلت ہمچنانکہ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم حاصل بود چنانچہ احادیث صحیحہ بان ناطق است پس حصول آن بعد از ہزار سال چہ معنے دارد جوابش آنکہ حصول مقام خلت آنجناب را بلا شبہہ یقینی وقطعی است بدلیل احادیث صحیحہ وہم باین دلیل کہ در راہ مقام محبت واقع است وموقوف علیہ مقام محبت است وحصول الموقوف بدون الموقوف علیہ محال لیکن تصرف دران مقام فرمودن وطالبان را بالاصالۃ بان مقام رسانیدن وطریق تحصیل این مقام را مدون ومفصل ساختن موعود بود کہ بعد از ہزار سال حاصل خواہد شد مانند آنکہ موافق احادیث صحیحہ متواترہ خلافت تمام روئے زمین از مشرق تا مغرب واز جنوب تا شمال آنحضرت را بطریق اجمال حاصل بود بدلیل اعطیت مفاتیح کنوز الارض ودر روایت دیگر است کہ وضعت مفاتیح کنوز الارض فی یدی ودر صحیحین در روایت کہ زویت لی الارض مشارقہا ومغاربہا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا ودر روایت دیگر ان اللہ زوی لی الارض مشارقہا ومغاربہا واعطیت مفاتیح کنوز الارض ودر بعض روایات کہ در غیر صحاح آمدہ جاء نی جبرئیل بمفاتیح کنوز الارض علے فرس ابلق حال آنکہ این معنی در زمان سعادت نشان آنجناب ودر عہد کرامت مہد خلفاء راشدین واقع نشد بلکہ فتح ہند بر دست سلطان محمود غزنوی وفتح ترکستان بر دست دیگران وفتح روم بالکلیہ بر دست عثمان ترکمانی واولاد او بوقوع آمدہ وہنوز ملک حبشہ وملک وسیع چین وخطا از قلمرو آنحضرت خارج است انشاء اللہ تعالی در عہد حضرت مہدی وحضرت عیسے بوقوع خواہد آمد وخلافۃ الارض کہ میراث حضرت ابو البشر است کمالے است عمدہ در آنوقت - آنجناب را بتوسط بعضے افراد امت کہ اعوان مہدی وعیسے علیہما السلام خواہند بود حاصل خواہد شد چنانچہ در جامع صغیر باین معنے اشارتے واقع شدہ کہ خیر امتی حصابتان عصابۃ تغزو الہند وعصابۃ تکون مع عیسے ابن مریم حالا مثل آفتاب روشن گشت کہ آنحضرت را جمیع کمالات حاصل بود وتصرف دران کمالات بتوسط بعضے افراد امت واقع شدہ در رنگ آنحضرت را علوم اولین وآخرین حاصل بود چنانچہ در صحاح ستہ وارد است کہ اوتیت علم الاولین والآخرین لیکن تصرف در علم کلام مثلاً بتوسط شیخ ابو الحسن اشعری وشیخ

ابو منصور ماتریدی و استاد ابو اسحاق اسفرائینی و امام غزالی و امام رازی و امثال این مرد صد آنجناب
را حاصل شد و همچنین تصرف در علم فقه و تفصیل احکام شرعیه از کتاب الطہارت تا کتاب الیمین و الکفارہ
و فرائض و وصایا بتوسط حضرت امام اعظم و امام شافعی آنجناب را حاصل شد و همچنین تصرف در آداب
طریقت و مقرر کردن اشغال و اوراد و ذکر جهری و خفی و طور مراقبه آنحضرت را بتوسط حضرت سید عبد القادر
جیلانی و حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند و حضرت خواجه بزرگ معین الدین چشتی و امثال این
بزرگواران حاصل شد قوله و کمالات مختصه آنجناب که در علم بود همه عطا نمود فیه بحث ظاهر زیرا که
اگر مراد عطاء تقدیری است پس مسلم است لیکن در ان الله اتخذنی خلیلا نیز اتخاذ تقدیری مراد
خواهد شد و اگر عطاء وقوعی است پس منع ظاهر است زیرا که مقام محمود و مقام وسیله هنوز حاصل
نشده در هر پنج وقت بعد استماع اذان امت مامور باین دعا گردیده که آت محمدا الوسیلة و
الفضیلة و ابعثه مقاما محمودا الذی وعدته انک لا تخلف المیعاد چنانچه هر پنج وقت باین دعا
هم مامور شده که اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم انک
حمید مجید قوله و خلاف مقتضی طبیعت بودن از کجا ثابت شد دلیل برین از عقل باید آورد و جواب
آنکه مراد اینجا از طبیعت طبیعت عنصری نیست بلکه مراد از طبیعت طبیعت کمالیه است و کمال آنحضرت
صلی الله علیه وسلم مقتضی آن بود که تهذیب ظاهر باعمال جوارح و تهذیب قلب و نفس و عقل
باعمال باطن فرمایند و تصرف در ماورا آن تفویض بکمل امت نمایند زیرا که اهم المقاصد و موقوف
علیه جمیع کمالات همین را میدانستند و همچنین بر دوام سیرت مصطفوی از شغل جهاد و تعلیم
ارکان اسلام و قواعد اجمالیه سلوک از مداومت ذکر لسانی و تکثیر مناجات و ادعیه و اذکار و تفقد احوال
قلب از حب و بغض و احوال مدرکه از یقظه و غفلت و توجه آن قوه در اکه در ضمن هر تغییر و تجدد خواه انفسی
باشد خواه آفاقی بسوی مبدء روآوردن حب الله بر ماسوی و بذل جان و مال و اهل و اولاد در حب او
مانند این اعمال را واضح من الشمس است و ابین من الامس چنانچه در تفسیر ان لک فی النهار سبحا
طویلا در احادیث مروی و مذکور است و قاعده مقرری است که شغل مالوف بحکم العادة طبیعة ثانیه
مقتضی طبیعت میشود و خلاف آن خلاف مقتضی طبیعت نیست دلیل انی این مطلب اما دلیل نقلی
پس در احادیث صحاح موجود است که هر رسول الله بحلقتین فی مسجده فقال کلاهما علی خیر و احدهما

افضل من صاحبه اما هولاء فیدعون الله فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم واما هولاء فیتعلمون الفقه
او العلم لیعلمون الجاهل فهم افضل وانما بعثت معلما ثم جلس فیهم ودلیل اصرح برین مقدمه آنست که حق
تعالے در مقام عتاب میفرماید واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه
اگر خلاف مقتضی طبیعت آنحضرت نمیبود امر بصبر چرا میفرمود وهمچنین آیه ولا تطرد الذین یدعون ربهم
بالغدوة والعشی یریدون وجهه ودلیل نیز برین مقدمه آنست که تعلیم این امور یعنی تهذیب ظاهر وآنچه
در حکم ظاهر است از عقل وقلب ونفس موقوف علیه جمیع کمالات است وبنیاد تمام کارخانه ولایت اگر
دین امور آنحضرت صلے الله علیه وسلم قدم نمے نهادند وبکمال جهد تصرف دران نمے نمودند بنیاد
کارخانه خراب بود وهیچکس از امت قایم مقام آنحضرت درین تعلیم نمیتواند شد زیرا که این امور بغیر
نصوص صاحب شریعت نمیتوان دریافت وکشف وعرفان بدریافت این مطالب نمیرسد
بخلاف کمالات دیگر که دریافت آن بکشف وفراست نیز میتوان شد وشده است لیکن کشف
ومعرفت هم موقوف بر تهذیب ظاهر ومافی حکمه است پس تعلیم تهذیب ظاهر ومافی حکمه معنی است
از تعلیم تفاصیل مکشوفات اگر گوئی این کلام را این آیات واحادیث بلکه متبع سیرت جناب پیغمبر
صلے الله علیه وسلم چنانچه دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان در تسلیک طریق خلت همچنان
دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان در جمیع ولایات بعین ماذکر فی المقدمات گویم فی الواقع
شغل وتصرف یکه آنجناب را در تهذیب ظاهر ومافی حکم الظاهر بوده در تهذیب باطن وکشف باطن نبوده
چنانچه از تتبع سیر هویدا است لیکن در مقام خلت ودیگر ولایات فرق بدیهی است بسه وجه
اول آنکه از مقامات دیگر نشان داده اند وطریق تحصیل آن بیان نموده تارة صریحا وتارة کنایة مثلا
یحبهم ویحبونه در حق یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله ورضی الله عنهم ورضوا عنه ولقد رضی الله
عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم مافی قلوبهم وان الله امرنی بحب اربعة من اصحابی واخبرنی
انه یحبهم الے غیر ذلک من الآیات والاحادیث الدالة علے ان بعض الافعال والاشغال علامة
حب الله ای کون الشخص محبا لله وبعضها موصل الے محبوبیة الله بخلاف مقام خلت که هرگز از
طریق تحصیل وعلامات حصول این نشان نداده اند وجه دوم آنکه ولایات دیگر در زمان قریب از
زمان سعادت نشان رایج ومتداول شدند صحابه وتابعین وتبع تابعین وهلم جرا الی زمان الجنید

واقرانہ ثم ہلم جرا الے زمان رؤسار القادریۃ والچشتیۃ کثر التداول وطرق تحصیل ان مدون ومبوب ومفصل گردید بخلاف مقام خلت کہ درین عہود متداول اصلا کسے مذکور آن نکردہ ونہ طریق تحصیل آنرا کسے بیان نمود تا ہزار سال گزشت وطریق تحصیل آن مقام در پردہ اختفا واحتجاب ماند تا انکہ حق تعالے حضرت مجدد را بر روی کار آورد والیشانرا مشار ظہور این مقام کہ در جوہر شریف آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مودع ومکنون بود گردانید وہزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوک این طریقہ میسر شد الحمد للہ علے ذلک حالا بیان این طریقہ بوجہے نمایم کہ اختصاص آن باتباع مجددیہ کالشمس فی رابعۃ النہار منکشف گردد وقبل از حضرت مجدد طرق سلوک ہمہ از راہ محبت ومحبوبیت بودہ اند اول راہ محبت مے پیمودند وآخر بمرتبہ محبوبیت فائز میشدند وآنچہ لوازم محبت است از ذکر جہر ووجد وشوق وانکسار وتضرع وصبر وتوکل ورضا جوئی او ومراقبہ صفات خصوصا احاطہ ومعیت واستغراق در توحید وجودی وفعلے خود را کالمیت فی ید الغسال داشتن وصفات خود را وغیر خود را مستہلک در صفات او دیدن بلکہ ذات خود را در ذات او مندمج ساختن وحسن وجمال او را در ہر مظہر مشاہدہ نمودن دران کوشش بلیغ مینمودند تا آنکہ بانوار وتجلیات در ابتدای سلوک وفنا وبقا در انتہاے آن فائز مے گشتند ودم اتحاد مے زدند کہ انا من اہوی ومن اہوی انا تا آنکہ حضرت خضر علیہ السلام بحضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کہ از اجل طریقہ مجددیہ بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در عہد حضرت خواجہ نقشبند این معنی برگ وبار پیدا کرد لیکن در عہد حضرت خواجہ حبیب اللہ احرار علوم توحید با این نسبت ممتزج شدند وغلبہ پیدا کردند تا آنکہ حضرت مجدد قدس اللہ سرہ آن ہمہ را در بطون بطون رسانیدند واز چاک سینہ خود سراغے بمحبوب پیدا کردند حالا عنایت سابق موقوف شد وشوق واشتیاق ووجد ومناجات وتضرع یک طرف ماند ہر چہ ہست در قلب وروح وسر وخفی واخفی وعناصر وبدن است تا آنکہ انوار وتجلیات از باطن خود در باطن خود مے افتند در رفتہ رفتہ بمقام خلت میکشند معنے محبت عاشقی است ومعنی محبوبیت معشوقی است ومعنی خلت یارانہ است اینجا صحبت یارانہ است وسابق عاشقی ومعشوقی بود در بیجا راز ونیاز از جانبین است وسر گوشیہا از طرفین واقع میشود ودر عاشقی نعرہ وبیتابی وسر بر در ودیوار شکستن ودر معشوقی ناز ودلال وفخر وسہاہات بودہ است اینست طریق خلت بطریق اجمال واگر تفصیل آن کسے خواہد باتباع

مجددیہ چند سال نشست و برخاست نماید و مدد وجدان خود نظر کند کہ چہ رنگ پیدا میشود و رای طریق سابقین دارد یا نہ کہ الوجدان لا یکون دلیلا علی الغیر اگر غیر منکر شود با کے ندارد ۵ نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند ۵ کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را ۵ قاصرے گر کند این طائفہ را طعن قصور حاش لله کہ برآرم بزبان این گلہ را ۵ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند ۵ روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ۵ وجہ سوم آنکہ خلت حالتے است ممتزج از محبت و محبوبیت من الجانبین پس نسبت او با مقام محبت و محبوبیت نسبت مرکب و بسیط است و البسیط اقدم علی المرکب طبعا تقدم وضعا اول درین امت محبت صرفہ و محبوبیت صرفہ رائج شد باین طریق کہ مدار اصل سلوک محبت باشد و مدار آخران محبوبیت کما فی السالک المجذوب یا بالعکس کما فی المجذوب السالک و چون دائرہ بسایط تمام شد و دائرہ مرکب شروع شد ۵ چون فراغت مفردات آمد ۵ وقت مشق مرکبات آمد ۵ و عجب آنست کہ ہر چند این طریقہ مجددیہ در رواج و شیوع و فیضان فیوض الٰہی در ضمن آن بر امت مصطفویہ متاخر است از طرق دیگر لیکن مبدء آن مقدم است بر مبادی طرق دیگر زیرا کہ این طریقہ منسوب است بحضرت صدیق اکبر ۵ و او اول خلفا است و اول من اسلم من الرجال البالغین است و نیز در حق او استحقاق خلت منصوص است چنانکہ ارشاد پیغمبر است لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الی آخر الحدیث و اگر کسے را بخاطر خطور کند کہ درین صورت لازم مے آید کہ عوام اتباع مجددیہ افضل باشند از اولیاء سابقین سبحانک ہذا بہتان عظیم گوئیم جوابش بسہ وجہ است اول آنکہ این وقتے لازم مے آید کہ طریق خلت را افضل از جمیع طرق انگاریم حالانکہ چنین نیست بلکہ محبوبیت افضل است از مقام خلت بدلیل لاد شرن حبیبی علی خلیلی دوم آنکہ افضلیت بعلو مرتبہ است در ہر مقام کہ باشد خواہ خلت خواہ محبوبیت مثالش آنکہ بادشاہان را امرا یاران و مصاحبین میباشند کہ مدام در حضور حاضر باشند و راز و نیاز با آنہا در میان و امرا و صوبہ داران عمدہ و رسالہ داران و داروغہ ہای کارخانجات و متصدیان دفاتر میباشند و مرتبہ این ہمہ اشخاص بسیار بلند از مرتبہ یاران و مصاحبان میباشد گو دوام حضور و صحبت دائمی مخصوص بیاران و مصاحبان مجلس است بلکہ باخواص و خدمتگاران سوم آنکہ منتہیان ہر طریقہ را این معنے یعنی دوام حضور و قرب دائمی حاصل است پس بسبب این قرب دائمی نیز از منتہیان طریق دیگر

نمیتواند شد آری مبتدیان این طریقه را باینوجه ترجیح و تفضیل میتواند بود که در مجاهدات و ریاضات و کشف و کرامات و ظهور خوارق عادات مبتدیان طرق دیگر ارجح باشند و لهذا گوینده گفته است ؎ اول ما آخر هر منتهی است بود ز آخر ما جیب تمناهی است + حاصل آنکه فضل جزئی را بجای کلی گرفتن و ملاحظه وجوه فضلش نکردن کار قاصر فهمان است قوله پس متوسطی از افراد امت آنحضرت صلے الله علیه وسلم را باید که از راه دیگر مناسبت بمحیط داشته باشد تا او اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و بحقیقت آن مرتبه متحقق گردد این الفاظ ناشی از کدام عالم است منجر بتشویش میشود گوئیم هیچ جاے تشویش نیست زیرا که مراد از راه دیگر راه محبوبیت است و ازین هر دو راه مناسبت بمحیط دائره خلت میتواند شد لما سبق ان المخلة ماهیة ممتزجة من المحبة و المحبوبیة و بحصول احد الجزئین من شئی بحصل مناسبة مع ذلک الشئی و هذا الامر کالبدیهی ظاهر معترض از راه دیگر راه و راے اتباع پیغمبر علیه السلام فهمیده و به تشویش افتاده حال آنکه خود از کلام سابق اقرار نموده که جناب پیغمبر ما را صلے الله علیه وسلم جمیع راه ها کشاده بودند هیچ راهے از خیطه جمعیت ایشان بیرون نمانده باز این توهم چه معنی دارد و هر چند ازین عبارت بطریق صراحت مستفاد نمیشود که مراد ازین قسم ذات شریف خود را مراد داشته باشند لیکن واقع چنین است و هر که از احوال حضرت ایشان آگاه است میداند که جمیع این قیود در ذات حضرت ایشان متحقق بود زیرا که ایشان را قبل از آنکه این طریقه عنایت شود از والد بزرگوار خود حضرت شیخ عبد الاحد قدس سره طریقه قادریه را که بنا آن بر محبوبیت است باستیفا رکسب فرموده بودند و حضرت شیخ عبد الاحد از شاه کمال کنتلی و ایشان از سید فضیل و هلم جرا الی آخر السلسلة و عجب تر آنکه حضرت ایشان بعد از آنکه این طریقه عنایت شد و سالهاے تسلیک طالبان درین طریقه فرمودند باز حضرت شیخ سکندر نبیره حضرت کمال کنتلی قدس الله سرهما با مر و اجازت از صاحب طریقه محبوبیت خرقه را آورده در سرهند بحضرت ایشان پوشانیدند پس از راه مقام خلت بمقام محبوبیت رسیدند چنانچه سابق از راه محبوبیت بمقام خلت رسیده بودند و این قسم نیرنگیها از عجائب معاملات خداست یا بندگان برگزیده خود چنانچه حضرت پیغمبر ما را صلے الله علیه وسلم در ابتداء بوضع حجر اسود و شرکت در بنائی کعبه مقام ابراهیمی حاصل شده بعد ازان در مدینه منوره بسبب اشتغال بجهاد و مقابله با یهود و نصاری مقام موسوی و عیسوی حاصل شد بلکه از شب معراج

وقوع اسرا بسوی بیت المقدس آغاز آنمعنی شده بود تا غزوه تبوک که اول غزوات شام است آنمعنی
تضاعف و تزاید پذیرفت تا آنکه در حجة الوداع باز بکمال ابراهیمی مشرف شدند و مقام ابراهیمی در آن
روز جلوه عظیم نمود و النهایة هی الرجوع الی البدایة متحقق گشت قوله و در بعضے جا حضرت مجدد نوشته
اند آن فرد خضر باشد بالیاس و اینجا خود را صریح مراد داشته اند گویم درین کلام تناقض نیست
زیرا که مکشوفات اکثرش مبهم القا میشود باز تعین آن مبهم میفرمایند و در وقتیکه شی مبهم القا میشود عقل را
در تعیین و تصدق آن مبهم جولانی رو میدهد چنانچه از آنحضرت صلے الله علیه وسلم این قسم ابهام و تعیین
واقعشده در صحیحین موجود است انی رایت دار هجرتکم ما بین نخل و مار فذهب وهلی انها الیمامة او هجر
فاذا هی المدینة یثرب همچنین است حال حضرت مجدد درین کشف اول ایشان را بطریق الهام معاینه
شد که فرد متوسط چنین و چنان سے باید چون دیدند که اساس این طریقه حضرت خضر نهاده اند خیال
بانیطرف رفت باز ملاحظه نمودند که حضرت خضر با مردم اختلاط بسیار دارند و طریقه خلت را خلوت
و انزوا لازم است خیال بطرف حضرت الیاس رفت و اینهمه بنا بر این بود که متوسط در حصول کمالی برای
پیغمبر عالیمقدار جز پیغمبر نمیتواند شد و در افراد این امت خیر ازین دو بزرگ پیغمبرے نیست آخر معلوم
فرمودند که این متوسط را پیغمبر بودن ضرور نیست بلکه کمال متابعت پیغمبر خود کافی است دیگر این امر
دیگر مقصود انزوا و خلوت و انجمن است که بنا طریقه حضرت خواجگان بر آنست نه خلوت جسمانی
و بهر حال بالیقین معلوم شد که آن متوسط ذات شریف ایشان است تحدیثا بنعمة الله که بآن هر کس
مامور است امابنعمة ربک فحدث و اشگاف بآن معنی اظهار نمودند این قسم اختلافات را تناقض
فهمیدن کار کسے است که با مکشوفات این مردم آشنا نیست والا از کلام شیخ اکبر در جایهای
بسیار مستفاد میشود که خاتم الاولیا را این امت حضرت امام مهدی است و در جاهای بسیار
خود را خاتم الاولیا قرار داده اند ؎ چو شنوی سخن اهل دل مگو که خطاست ؎ سخن شناس نئی
دلبرا خطا اینجاست ؎ قوله منم که این کمالات را بر رسول خدا کسب کنانیدم اقول ازین عبارت
صریح خیانت در نقل و تحریف واقع شده زیرا که تمباد از کسب کنانیدن آن است که این
فرد بجای شیخ و مرشد باشد و رسول خدا حاشا من ذلک بجای طالب و تلمیذ باشند و هرگز مناد
کلام حضرت ایشان آنمعنی نیست حق عبارت آن بود که منم این کمالات را کسب کرده

منسوب بجناب رسول خدا ساخته ام و در کمالات بانهایت آنجناب بطریق نیاز گزانیده ام و در جریده اعمال آنجناب نویسانیده ام۔ اگر بزبان طالب علمانه این معنی را ادا کرده شود باید گفت که هرگاه گفته شود که این صفت فلانے را بواسطه فلان چیز حاصل شد دو معنی بهم میرسد اول آنکه واسطه واسطه فی الثبوت باشد یعنے آن صفت اولاً واسطه را حاصل شده ازان بطریق نسبت مثل آنچیز بذی الواسطه حاصل شد کحرارة المار بواسطة النار فان هناک حرارتین احدهما قایمة بالنار والاخری قایمة بالماء ناشیة عن حرارة النار و انمیعنی هرگز مراد حضرت ایشان نیست دوم آنکه واسطه واسطه فی العروض باشد یعنی صفة واحدة قایم شود بواسطه حقیقت و همان صفة واحده قائمه بالواسطه منسوب گردد بذی واسطه مثل حرکة جالس السفینة بواسطة السفینة فان هناک حرکة واحدة قایمة بالسفینة لا بالجالس نعم تنسب هذه الحرکة الی جالس السفینة بالعرض والمجاز و مراد حضرت ایشان همین معنی است یعنے کسب این کمالات من کردم و ان کمالات بمن قایم شده منسوب بجناب رسول خدا گشته اند بحکم آنکه اعمال امت در جریده اعمال پیغمبر محسوب میشود و آنحضرت فی نفسه مستغنی اند از کسب این کمالات لحصول کمال لرفع منه و انمیعنی هیچ قباحت ندارد و نیز این را بدلائل بسیار ثبت کرده میدهم بعون الله و توفیقه از انجمله قصه مفاتیح کنوز ارض و تصرف تمام زمین از مشرق تا مغرب از دست تا بعان آنحضرت بآنحضرت منسوب گشت و بعد از صدها سال بلکه زیاده بر هزار سال زدیت لے الارض مشارقها و مغاربها متحقق شد۔ و از انجمله آنکه فتح فارس و روم و هلاک کسرے و قیصر از دست شیخین رضی الله عنهما واقع شد و بعد از چند سال از وفات آنحضرت بآنجناب منسوب گشت و از انجمله آنکه در حدیث صحیح وارد است که آنحضرت حضرت علی را فرمودند که یا علی انک تقاتل علے تاویل القرآن کما قاتلت علے تنزیله و انمیعنی بعد از سی سال از دست حضرت علی مرتضی بوقوع آمد و در جریده اعمال آنحضرت محسوب گشت اینجا نمیتوان گفت که قتال علے تاویل القرآن کمالی بود عمده و آنحضرت را حاصل نشده مگر بواسطه مرتضے زیرا که کمال آنجناب که قتال علے تنزیل القرآن بود ارفع و اکمل است از قتال علے تاویل القرآن لیکن چون این قتال یعنے تاویل القرآن آنحضرت را بواسطه متوسطے از افراد امت ممکن نبود ناچار متوسطے را بروی کار آوردند که بواسطه او این قتال منسوب بآنجناب گردد وجه عدم امکان آنست که در عهد آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم قتال علے تاویل للقرآن متصور نیست زیرا کہ ہر تاویل را کہ آنحضرت بزبان خود
فرمایند آن تاویل تنزیل میگردد پس قتال بر آن قتال بر تنزیل میشود نہ بر تاویل و منکر آن تاویل
کافر میشود گویا کہ منکر نص صریح قرآن شد پس لابد متوسطے باید دو جہتین من جہۃ خلیفہ و مجتہد باشد
تا انکار تاویل او کفر نگردد و با انکار تنزیل منجر نشود و من جہۃ متحد الحکم پیغمبر کہ خلیفہ حکم مخالف دارد
چون انکار حکم او بالعرض انکار حکم پیغمبر است آن کارش منسوب بآنحضرت میشود و در جریدہ اعمال آنحضرت
این کمال ہم ثبت گردد کذا ذہب الیہ قولہ آن راہ از کجا آورند مراد از عالم دیگر عالم امتزاج محبت و محبوبیت
است کہ تعبیر ازان بمقام خلت کردہ میشود این را از نزد خدا آورند چنانچہ حضرت اعلی مرتضے کرم اللہ وجہہ
قتال علے تاویل القرآن را از نزد خدا آوردند و آن قتال از عالم دیگر است از قبیل جہاد کفار ہم نیست
و از قبیل قتل مسلمین ہم نیست ہیبت متحرجہ دارد یعنی ایشان را بحکم خلافت نبوۃ و متابعت آنجناب حاصل شدہ
چنانچہ حضرت ایشان را نیز بسبب کمال متابعت آنجناب روزی شدہ و عجب است از کسانیکہ بر حضرت ایشان
طعن میکنند باین جملہ کہ حضرت ایشان دم از استقلال میزنند و بر نسخ را زنیان برمیدارند و نمیشنوند
و نمے بینند کہ کلام حضرت ایشان در مکتوبات و غیر آن مشحون و مملو است از تحریص بر کمال متابعت
پیغمبر و جا بجا برای خود تابعان خود ہمین معنی را از خدا الطلب دارند و جا بجا میفرمایند کہ بنا بر طریق بر کمال
متابعت سنت است و اجتناب از بدعت قولہ بنسخ محمد رسول اللہ از میان برنمیخیزد مراتب ولایت
خلیلے تمام بواسطہ آن باشد از ولایت موسوی حاصل شدن معنی ندارد اقول فی الحال گزشت کہ
تصرف ولایت خلیلی آنحضرت را حاصل بود و تصرف دران نفرمودہ بودند بسبب شغل مہم تر ازان حضرت
ایشان را محض بکمال متابعت آنحضرت حاصل شد از پیشگاہ جناب الٰہی و منسوب بآن حضرت گردید
چنانچہ تصنیف مثنوی شریف کہ پر از جواہر گوناگون علم سلوک و علم معرفت است از حضور خداوندی بمولانا
رومی قدس اللہ سرہ محض بکمال متابعت پیغمبر خود عنایت شد و منسوب بحضرت رسالت گشت
بلے آنکہ تصنیف مثنوی آنحضرت را ممکن باشد لقولہ تعالے وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ارتفاع
نسخ را نفہمیدن از قبیل ادہام شیطانیہ است معاذ اللہ من ذلک و جل شبہہ بالکلیہ آنکہ معانی و
مضامین مثنوی ہمہ ماخوذ از مشکوۃ نبوۃ است و کسوت شعر پوشانیدن مخصوص بمولانا جلال الدین
رومی است چنانچہ اجزای مقام خلت یعنے محبت و محبوبیت ہمہ ماخوذ از جناب حضرتی است و تصرف

وبیت ممتنع در اختصاص کافی است چنانچه واضح سکنجبین اگر دعوی اختصاص سکنجبین بخود کند سزاوار است که سرکه و شهد
از دیگری باشد و خواص سرکه و شهد را از دیگر آموخته باشد کذا ہذا قولہ و دعای اللہم صل علی محمد کما جعلیت علی ابراہیم بعد
از ہزار سال مقرون باجابت گشت و مبذول مستجاب شد اول و درین ہیچ استبعاد نیست لقولہ تعالی یدبر الامر من السماء
الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ازین آیہ صریح معلوم میشود کہ بعضی کارہا
خدا بامتزاج فیض سماوی و ارضی صعوداً و ہبوطاً در مدت ہزار سال تمام میشود فلیکن من جملتہا ہذا الدعاء و ایضاً
بعضے مواعید الٰہی در بارہ پیغمبر و امت پیغمبر در زمان حضرت امام مہدی بوقوع خواہد آمد اگر دعای این مطالب کردہ
شود قبول آن را قطعاً زیادہ تر بہ ہزار سال خواہد گزشت و در تفاسیر و روایات صحیحہ آمدہ است کہ حضرت آدم در
حق خود و ذریت خود دعای بسیار نمودہ بودند و بعضے ازان دعاہا در عہد حضرت سلیمان علیہ السلام مستجاب
شد و ایضاً دعای حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا
امۃ مسلمۃ لک الی قولہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم بعد ہزار ان
سال مقرون باجابت شد و ہمچنین وعدہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون
بعد ہزاران سال مقرون باجابت شد قولہ درین مدت ہزاران اولیا و خلفاء راشدین بودند از ہیچ یکے این کار نشد تعجب است
اقول محل تعجب کلام بیہودہ این شخص است نمیفہمد کہ ارادہ الٰہی مخصص بعضی حوادث ببعض اوقات و بعض امکنہ و بعض
اشخاص ست سوال لم و چون در ان جاری نیست و چون و چرا را در ان گنجایش نیست نمیتوان گفت کہ حضرت خواجہ
بزرگ خواجہ معین الدین چشتی چرا مخصوص بارشاد اہل ہند شدند تا آنکہ شہرہ آفاق است کہ ایشانرا ولی الہند
میگویند و قبل از ایشان از وفات آنحضرت ﷺ قریب ششصد سال گزشتہ بود و درین مدت ہزاران ہزار اولیا و خلفاء
راشدین بودند از ہیچیک انکار نشد تعجب است و فتح ظاہری ملک ہندوستان بر دست سلطان محمود
غزنوی انار اللہ برہانہ مخصوص شد حالانکہ قبل از و مدت سیصد سال تقریباً گزشتہ بود و دران مدت سلاطین
عظام و خلفای ذوی الاحترام بودند از ہیچ یک انکار نشد جای تعجب است قولہ و آثار آن اکتساب کہ برسول خدا
نسبت میکنند کجاست خیلے تعجب گوئیم معنی نسبت کردن برسول خدا سابق گزشت این شخص واسطہ فی العروض
و در لحوق صفتے از صفات اضافیہ بجناب حضرت رسالت پناہ متوسط واقع میشود و است ایشانرا ازان کمال یکسو خود
بہرہ وریساز و آثار آن چیز تہذیب باطن کہ عبارت از بطالفست بحصول ملکہ یاد داشت و حضور دائمی و نسبت بسیر نگی
صد جمع کثیر از امت مصطفویہ امری دیگر نیست و بحمد اللہ بمعنی کالشمس فی رابعۃ النہار متحقق است و اگر تعین بمکان این

جماعت کثیر کہ سوال کردہ از اناں بود و چنان گفت کہ بخارا و سمرقند و بلخ و بدخشان و قندہار و کابل و غزنی و تاشکند و یارکند و شہر سبز و حصار شادمان کہ مسکن اہل اسلام است و شرکت ہنود و نصاریٰ در و فیض موجود است غیر ازیں طریقہ طریقہ دیگر دران دیار رائج نیست الا شذ فذا و ندرا قولہ این فرد را برای چیرا است فرستادہ دلیل بر این دعوی چیست گویم بر ظاہر است کہ از وجود ذات شریف حضرت ایشان شبہات ملاحدہ و روافض و غالیان توحید و مبتدعان طریق و معتقدان رسوم خفی و جلی بالکلیہ برطرف شد و تابعان ایشان بفضلہ تعالیٰ در اتباع سنت سرگرم و در اجتناب از بدعت پیش قدم پس ہر زمان ان مندکہ شخصی بیاید و دعوی کند کہ مرا فلان حکیم نائب خود و دین تو بہتر ساختہ و مردم از معالجہ او منتفع شوند و او ہم طریق ہدایت و اعلاء شعائر دین انجام دہد متیقن میگردد کہ این شخص صادق القول است کہ از عہدہ خدمت خود بوجہ احسن برآمدہ و سر انجام مہمات این خدمت نمودہ اگر سند فرمای از دفتر حکیم مطلق مطلوب است انہم موجود است جلال الدین سیوطی در جمع الجوامع حدیث آوردہ است یکون فی امتی جبل یقال لہ صلۃ یدخل بشفاعۃ الجنۃ کذا و کذا من ابن سعد عن عبد الرحمن بن زید بن جابر بلاغا انتہی و شیخ بدر الدین در کتاب حضرا القدس آوردہ اند کہ این بشارت اشارت بوجود مسعود حضرت ایشان باستحقیہ ایشان در میان علماء و صوفیہ صلہ بودند کہ اختلاف فریقین را در وحدۃ وجود بلفظی راجع دانستہ اند و خود نوشتہ اند کہ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین و مصلحا بین الفئتین و حضرت ایشان از سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مبشر شدہ اند کہ فردا پیش من ہزار کس را بشفاعت تو بخشند منطوق حدیث و مضمون بشارت بران حضرت صادق مے آید و درین مدت ہزار سال دیگر کہ باین لقب نگزشتہ است و این استنباط موید بہ نقلیات و کشفیات است و در مکتوبات حضرت ایشان مسطور است قولہ اگر شکر نعمت است کدام قبول خواہد کرد آہ طرفہ ماجرا است شکر نعمت را صاحب نعمت باید کہ قبول کند از قبول و ناقبول دیگران چہ میکشاید فقد قال اللہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم پس معلوم شد کہ قبول شکر در جناب الٰہی است بموجب وعدہ او تعالیٰ حاصل است از قبول کسان دیگر بکار نیست ؎ اذا رضیت عنی کرام عشیرتی ؎ فلا زال غضبانا علے لیامہا

تمام شد رسالہ مصنفہ مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ و دفع اعتراضات بر بعض عبارات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کہ معترض برآوردہ منشا اعتراض گردانیدہ بود

لسید سمس الدین الحسینی عفی عنہ

فہرست مضامین فتاوی عزیزی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ

مضمون	صفحہ
رسالہ در باب استحباب رفع سبابہ	۲
رسالہ در بیان دوازدہ خلفا	۵
مسئلہ حکم اجرت حافظان قرآن	۸
مضمون ہفتاد و دو ملت	۱۰
رسالہ نماز زنان	〃
مسئلہ نگاہداشتن پارچہ کفن	۱۱
مسئلہ حکم بنائے مکان از مال رشوت	〃
مسئلہ بنائے مسجد بگرفتن قرض دادائے از زر رشوت	۱۲
مسئلہ نکاح سنی از زن شیعہ	۱۲
خواندن آیات قرآن و استغفار بوقت نماز	〃
طریق خواندن حسبنا اللہ و نعم الوکیل برائے حصول مطالب	۱۳
مسئلہ مہر زنے کہ نافرمانی شوہر کند	〃
عمل برائے دفع آسیب و سحر	۱۴
ثبوت بیعت از سنت	〃
بیان شفاعت و محبت اصحاب	۱۵
بیان اختلاف مذاہب	〃
احکام انکار حدیث شریف	〃
حکم انکار از کتاب فقہ	۱۶
مسئلہ گفتن کلمہ کفر نادانستہ	〃
مسئلہا نہایت علم و علما	〃

مضمون	صفحہ
مسئلہ عاق والدین	۱۶
مسئلہ دار الحرب شدن دار الاسلام	۱۷
مسئلہ بدعت یا فسق نمودن کدام سید	۱۸
مسئلہ تکفیر خوارج و روافض	〃
مسائل واجبات و سجدۂ سہو	۱۹
بیان ثبوت خلافت خلفا بنص	〃
غلط بودن دعوی نواصب بہ نسبت دعوے الوہیت علی مرتضی	۲۱
کیفیت خروج امام حسین برائے اعانت اہل کوفہ	۲۲
بیان گاؤ سید احمد کبیر و گوسپند شیخ سدو	〃
معانی حدیث ستفترق امتی ثلثۃ و سبعون فرقۃ	۲۵
مسئلہ سود دادن بحربیان	۲۸
مسئلہ شفعہ و کیفیت تقسیم میان شفعہ داران	〃
بیان قول علی مرتضی بوقت بیعت بما فی الصحیفۃ	۲۹
قول رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر	〃
بیان مسئلہ وحدۃ الوجود و قول ہمہ اوست	〃
تاویل قصیدہ بانت سعاد	۳۱
مسئلہ ہندوی کنانیدن	۳۴
مسئلہ گرفتن سود از نصاری و دادائے جمعہ در ملک	۳۳
معمولہ کفار و دادو ستد سود	

مضمون	صفحہ
بیان رد شبہات بت پرستان	۲۴
بیان ولی گفتن مرد صالح را	۲۶
معنی حدیث ان قوما مروا علیا ولا امام کم فاملین	۲۷
مسئلہ اراضی معابد بنگاہ و سجادہ نشینی	״
مسئلہ رہن زمین باقرار بودن منافع مرتہن	۳۸
مسئلہ استعمال آہنگ بر قبور	۴۰
مسئلہ تقرر روزی بعد سالی برائے زیارت قبور یعنی روز عرس	״
اقرار غلامی بزرگان کہ نہ بزر خریدند	״
مسئلہ فیج یا لور بنام غیر اللہ تعالیٰ	۴۱
مسئلہ بیع انسان	״
مسئلہ خوردن در حال جنابت	۴۲
مکروہ بودن دراز کی پایجامہ از شتالنگ	״
مسئلہ بریدن سبلت	״
مسئلہ پردہ و کنیزان	״
بیان تکفیر و عدم تکفیر اہل قبلہ	״
بیان منع امام حسن معاویہ بن خدیج از سب علی مرتضیٰ	۴۵
مسئلہ اراضی عطائے سلطانی	۴۶
مسئلہ گاؤ سید احمد کبیر و گوسپند شیخ سدو	۴۷
مکتوب در باب توحید وجودی و شہودی	۵۲
مکتوب دیگر بتقدم وحدۃ الوجود	۵۵
مسئلہ فضیلت اولاد شیخین و اولاد اعمام آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۵۶

مضمون	صفحہ
مسئلہ حکم سرود و غنا	۵۸
معنی آیۃ وما اہل بہ لغیر اللہ	۱۹
رسالہ فوائد تسمیہ و الحمد	۶۱
رسالہ معاد جسمانی	۶۳
رسالہ بیان تفضیل اصحاب	۶۴
رسالہ اصول مذہب حنفیہ از معقول و منقول	۶۶
رسالہ غنا	۶۸
رسالہ بیع کنیزان	۷۰
مسئلہ تعزیہ داری محرم و صورت قبور و علم و مہندی	۷۲
ربیع الثانی	
رسالہ بیان ترجیح احادیث	۷۶
کیفیت خواب برہان شاہ و دعوت ملا ہرمی	۷۷
بمذہب شیعہ	۷۹
رسالہ شرح رویائے شاہ عبد العزیز صاحب	۸۰
مکاتبہ در جواب اعتراضات بمضمون رویا	۸۱
بیان جواز علیہ السلام گفتن بہ علی مرتضیٰ و	۸۲
سیدۃ النساء و حسنین رضی اللہ عنہم	۸۲
مکتوب در حال ہمراہیان امام حسین و واقعہ کربلا	۸۳
مسئلہ جواز نوکری کفار و قبول اعنا	۹۱
ذکر کتاب معارج القدس و الطاف القدس	۹۲
مسئلہ سماع موتے	۹۳
شعور موتے	״

مضمون	صفحہ
استمداد از اموات	۹۴
اخذ فیض از قبور	〃
تعین روز عرس و زیارت	〃
آب پاشی و خوشبو بر قبر	〃
نذر میت و قبر پوشش	۹۵
مسئلہ وحدۃ وجود	۹۶
خواندن آیۃ قرآن بر طعام	۹۷
ذبح بنام غیر اللہ و طعام منت بزرگان و بنام مردگان و وارثان آن	〃
مصارف قبور اولیا	〃
رہن داشتن اراضی	۹۸
طعام ایصال ثواب	〃
حکم امامت کسیکہ زنان او پردہ نہ کنند	۹۹
طلاق زن بسبب نافرمانی	〃
خلود کفار در نار و نجاۃ مومنین	۱۰۰
طعن بنا دت بعضی اصحاب و اجتہاد معاویہ رض	۱۰۱
وجہ تکفیر از سب شیخین رض و عدم تکفیر از سب ختنین رض	۱۰۳
کیفیت طعن عائشہ رض در افشای سر آنحضرت ﷺ	۱۰۶
نسخ آیات قرآنی و بدل حرمت متعہ	〃
وجہ اقتدای صاحبین رح و عدم اقتدای شافعی رح	۱۰۷
انواع شفیعان	۱۰۸
کیفیت تعلق روح میت در دنیا	۱۰۹
ذکر نماز تراویح	۱۰۹
رفع سبابہ	۱۱۰
مرثیہ خوانی و مجلس بیان شہادت	〃
حکم گوشت کرگدن	۱۱۱
سجدہ تحیت	۱۱۲
کیفیت نواصب و خوارج	۱۱۴
سوالات و مجبت کفار و نوکری آنہا	〃
ربا گرفتن در دار الحرب	۱۱۵
سود گرفتن از انگریزان	۱۱۶
حکم سنن رواتب	〃
تصرف جن و شیاطین در بدن آدمی	۱۱۷
بروز و تناسخ و تصرف ارواح	۱۱۸
کیفیت نجاۃ اہل زمان فترۃ	۱۲۱
کیفیت نجات والدین شریفین	۱۲۴
مسئلہ بست رکعت نماز تراویح	۱۲۵
استعانت اہل قبور	۱۲۷
مسئلہ حیلہ	〃
استعانت ارواح	۱۲۸
لباس سرخ غیر معصفر	〃
لزوم کفر	۱۲۹
حدیث لولاک لما خلقت الافلاک	〃
حرمت سود گرفتن و دادن	〃

مضمون	صفحہ
اجرت تعلیم قرآن	۱۲۹
بیان اصحاب کہف	〃
معنی حدیث ما منعک ان تسب ابا تراب	۱۳۰
مسئلہ وحدۃ الوجود و وحدۃ شہود	〃
فتوی در باب محو و اثبات تقدیرات	۱۳۲
فرق در عصمت انبیا و عصمت اولیا	۱۳۴
فرق در بیان تحفہ اثنا عشریہ و صواعق محرقہ	۱۳۶
مبعوث شدن رسول الثقلین جہت ہدایت عالم و رسیدن دعوت دین بہر ملک	۱۳۸
کیفیت اوتار ہا وغیرہ در ملک ہند	۱۴۰
فرق در میان سجدہ کعبہ و سجدہ قبور و تصاویر	۱۴۱
رفع شبہات مقدمہ باغ فدک	۱۴۲
کیفیت اختلاف مذاہب اربعہ اہل سنت	۱۴۶
فتوی نکاح صغیرہ و غیر کفو و ترک النکاح و حکم نماز در زمین بحائیکہ روز و شب شش ماہ باشد بستہ آیات قرآنی	۱۴۸
فتوی جواز ماہی صید کردۂ کافر و ادای نماز فرض بتوجہ بکعبہ برائے نماز خانہ باشد و جواز نماز بر گلیم و خلل ریح و زیارت قبر فرضی و ثابوت تعزیہ و نوحہ و تبرح خوردن	۱۵۴
بیان معنی حدیث در باب خلافت علی مرتضیٰ	۱۵۵
فتوی جواز اقتدا حنفی بامام شافعی المذہب و نماز وقت و حلال ساختن حرام و نشستن و معنی حدیث از برائے خود کردن	۱۵۶
فتوی در باب قبول دعوت شخصی کہ غرض دنیوی داشتہ آمد	۱۵۷

مضمون	صفحہ
فتوی بر تقدیم دست رسانیدن بہ مادر زن بخیال بودن زن خود	۱۵۸
بیان تخارج حروف و ضروریات قرات قرآن	۱۵۹
بیان سماع سلیم لحیہ و دیدار حق تعالی و عدم تغیر ذات الٰہی بحدوث مخلوق و حکم تصرف کافران	۱۶۰
بر و ارالاسلام و صلوۃ الوسطی و بیان شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و دیانت کما	
ہر شے و کیفیت سوال و جواب الیس و کیفیت سجدہ ارواح و نمودن ذکر در حال برہنگی و دیدن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم	
جواب شبہات مشرکین در باب میت الٰہی	۱۶۶
مسئلہ مس مصحف	۱۶۹
کیفیت نوروز و اسامی سالہا بنام جانوران	۱۷۰
و تقسیم بروج فلک	۱۷۱
کیفیت فضائل رمضان و دیگر شہور	〃
کیفیت تقلید مجتہدین	۱۷۳
کیفیت سیر قدس و سیر نظری و طریقہ نقشبندیہ و طریقہ مجددیہ	۱۷۷
کیفیت طریقہ مہروردیہ مجدد الف ثانی توحید وجودی و ذکر	۱۷۷
رسالہ فیض عام	۱۸۰
بیان مسائل خمر	۱۸۹
جواب سوالات عشرہ شاہ بخارا	۱۹۱
دلائل ایہ شیعہ و بیان حدیث ثقلین	۱۹۸

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
وسیلۃ النجات رد شیعہ ۔۔۔۔	۲۱۶	رسالہ دروفع اعتراضات بر بعض عبارات حضرت مجدد رح ۔۔۔۔۔۔۔۔	۱۳۱

خاتمۃ الطبع

حمد خدائے جہان آفرین کہ مجموعہ فتاواے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح مع چند رسائل کہ حضرت ایشان در جواب بعض مسائل رسالہ نبشتہ اند بحسن انصرام وسعی مالا کلام

از اہتمام احقر الانام محمد عبدالاحد عفا عنہ الصمد

در مطبع مجتبائی واقع دہلی حسن

انطباع یافت ماہ

شوال المکرم

سنہ ۱۳۱۱ھ

کاپی رائٹ بذریعہ رجسٹری باضابطہ محفوظ ہے۔ ماہ مئی سنہ ۱۸۹۴ء

قرۃ العینین بتفضیل الشیخین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ شائقین دین متین اور طالبان اہل یقین کو مژدہ ہو کہ اندنون ایک کتاب نادر الوجود کیاب تصنیف منیف حضرت قدوۃ اہل اللہ نخبۃ عارفان حق آگاہ شیخ الشیوخ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ العزیز افضال ایزدی سے اتفاق آئی چونکہ اس زمانہ مین مذاہب اہل بدعت کی کثرت ہوگئی اور عقائد باطلہ نے لوگون کے دلون مین راہ پائی اسلیے ایسی کتاب کا شائع ہونا نہایت ضروری سمجھکر کتاب مذکور کے تین نسخہ قلمی صحت کے لیے نہایت تلاش سے اوہی بہم پہنچائے گئے اور خدمت مین جناب وحید زمن مولانا محمد حسن صاحب کی بھیجکر استدعا اس کی تصحیح اور بقدر ضرورت تحشیہ کی کی گئی اگرچہ یہ تینون نسخے بھی غلطی سے پاک نتھے لیکن حضرت ممدوح نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ازالہ اغلاط اور دوسری کتابون سے کہ جنکے حوالے شاہ صاحب نے دیے تھے مقابلہ کرکے اسکی عبارت کو درست کیا اور مضامین مشکلہ پر کسیقدر تحشیہ بھی فرمایا۔ اس کتاب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اول ایسی صفت بیان کی گئی ہے کہ جسپر مدار افضلیت کا ہے پھر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ صفت خاص بروجہ کمال صرف شیخین ہی مین ہے اور انکے سوا دوسرے صحابہ مین نہین اور اسکے ساتھ ہی دلائل نقلی و عقلی بھی پیش کیے ہین پھر شیخین کے مآثر کا بیان ہے اور جو مطاعن کہ انپر فرقہ مخالف کے لوگ کرتے ہین انکے جواب الزامی و تحقیقی مندرج ہین پھر مطاعن و مآثر ختنین کے بھی اسی طرح ذکر کیے ہین پھر وہ اسرار بیان کیے ہین کہ جنکا وجود حضرات شیخین مین پایا جاتا ہے اور ان مقامات کو اقوال ارباب کشف و کرامات سے مثالین دیکر اس طور پر بیان کیا ہے کہ تھوڑی استعداد والے بھی اسکو سمجھ سکتے ہین اور آخر مین شاہ صاحب نے اپنا مکاشفہ بیان فرمایا ہے کہ جسمین ارواح شیخین کو ایسی حالت مین پایا اور دوسرے اصحاب کی ارواح کو اس کیفیت مین اور ختم رسالہ اس مضمون پر کیا کہ اسکا سوال روحانی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح سے کیا تو وہان سے ہمارے دل پر یہ القا ہوا کہ یہی امر حق ہے۔ **غرضکہ** یہ کتاب لاجواب ہی پاکیزہ کاغذ پر خوشخطا اور نہایت صحت کے ساتھ چھاپی گئی ہے جو شائق اس گوہر بے بہا اور دریتیم کو نقد جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہون تشریف لائین اور جامن مقصود کو گلہائے مراد مالا مال فرمائین۔ **واضح ہو** کہ تفسیر فتح العزیز مولانا شاہ عبدالعزیز رح بھی مطبع مین موجود ہے اور سورۃ البقر کی تفسیر خاص مطبع ہی مین نہایت عمدگی سے طبع ہوئی ہے شائقین منگائین اور لطف معنوی حاصل کرین۔

محمد عبدالاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی

مشکوٰۃ المصابیح مع آلۃ الکمال فی اسماء الرجال

شائقان علوم دینیہ و ماہران فنون یقینیہ پر یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ **مشکوٰۃ المصابیح** صحاح ستہ کا اختصار بمنزلہ عطر کشیدہ ہے۔ کتب موصوفہ کے اکثر ابواب اسمین درج ہین تطبیق احادیث ترجیح اقوال و کیفیت ناسخ و منسوخ جو اساتذہ کا ملین شائقین کو بتاتے ہین تمام کتب احادیث مین کام آتی ہین۔ علی الخصوص صحاح کے پڑہنے مین ان امور سے بہت مدد ملتی ہے۔ عمدہ طور سے جو طالب علم مشکوٰۃ شریف پڑہ لیتا ہے اُسکو صحاح ستہ کیا بلکہ تمامی کتب حدیث کا ملکہ حاصل ہوجاتا ہے۔ لہذا بنظر افادہ طالبین سب سے اول مولانا مولوی حافظ احمد علی صاحب مرحوم مالک مطبع احمدی نے اس کتاب کے تحشیہ کا ڈہنگ ڈالا اور محشی مشکوٰۃ شریف طبع فرماکر مشتاقین کو مرہون منت فرمایا۔ اگرچہ مولانا ممدوح الصدر (بسند معتبر) حسرت کے ساتھ تاحین حیات یہ فرماتے رہے کہ مجھسے اس کتاب کی خدمت کما ینبغی نہوئی۔ تاہم جسقدر کہ اُسوقت کتاب موصوف کی خدمت تحشیہ کی گئی وہ بھی مولانا مرحوم کی کمال سعی کا ایک عمدہ نمونہ سمجھا گیا اور مقبول خلائق ہوا۔ مگر ان دنون بعض اشخاص نے اُسمین بہت سا تغیر تبدل کرکے اور حواشی بلاسند و بلاحوالہ شروح مشکوٰۃ بتردید مذہب احناف اپنے طور پر مرتب کرکے چھاپی کہ اکثر علماء محققین اور فقہاء و محدثین نے اسکو ناپسند فرمایا چنانچہ اسی وجہ سے مرغوب و مقبول خلائق نہوئی۔

چونکہ عاجز ایک عرصہ سے بتائید ازدی اسی خدمت پر کمربستہ ہے کہ ہر قسم کی تفاسیر اور کتب صحاح و فقہ کی نہایت درجہ تصحیح کی جاسے اور اُنکو اہتمام خاص سے چھاپ کر شائع کرے اسلیے بالفعل یہ خواہش ہوئی کہ یہ کتاب بھی **مثل سابق** نہایت پاکیزگی کیساتھ طبع ہو **اور** حواشی بھی اُسی طرز کیساتھ شروح نایاب سے مستنبط و ملخص کرکر اضافہ کیے جائین۔ پس **مرقاۃ المفاتیح** بسوط شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ اور اُسکے علاوہ بہت سا **سامان** مہیا کیا گیا اور **علماء محقق** نے احقر کی استدعا پر بسعی بلیغ و کمال جانفشانی و عرق ریزی ایسے عجیب و غریب و مفید حواشی اضافہ کیے اور استنباط و تلخیص کی کہ جن کے مطالعہ کے بعد طلبہ کو پھر کسی شرح کی طرف رجوع کرنے کی حاجت باقی نہ رہی۔

تطبیق احادیث و تشریح اسماء الرجال و حل لغات و تسوید فوائد عجیبہ و نکات غریبہ کی ایسی کی گئی ہے کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے شائقین مطالعہ سے خود معلوم کرسکتے ہین اور عجب نہین کہ جن لوگون کے پاس مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ دیگر مطابع موجود ہین وہ بھی اسکو دیکھکر ضرور اسکی خریداری کی آرزو کرین گے۔ اس کتاب کے آخر مین پوری اکمال فی اسماء الرجال جو مولف علام کی تالیف سے ہے منضم کی گئی ہے۔

قیمت بلحاظ اقسام کاغذ حسب ذیل ہے

کاغذ ولایتی سفید تقطیع کلان ۲۲-۲۹ (صہ) کاغذ حنائی تقطیع کلان ۲۲-۲۹ (سہ) کاغذ ولایتی تقطیع ۲۰-۲۶ (للعہ)

کاغذ گلابی گندہ ۲۰-۲۶ (للعہ) کاغذ سبز ۲۰-۲۶ (للعہ) ایضاً سرخ (للعہ) کاغذ سفید و حنائی گندہ ۲۰-۲۶ (سہ)

کتب مصنفہ اکمل الکملا حجۃ اللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ

اعلان

کاپی رائٹ

اس کتاب کا بذریعہ رجسٹری

باضابطہ محفوظ کیا گیا ہے کوئی شخص

بلا اجازت احقر اسکے طبع کا مجاز نہیں

محمد عبد الاحد مالک و مہتمم

مطبع

مجتبائی دہلی